حقوق تصنیف محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت مصنف طبع نہ کریں

تبیان القرآن

۷۸۶

الحمد لله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان

تفسیر سورۂ فاتحہ من

میزان الادیان بتفسیر القرآن

جلد دوم (۲)

تصنیف حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا ہے بخشنے والا

الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

مہربان مالک بدلے کے دن کا

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور پوجیں گے اور تجھی سے ہم مدد مانگتے ہیں اور مدد مانگیں گے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ

دکھا دے تو ہمکو راستہ استقامت کا راستہ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

اُن لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا نہ اُنکا جن پر غصہ کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

نہ گمراہوں کا۔ (آمین) قبول کرلے تو

مفصل ترجمہ مع ترکیب۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ب حرف جار۔ اسم مضاف
اللہ موصوف الرحمٰن صفت اول الرحیم صفت ثانی۔ موصوف ساتھ دونوں صفتوں اپنی کے
ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا۔ مضاف ساتھ مضاف الیہ اپنے کے ملکر مجرور ہوا جار کا جار ساتھ
مجرور اپنے کے ملکر متعلق ہوا فعل محذوف اِبْدَءُ یا اَبْدَءُ کا بصورت اِبْدَءُ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اور بصورت اَبْدَءُ
جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اسواسطے کہ عربی میں حسب قاعدہ حرف جار کے پہلے فعل محذوف مقدر مانا جاتا ہے لہذا بندے کے اعتبار
سے اَبْدَءُ محذوف مانا گیا جسکے یہ معنے ہوتے ہیں کہ شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے
اور باعتبار ذات جناب باری کے اِبْدَءْ فعل محذوف امر مانا گیا جسکے یہ معنے ہوتے ہیں
کہ شروع کر تو اے بندے ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

اَلْحَمْدُ مبتدا ل حرف جار اللہ موصوف ربّ مضاف عٰلَمِیْن مضاف الیہ مضاف
مضاف الیہ سے ملکر صفت اول الرحمٰن صفت ثانی الرحیم صفت ثالث مالک مضاف
یوم مضاف دین مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا مالک مضاف کا
مالک ساتھ مضاف الیہ اپنے کے ملکر صفت رابع ہوئی اللہ کی اللہ ساتھ چاروں صفتوں
اپنی کے ملکر مجرور ہوا جار کا جار ساتھ مجرور کے ملکر متعلق ثابتٌ کے ہوکر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء
خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ پھر اگر الف لام الحمد کا استغراق کا مانا جاوے تو یہ معنے ہوں گے
کہ تمام افراد حمد و شکر کے ثابت ہیں واسطے اللہ کے اور اگر الف لام عہد کا مانا جاوے تو یہ معنے
ہوں گے کہ وہ حمد جو اللہ نے خود اپنی حمد کی وہی ثابت ہے واسطے اللہ کے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ایاک مفعول مقدم نعبد فعل ساتھ فاعل اور مفعول
اپنے کے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ہوا۔ اور بعینہ اسی ترکیب کے ساتھ ایاک نستعین
جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔
اور چونکہ عبادت کے معنے یہ ہیں کہ بندہ اپنا جان مال جسم سب مملوک اپنے مالک کا سمجھکر
خشوع اور خضوع کے ساتھ مالک کے سامنے پیش ہو۔ لہذا خلاصہ معنی آیۃ کریمہ کے یہ ہوئے

کہ نہایت عجز ونیاز کے ساتھ میں اپنا جسم اور جان اور ظاہر اور باطن کو تیرے حضور میں پیش کرتا ہوں۔ اور چونکہ اس پیش کرنے میں بھی میں تیرا ہی محتاج ہوں لہٰذا اس امر کی بھی مدد تجھ ہی سے مانگتا ہوں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ اِهْدِ فعل با فاعل نَا مفعول اول الصراط موصوف المستقیم صفت موصوف صفت سے ملکر مبدل منہ ہوا صراط موصوف الذین موصول انعمت فعل با فاعل علی جار ہم مبدل منہ غیر مضاف المغضوب اسم مفعول۔ علی جار ہم مجرور جار ساتھ مجرور کے ملکر متعلق ہوا اسم مفعول کا اسم مفعول ساتھ متعلق اپنے کے ملکر معطوف علیہ ہوا۔ واو حرف عطف لا زائد الضالین معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا مضاف ساتھ مضاف الیہ کے ملکر بدل ہوا مبدل منہ کا مبدل منہ ساتھ بدل کے ملکر مجرور ہوا جار کا جار ساتھ مجرور کے ملکر متعلق ہوا انعمت کا انعمت فعل ساتھ فاعل اور متعلق اپنے کے ملکر صلہ ہوا موصول کا موصول ساتھ صلہ کے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا مضاف ساتھ مضاف الیہ کے ملکر بدل ہوا مبدل منہ کا مبدل منہ ساتھ بدل کے ملکر مفعول ثانی ہوا اِہْدِ کا۔ اِہْدِ صیغہ امر فعل با فاعل ساتھ دونوں مفعولوں اپنے کے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوا۔

اور چونکہ لفظ ہدایت کے دو معنے ہیں۔ ایک اراءۃ الطریق یعنی منزل مقصود کا فقط راستہ دکھا دینا۔ دوسرے ایصال الی المطلوب یعنی منزل مقصود تک پہونچا دینا۔ اور مقصود اہم ہیں اللہ جل شانہٗ کی پہچان اور عرفان ہے۔ اور عرفان کے مدارج بے شمار اور بے پایان ہیں کہ جس دریائے ناپیدا کنار کے بڑھکے پیراک باوجود طے کر لینے لاکھوں مراتب عرفان کے آخر یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ما عرفناک حق معرفتک۔ لہٰذا اس آیۂ کریمہ کے عامہ مومنین کے اعتبار سے یہ معنے ہوئے کہ دکھا دے تو ہمکو اے اللہ طریقہ سیدھا اور راستہ استقامت کا اور خاصوں اور اخص الخواص کے اعتبار سے یہ معنے ہوئے کہ طے کرا دے تو ہمکو تمام مدارج اور طریقے

مستقامت کے اور عرفان کے۔ اور چونکہ باعتبار قرب اور بعد کے مراتب عرفان الٰہی سے مغضوب علیہم اور ضالین کے بھی مراتب مختلف تھے اسواسطے ہر طالب ہدایت اسکے مقابلہ کے مراتب غضب اور ضلالت سے پناہ مانگتا رہتا ہے اور بعد فاتحہ کے آمین کہنا سنت ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ یا اللہ میری اس دعا کو قبول کر۔ (یہ وہ تفسیر مجمل ہے کہ جسکی تفصیل بعد بیان شان نزول واضح طور سے بیان کی جاوے گی)

تفسیر سورۂ فاتحہ سے اول اس امر کا جاننا ضرور ہے کہ ابتداء وحی کسطرح شروع ہوئی اور سارے قرآن مجید سے اول کونسی سورت یا کسقدر آیتیں کس صورت سے بذریعہ جبرائیل علیہ السلام آپ پر نازل کی گئیں بعد اول طریق عبادت کس طریقہ پر سکھایا گیا۔ یہ پانچ وقت کی نماز اول ہی سے فرض کی گئی یا اول کچھ کم اور اوقات نماز کب بتائے گئے۔

(باب کیف کان بدء الوحی بخاری شریف میں ہے)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ فِی النَّوْمِ فَکَانَ لَا یَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَیْہِ الْخَلَاءُ وَکَانَ یَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ فِیْہِ وَہُوَ التَّعَبُّدُ اللَّیَالِیَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِعَ اِلٰی اَہْلِہٖ وَیَتَزَوَّدُ لِذٰلِکَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی خَدِیْجَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَیَتَزَوَّدُ لِمِثْلِہَا حَتّٰی جَاءَہُ الْحَقُّ وَہُوَ فِیْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَہُ الْمَلَکُ فَقَالَ اِقْرَاْ قَالَ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اول ہی اول وحی کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سچی خوابوں سے شروع ہوا اسطرح پر کہ جو خواب دیکھتے وہ روز روشن کیطرح بلاکم وکاست ظہور میں آجاتا پھر آپ کو خلوت کا شوق ہوا اور آپ نے غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار کی اسی غار میں کئی کئی دن رات برابر عبادت میں مشغول رہتے اور اسی اثنا میں کبھی گھر بھی تشریف نہیں لاتے بلکہ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لیجاتے تھے (سیرۃ حلبی میں ہے کہ وہ کعک اور روغن زیتون تھا اور وہ تقریبا ایک مہینے کے گذارہ کے لائق کبھی مرے کم تین راتوں کے لائق ہوتا تھا) جب ختم ہوجاتا پھر کبھی

الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد رضي الله عنها فقال زملوني زملوني

رجب کی ستائیسویں یا اٹھائیسویں ربیع الاول کی یا کسی تاریخ میں رمضان شریف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا پڑھیے۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر تو فرشتے نے مجھکو پکڑ کر ایسا بھینچا کہ بڑی کوشش سے اسکو سنبھالا پھر مجھکو چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں پھر دوبارہ مجھکو اسی قدر زور سے بھینچ کر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق سے ما لم یعلم تک۔

یہ بھینچنا بطریق توجہ اتحادی تھا[1] پھر حضور ان آیتوں کو سیکھ کر اس حالت میں کہ دل دھڑک رہا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھکو کپڑا اڑھا دو مجھکو کپڑا اڑھا دو۔

---

[1] مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ بیان شان نزول سورۂ اقرا میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے زور سے تین بار بحکم پروردگار بھینچنا بطریق توجہ اتحادی تھا اسواسطے کہ اہل کمال اپنے مریدوں و حضار مجلس پر جو اپنا اثر ڈالتے ہیں اور عرف طریقت میں اسکو توجہ کہتے ہیں وہ چار طریق پر منقسم ہے۔ اول توجہ انعکاسی۔ جسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص خوب اعلیٰ درجہ کا عطر ملکر مجلس میں آ بیٹھے اور وہ خوشبو تمام حاضرین مجلس کے دماغ معطر کر دے مگر جب وہ لوگ اس مجلس سے اٹھ جاویں یا وہ شخص خود اس مجلس سے اٹھ جاوے تو ذرا دیر میں نہ مجلس معطر رہے نہ اہل مجلس کے دماغوں میں وہ خوشبو۔ ایسے ہی جو بزرگان دین کثرت سے ذاکر شاغل ہوتے ہیں اور بکثرت مراقبوں کی مزاولت کرتے ہیں انکی صحبت میں اہل مجلس پر خصوصاً ان پر جو خود بھی کچھ ذاکر شاغل ہوں انکا عکس ایسا پڑتا ہے کہ جبتک انکی صحبت میں رہیں۔ اللہ اللہ میں دل لگا رہے اور دنیا سے نفرت مگر ان سے جدا ہوتے ہی نہ وہ ذکر اللہ میں مزہ آوے نہ دنیا سے نفرت رہے۔ دوم توجہ القائی۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تیل بتی سے چراغ تیار کرکے آگ والے کے پاس جاوے اور وہ اس چراغ کو روشن کر دے دیا [illegible]

فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا

لہذا آپ کو اڑھا دیا جب دل کا دھڑکنا اور خوف جاتا رہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کل قصہ بیان کر کے فرمایا مجھکو اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا ایسا ہرگز نہ ہوگا خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کریگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) اگر آندھی اور ہوا سے وہ محفوظ رہیگا جلتا ہی رہیگا بشرطیکہ تیل بتی کا انتظام روزمرہ ہوتا رہے اور اگر انتظام تیل بتی کا نہ رہے یا تیز ہوا یا آندھی چلنے لگے گل ہو جاوے۔ ایسے ہی جو شخص ذکر شغل اللہ اللہ کی پوری مداومت کرے اگر کسی کامل سے بلکہ بیعت ہو تو دل کا چراغ جو ذکر شغل کی تیل بتی سے تیار تھا اگر وہ آتش عشق و محبت الہی سے سوختہ ہے اس آگ سے اسکے چراغ دل کو بھی روشن کر دیتا ہے اور وہ چراغ اگر تیل بتی ذکر و شغل کی برابر ملتے رہے اور ہر قسم مشغولی کا رویہ دنیا اور امور غفلت سے محفوظ رہے برابر روشن رہتا ہے اور اگر مبتلا ہر قسم مشغولی دنیا اور تند باد غفلت ہو گیا تو چند روز میں گل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ذوق شوق جاتا رہتا ہے۔ سوم توجہ اصلاحی۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئیں یا دریا سے ایک خزانہ میں پانی جمع کر کے فوارہ حوض تک راستہ پانی جانیکا صاف کر کے ایک ساتھ فوارہ کیطرف زور سے پانی چھوڑ دیں تاکہ فوارہ خوب جوش مارتا رہے۔ ایسے ہی عارف کامل دریا فیضان الہی سے جو اپنے خزانہ دل میں بحر رحمت و محبت الہی کا پانی جمع رکھتا ہے مرید تک جو مثل فوارہ کی ہے راستہ اپنی فیض رسانی کے پانی کا بطریق استفاضہ کے ساتھ اور کثرت مراقبات حصول فیض کے ذریعے صاف کر کے اور ہمت کے ساتھ جب پانی اپنے فیض کا فوارہ قلب مرید کیطرف چھوڑتا ہے مرید سے فوارہ فیضان الہی کا ہر وقت جاری رہتا ہے اور جوش مارتا رہتا ہے اگر خس و خاشاک غفلت اور عجب اور ریا وغیرہ سے راستہ فیضان کا قلب مرید سے بند نہ ہو۔ چہارم توجہ اتحادی۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے دریا اپنے بہاؤ سے کسی طرف ایسا متوجہ ہو کہ اس طرف کی زمین کو کھود کر علی حسب استعداد زمین چھوٹا یا بڑا مثل اپنی ہمیشہ بہتا ہوا دریا بنا دے ایسے ہی عارف کامل مکمل جو مخزن کمالات الہی ہے مرید کیطرف اتفاقیہ حسب مشیت ایزدی کبھی ایسا متوجہ ہو کہ اپنی روح کو روح مرید کے ساتھ قوت ہمت سے ایسا متحد کرتا ہے

(باقی برصفحہ ۷)

إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ

آپ تو صلہ رحمی کرتے رہتے ہو محتاجوں کا بار اٹھاتے ہو اور جسکے پاس کچھ نہ ہو اسکو کما کر دیتے ہو مہمانوں کی دعوت کرتے رہتے ہو امور حق میں لوگوں کی مدد کرتے ہو پھر حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(بقیہ حاشیہ ص۶) جس سے مرید بالکل مثل پیر کی ہوجاوے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ کے یہاں چند مہمان آگئے اور اسوقت سامان اکل وشرب کچھ بھی موجود نہ تھا ہمت عالی انکے لئے سامان دعوت کیطرف متوجہ بارگاہ رب العزت ہوئی۔ پڑوس میں ایک نانبائی رہتا تھا اسکو جو خبر ہوئی بہت عمدہ نہاری روٹی مکلف روغن کے ساتھ تیار کرکے خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوا۔ آپ اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا کہ مجھکو اپنے جیسا بنادیجئے آپ نے فرمایا تو اس حالت کا متحمل نہ ہوگا اور کچھ مانگ شعر بر در میکدہ رندان قلندر باشند
تاج بخشند و دہند افسر شاہنشاہی + خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پائے + دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی

وہ وقت حضرت خواجہ پر ایسا طاری تھا کہ اگر سلطنت ہفت اقلیم مانگتا تو مل سکتی تھی مگر برکت صحبت خاص حضرت خواجہ سلطنت فانی کیطرف اسکو مطلقاً خیال ہی نہ گیا اور اسی سلطنت قدیم کی طلب میں سرگرم اصرار رہا۔ آخرکار حضرت خواجہ قدس سرہ اسکو حجرہ میں لیگئے اور توجہ تولی کے ساتھ اسکو ایسا سرافراز فرمایا کہ جو وقت باہر آئے حجرہ سے حاضرین جلسہ شکل و شمائل قد و قامت تک میں حضرت خواجہ اور اس نانبائی میں کچھ فرق نہ پایا بجز اسکے کہ حضرت خواجہ ہوشیار تھے اور نانبائی مدہوش شراب معرفت میں چور اور سراپا مخمور اللھم ارزقنا ھذا المقام وافتح علینا ابواب فیوض سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام وابواب فیوض اولیائک الکرام بحرمۃ جاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا فترۃ علیٰ اھل الدوام آمین ثم آمین ثم آمین یا ذا الجلال والاکرام۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَكَانَ امْرَءًا تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ

یہ ایام جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے عبرانی لکھنا جانتے تھے اور عبرانی میں انجیل لکھا کرتے تھے۔ بڈھے تھے اور نابینا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

(بقیہ حاشیہ ص۷) اور دوسرے بھتیجے وہ تو یہ اتحادی دی کہ اپنی روح لطیف کو مسامات بدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل جسد اطہر کرکے روح ملکی کو روح بشری کے ساتھ ایک کر دکھایا اور شان ملکی نے شان بشری کے ساتھ مل کر کچھ عجیب ہی سماں دکھایا (انتہی ترجمہ عبارتہ) مگر اس صورت میں یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نسبت حاصل تھی جو مرشد کو مرید کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ مگر جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام مرتبت الہیہ کو حضور تک پہونچانے میں سفیر محض تھے نہ کہ مرشد یا استاد اس واسطے کہ اللہ جل شانہ آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور سکھلائے اللہ نے آدم علیہ السلام کو نام تمام چیزوں کے پھر پیش کیا ان چیزوں کی حقیقت یا صور مثالی کو تمام فرشتوں پر بلا استثناء کسی فرشتے کے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام وغیرہم سے اور فرمایا خبر دو مجھکو ان چیزوں کے ناموں کی اگر تم اپنے دعویٰ استحقاق خلافت میں جو در پردہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کے ساتھ کر رہے ہو سچے ہو۔ پھر جب فرشتوں نے عرض کیا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ یعنی خداوندا تو پاک ہے ہمکو جسقدر تو نے سکھایا ہے اُس سے زیادہ ہم نہیں جانتے اور تو جاننے والا حکمت والا ہے۔ آدم علیہ السلام کو ارشاد ہوا یَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ یعنی اے آدم ان سب فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتا دو۔ پھر آدم علیہ السلام کو استاد تمام ملائکہ کا بنا کر

(باقی برصفحہ ۹)

يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول
الله صلى الله عليه وسلم خبر ما رأى
فقال له ورقة هذا الناموس الذي
انزل الله تعالى على موسى يا ليتني
فيها جذعا يا ليتني اكون حيا اذ
يخرجك قومك فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم

اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے
سب قصہ بیان کیا۔ فرمانے لگے کہ یہ تو جبرئیل امین
علیہ السلام ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آتے تھے کیا اچھا ہوتا جو میں جوان اور زندہ رہتا۔
اس وقت تک جب آپ کی قوم آپ کے نکالنے کے درپے
ہوگی۔ آپ نے فرمایا کیا میری قوم میرے نکالنے کا
بھی فکر کرے گی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۸) سب فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرایا۔ اور پھر دوسری جگہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ یعنی یاد کرو اے محبوب یا ہمارے محبوب کے جان نثارو اُسوقت کو جب اللہ نے عہد لیا تمام انبیاء و مرسلین سے کہ جو دیتے تمکو کتاب و حکمت سے دیا ہے پھر جب آویگا تمہارے پاس ہمارا رسول تصدیق فرمانیوالا اُن تمام کمالات کی جو تمکو دیئے گئے ہیں تو تم ضروری اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا پھر فرمایا تم اقرار کرتے ہو اور اسپر میرا بھاری عہد قبول کرتے سب نے عرض کیا ہم سب اسپر ایمان لائے فرمایا اب اس عہد پر ایک دوسرے کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اسکے بعد پھرے تو وہی نافرمانوں سے ہے"۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے آدم علیہ السلام سے عیسے علیہ السلام تک کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس سے عہد اس امر کا لے لیا کہ اگر انکی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو انپر ضرور ایمان لاویں اور اس امر کا اپنی امت سے عہد لیں۔ اسی طرح ابن جریر اور ابن عساکر

قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔

کہا ہاں کوئی بھی آج تک ایسی خبر جیسی آپ لائے ہیں لیکر نہیں آیا مگر اسکے ساتھ دشمنی اور عداوت کیگئی۔ اور اگر اس دن تک میں زندہ رہا تو کمر کس کر آپکی پوری مدد کرونگا پھر تھوڑے دن بعد حضرت ورقہ کا انتقال ہوگیا اور آمد وحی کی سست ہوگئی حضرت جابر بن عبد اللہ وحی بند رہنے کے زمانہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بوجہ بند ہوجانے وحی کے میں ابھی فکر میں چل رہا تھا کہ اچانک آسمان کیطرف سے ایک آواز سنی پھر اوپر کیطرف دیکھا تو وہی فرشتے تھے جو حرا میں میرے پاس آئے تھے کرسی پر بیٹھے ہوئے معلق آسمان اور زمین کے درمیان میں اُنسے دہشتناک لوٹا اور میں نے کہا مجھے چادر اُڑھادو چادر اُڑھادو۔ جب چادر اُڑھادی گئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔
اور پھر گرما گرمی سے وحی پے درپے آنے لگی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل فرماتے ہیں۔ لہٰذا جب حضور تمام پیغمبروں سے افضل ٹھہرے اور آدم علیہ السلام تمام فرشتوں سے افضل اور اُنکے اُستاد لامحالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے افضل الافاضل ہوئے علیٰ ہذا القیاس بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ جمہور ملائکہ سے جملہ انسان افضل ہیں اور حضور بالاتفاق افضل البشر پھر آپ سے افضل تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا چنانچہ ماتحت آیہ کریمہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر درمنثور میں نقل فرماتے ہیں۔ (باقی بر صفحہ ۱۱)

اور اس آیۂ کریمہ کے ساتھ جناب رسالتمآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر قیام کرنے اور تبلیغ احکام الٰہی فرمانے پر مامور فرمائے گئے اور حکم حاصل کرنے ہر قسم کی پاکی کا نجاستوں سے اور نجاست قرب جنوں سے اور حکم شروع کرنے نماز کا ساتھ بیان کرنے شان عظمت وکبریائی خداوند کریم کے مقدم تمام احکام دینی سے رکھا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر ولا تمنن تستکثر۔ ملا احمد رحمۃ اللہ مؤلف نور الانوار اپنی تفسیر احمدی میں تحت آیۂ کریمہ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں

المعنی یا ایہا المدثر قم بنفسک بالثوب ثم ولا تغش فانذر قومک بالعقاب وادعہم وربک فکبر وعظم ذکرہ وثیابک فطہر عن الانجاس والالواث بغسلہا او تقصیرہا

معنی لفظی اس آیۂ کریمہ کے یہ ہیں کہ اے چادر اوڑھنے والے بجز اللہ کے سب سے بےخوف ہو کر کھڑے ہو جائیے اور اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے اور اللہ کی طرف بلائیے اور اپنے پروردگار کی کبریائی بیان کیجئے اور اس کے ذکر کی عظمت، اور اپنے کپڑے دھو کر نجاستوں العملی پاک کیجئے

ولقیہ حاشیہ ص۱۰ اخرج الطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان والخطیب فی تاریخہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من شیء اکرم علی اللہ من بنی آدم یوم القیامۃ قیل یا رسول اللہ ولا الملائکۃ المقربون قال ولا الملائکۃ الملائکۃ مجبورون بمنزلۃ الشمس والقمر واخرج البیہقی من وجہ آخر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما موقوفا وقال ہو الصحیح

طبرانی اپنی سنن میں بیہقی شعب الایمان میں اور خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بنی آدم سے زیادہ بزرگتر مخلوقات کوئی نہیں۔ عرض کیا گیا کہ ملائکہ مقربین بھی افضل نہیں فرمایا ملائکہ مقربین بھی نہیں اس لئے کہ ملائکہ مثل سورج اور چاند کے جس کام کے واسطے پیدا کئے گئے اسی کام میں مشغول ہیں یعنی ان میں مادہ ترقی مراتب کا نہیں اور دوسری سند سے بیہقی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تخریج فرماتے ہیں مگر موقوف اور فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ سے اس حدیث کا موقوف ہونا صحیح

والرجز فاهجر اي ثبت على هجر ما يؤدي الى الرجز والعذاب من الآثام والقبائح والمقصود ان فيه دلالة على مستثنين . اما الاول ففي قوله تعالى وربك فكبر لانه وان كان يحتمل ان يكون معناه على ما قيل اختص ربك بالوصف بالكبرياء وقيل نزل قال رسول الله صلى الله عليه الله اكبر فكبرت خديجة رضي الله عنها وفرحت وايقنت انه الوحي

یا اپنے تمام کپڑوں کو آدھی پنڈلی سے زیادہ نیچا نہ رکھے تاکہ راستہ کے لوث نجاستوں سے پاک رہیں اور ترک اور ان برے کاموں سے جو موجب عذاب الٰہی ہیں اور رہنے پر ثابت قدم رہئے اور مطلب اصلی اس آیت سے اس موقعہ پر دو مسئلوں پر آگاہ کرنا ہے۔ اول مسئلہ تکبیر تحریمہ اسواسطے کہ وربک فکبر سے مراد اگرچہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وصف کبریائی اور بڑائی کے ساتھ مخصوص اپنے پروردگار ہی کو رکھو چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا اللہ اکبر پھر تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اللہ اکبر کہا اور خوش ہوئیں اور یقین کیا کہ بیشک یہ وحی الٰہی ہے

(بقیہ حاشیہ ص۱۱) واخرج البيهقي في شعب الايمان عن ابي هريرة رضي الله عنه قال المؤمن اكرم على الله من ملائكته اخرج الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الملائكة قالت يا رب اعطيت بني آدم الدنيا ياكلون فيها ويشربون ويلبسون ونحن نسبح بحمدك ولا ناكل ولا نشرب ولا نلهو فكما جعلت لهم الدنيا فاجعل لنا الآخرة قال لا اجعل صالح ذرية من خلقت بيده

اور نیز بیہقی اسی حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل فرماتے ہیں اور طبرانی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا کہ بیشک فرشتوں نے عرض کیا کہ اے رب عطا فرمائی تونے بنی آدم کو دنیا وہ اس میں کھاتے ہیں پیتے ہیں پہنتے ہیں اور ہم تیری حمد وثنا کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ نہ ہم کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں لہذا جیسے تونے انکے واسطے دنیا رکھی ہے۔ ہمارے واسطے آخرت معین فرما دے۔ فرمایا خداوند کریم تبارک و تعالی نے نہیں کرتا میں نیک اولاد اُس شخص کو جسکو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا

وَلٰكِنْ قَدْ حَمَلُوْا ذٰلِكَ عَلٰى تَكْبِيْرِ الصَّلٰوةِ الخ
وَقَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ التَّحْرِيْمَةُ فَرْضٌ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَالْمُرَادُ تَكْبِيْرُ
الْاِفْتِتَاحِ وَهُوَ رُكْنٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ
لِاَنَّهٗ يُشْتَرَطُ لَهَا مَا يُشْتَرَطُ لِسَائِرِ
الْاَرْكَانِ وَعِنْدَنَا هُوَ شَرْطٌ خَارِجٌ
عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى اَنَّ مَنْ تَحَرَّمَ لِلْفَرْضِ
لَهٗ اَنْ يُؤَدِّيَ بِهَا التَّطَوُّعَ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى
قَالَ. وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

مگر فقہاء کرام نے تکبیر تحریمہ نماز پر اس امر کو محمول کیا ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں اسی آیت سے فرضیت تکبیر تحریمہ ثابت ہوئی ہے البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ مثل قیام و قرأت و رکوع و سجود کی رکن نماز ہے اسواسطے کہ طہارت بدن اور مکان اور پارچہ وغیرہ جیسے شرط ادا کرنے رکوع و سجود وغیرہ میں ہیں تکبیر تحریمہ میں بھی شرط ہیں اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ رکن نماز نہیں ہے بلکہ مثل وضو اور طہارت پارچہ وغیرہ کے شرط صحت نماز ہے اسواسطے جیسے وضو بہ نیت ادا فرض کرے خواہ نفل اس وضو سے فرض و نفل دونوں ادا کرسکتا ہے اسیطرح اگر فرض وقتی ادا کرچکا ہے اسیوقت امام کے ساتھ یا تنہا اگر دوبارہ فرض ادا کرنا چاہے نفل ادا ہوں گے اور فرض یا سنت موکدہ کی نیت کرکے اگر درمیان میں اس نیت کو نفل سے بدلنا چاہے بدل سکتا ہے۔ اسواسطے کہ آیہ کریمہ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) كَمَنْ قُلْتَ لَهٗ كُنْ
فَكَانَ. وَاَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ جَرِيْرٍ
وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ
اَسْلَمَ مِثْلَهٗ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ
عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ
مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ قَالُوْا رَبَّنَا
خَلَقْتَنَا وَخَلَقْتَ بَنِيْ اٰدَمَ

ان کی مانند جن کو تو نے کہا ہو جا وہ بس ہو گئے۔ اور اسی طرح بعینہ اس حدیث کو تخریج فرمایا ہے عبد الرزاق نے اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے اور ابن عساکر نے طریق عروہ بن رویم سے تخریج فرمایا ہے فرمایا حدیث کی مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے بیشک فرشتوں نے عرض کیا اے رب ہمارے پیدا کیا تو نے ہم کو اور پیدا کیا تو نے بنی آدم کو

فعلى عقب الصلوة بالذكر وهو التكبير
وعطف عليه بالفاء وهو يقتضي المغايرة
وبهذه الآية تكسر الاركان
وانما تعني فيه شرائطها لاجل ما
يتصل من القيام على ما سيأتي
ثم انما شرط فيه قول الله اكبر لو
ابدل بقوله الله اجل او اعظم او
الرحمن اكبر او لا اله الا الله
او غيره من الاسماء يجوز عند
ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله

اور یاد کیا نام رب اپنے کا یعنے اللہ اکبر کہا پیچھے نماز پڑھی
اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ اکبر کہنے کے بعد
نماز شروع ہوتی ہے اسواسطے کہ عطف اور وہ بھی
فا کے ساتھ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت کو
چاہتا ہے اسیواسطے تکبیر تحریمہ مثل قیام و رکوع و سجود و
قرات وغیرہ ارکان نماز کی ساری نمازیں مکرر نہیں ہوتی
اور تکبیر تحریمہ میں تمام شرائط نماز طہارت وغیرہ کا لحاظ بوجہ
قرب قیام کے ہے تکبیر تحریمہ سے جو رکن نماز ہے نہ بوجہ نفس
تکبیر کے پھر مروی و ماثور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ادا کرنا تکبیر تحریمہ کا فقط لفظ اللہ اکبر کے ساتھ تو سنت ہے ا
ور اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن الاکبر یا لا الہ الا اللہ وغیرہ کے ساتھ اسماء الٰہی سے بجائے اللہ اکبر اگر کوئی
نماز شروع کرے تو امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

ويبقى ما في صك ، بجعلتهم يأكلون الطعام
ويشربون الشراب ويلبسون الثياب ويأتون
النساء ويركبون الدواب وينامون ويستريحون
ولم تجعل لنا من ذلك شيئا فاجعل لهم
الدنيا ولنا الآخرة فقال الله لا اجعل من
خلقته بيدي ونفخت فيه من روحي كمن
قلت له كن فكان واخرجه البيهقي في شعب
الايمان عن عروة بن رويم مرسلا واخرجه
في الاسماء والصفات من طريق عروة بن رويم [illegible]

پس کیا تو نے انکو کہ کھانا کھاتے ہیں پینے کی چیزیں
پیتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں بیویوں سے ہمبستر
ہوتے ہیں چارپایوں پر سوار ہوتے ہیں سوتے
اور آرام کرتے ہیں اور ہم کو ان نعمتوں سے
کچھ بھی عطا نہ فرمایا اب ہمکو نعمائے آخرت عطا فرما
فرمایا اللہ جل شانہ نے میں اس مخلوق کو جسکو اپنے
ہاتھوں سے میں نے پیدا کیا اور اسمیں اپنے روح کو
پھونکا انکی مانند کر دوں جنکو میں نے کہا ہو جاؤ تو ہو گئے
یہ حدیث شعب الایمان بیہقی میں عروہ بن رویم سے مرسلا منقول ہوئی ہے
اسماء و صفات میں بیہقی نے طریق عروہ بن رویم سے بھی روایت کی ہے

وَقَالَ اَبُو يُوسُفَ اِنْ كَانَ يُحْسِنُ التَّكْبِيرَ
لَا يُجْزِئُهُ اِلَّا اللّٰهُ اَكْبَرُ اَوِ اللّٰهُ الْاَكْبَرُ
اَوِ اللّٰهُ الْكَبِيرُ وَعَنِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ لَا يَجُوزُ اِلَّا بِالْاَوَّلَيْنِ وَعَنْ مَالِكٍ
لَا يَجُوزُ اِلَّا بِالْاَوَّلِ وَوَجْهُ قَوْلِنَا اَنَّ
التَّكْبِيرَ مَعْنَاهُ لُغَةً التَّعْظِيمُ وَهُوَ
حَاصِلٌ عَلَى الْكُلِّ حَالٍ وَاِنْ ذَكَرَ
لَفْظَ اللّٰهِ فَقَطْ يَصِيرُ شَارِعًا اَيْضًا عِنْدَ
اَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ
وَاِنْ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي لَا يَجُوزُ لِاَنَّهُ مَشُوبٌ بِهٖ
دُعَاءٌ وَلَيْسَ ذِكْرًا خَالِصًا وَلَوْ قَالَ اللّٰهُمَّ يَجُوزُ

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ اکبر
کے ساتھ شروع کرنے پر قادر ہے تو بجز اللہ اکبر یا اللہ الاکبر
یا اللہ الکبیر کہنے کے نماز صحیح نہ ہوگی ہاں اگر اللہ اکبر کہنے پر
بوجہ لکنت زبان وغیرہ عارضہ کے قادر نہ ہو تو امام ابو یوسف
رحمہ اللہ کے نزدیک بھی نماز ہو جاوے گی اور فی الواقع
یہ بھی قول امام ہی کا ہے جو مبنی ہے احتیاط پر تاکہ بوجہ حیلہ
سے بطریق سہل کوئی ترک سنت نہ کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ
فرماتے ہیں کہ بجز پہلے دو لفظ اللہ اجل اور اللہ اعظم کے یعنی بجائے
اللہ اکبر کے کسی دوسرے اسم سے منجملہ اسماء الٰہی شروع کریگا
نماز نہ ہوگی اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اللہ اکبر
یا اللہ اجل ہی کہنا ضرور ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے

نزدیک ہر اک نام کے ساتھ اسماء الٰہی تعظیم کے ساتھ جواز نماز کی یہ دلیل ہے کہ مقصود آیۂ کریمہ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ میں ذکر کرنا اللہ کے نام کا ہے ساتھ تعظیم کے اور وہ بہر صورت حاصل ہے
لہٰذا نماز ہو جاوے گی مگر بطریق ناپسندیدہ خلاف سنت ادا ہوگی البتہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
کے ساتھ کسیکے نزدیک بھی نماز جائز نہ ہوگی اسواسطے کہ آیہ کریمہ میں امر تنہا اللہ کے ذکر کا تعظیم کے ساتھ ہے اور
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دعا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۱۴) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ
اٰدَمَ وَذُرِّيَّتَهُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا رَبِّ
خَلَقْتَهُمْ يَاكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ
وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ اللہ جل شانہ
نے آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں
نے عرض کیا اے رب تو نے انکو ایسا پیدا کیا کہ وہ کھاتے
پیتے ہیں جماع کرتے ہیں سوار ہوتے ہیں لہٰذا انکے
واسطے دنیا مقرر کر دے اور ہمارے واسطے آخرت

وَاَمَّا الثَّانِيَةُ فَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى اَوْجَبَ تَطْهِيرَ الثِّيَابِ
وَهُوَ اِنْ كَانَ يَحْتَمِلُ وُجُوهًا مِثْلَ اَنْ يُقَالَ
فَسِّرْ ثِيَابَكَ عَمَّا يَعِيبُهُ الطَّاوِرُ الْعُرْفِيُّ بِطُولِهَا
كَمَا قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ شَمِّرْهَا فَاِنَّهُ
اَنْقَى وَاَتْقَى وَاَنْ يُقَالَ اَصْلِحْ اَعْمَالَكَ
فَطَهِّرْ نَفْسَكَ عَمَّا يُسْتَقْبَحُ مِنَ الْعَادَاتِ
وَاَنْ يُقَالَ اَصْلِحْ اَهْلَكَ فَلَا تَحْتَمِلُ كِنَايَةً
وَمِنْ غَيْرِ مُهِمٍّ وَزِيَادَةٍ عَلَى الْاَرْبَعَةِ
وَاَمْثَالِهَا عَلَى مَا ذُكِرَ فِي الزَّاهِدِيِّ وَ
مَعَ الْاَكْثَرِ عَلَى اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الطَّهَارَةُ
عَنِ الْاَنْجَاسِ ثُمَّ هُوَ وَاِنْ كَانَ عَامًّا
فِي جَمِيعِ الْاَوْقَاتِ اِلَّا اَنَّ الْقُرْآنَ قَوْلُهُ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ يَكُونُ الْمُرَادُ مِنْهُ طَهَارَةَ
الثَّوْبِ فِي وَقْتِ الصَّلٰوةِ

اور دوم مسئلہ طہارت اسواسطے کہ اگرچہ آیہ کریمہ وثیابک فطہر
کے متعلق تفسیر زاہدی اور تفسیر ابن جریر میں بہت سے
وجوہات منقول ہیں مگر اکثر مفسرین کا اتفاق اسی امر
پر ہے کہ آیہ کریمہ میں اگرچہ نجاستوں سے ہر وقت
کپڑوں کے پاک رکھنے کا حکم ہے مگر بوجہ متصل ہونے
وربک فکبر سے مراد نماز کے وقت کپڑوں کا پاک رکھنا
ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے ہر نمازی پر واجب ہے کہ
نماز سے پہلے حدث اور نجاستوں سے پاکی حاصل کرے
اور حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وثیابک فطہر
یعنی نماز سے پہلے اپنے کپڑے پاک کرلو اور اگر جنبی ہوجاؤ
یا محتلم تو غسل کرلو علیٰ ہذا اگر عورت جنبیہ ہو یا محتلمہ یا حیض
ونفاس سے پاک ہوچکی ہو تو غسل کرلے اور اگر کوئی محدث
یا محدثہ ہو تو وضو کرلے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وان
کنتم جنبا فاطہروا یعنی اے ایمان والو اگر تمکو نہانیکی حاجت
ہوجائے خواب میں یا بیداری میں تو پاکی حاصل کرنے میں اتنا
مبالغہ کرو کہ علاوہ سر سے پاؤں تک پانی بہا لینے کے ناک میں بھی پانی سونگھ کر خوب پاک کرلیا کرو اور منہ میں بھی

الْبَقِيَّةُ حَاشِيَةُ ص ۱۵ ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لَا اَجْعَلُ
مَنْ خَلَقْتُهُ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي
كَمَنْ قُلْتُ لَهُ كُنْ فَكَانَ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ عُرْوَةَ
بْنِ رُوَيْمٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فرمایا اللہ جل شانہ نے جسے جنکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا
اور انمیں اپنی روح پھونکی انکو انکی مانند نہیں کرتا جنکو
کہا ہوجاؤ وہ پیدا ہوگئے اور علامہ بیہقی کتاب اسماء
وصفات میں بطریق آخر عروہ بن رویم لخمی سے وہ
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يجب على المصلي ان يقدم الطهارة من الاحداث والانجاس على ما قدمنا قال الله تعالى وثيابك فطهر وان كنتم جنبا فاطهروا وقد نص ايضا ان الستر فرض دائما بخلاف التطهير لانه فرض الصلوة دون غيره وكذا نص في البيضاوي وغيره ان التطهير واجب في الصلوة محبوب في غيرها ثم انه يجوز الصلوة مع قدر الدرهم من النجس الغليظ اذا كان في الثوب ولكن لا يجوز مع ثوب فيه نجس خفيف ان قل من ربعه —

اور ثیابک فطہر میں دلالت ستر عورت پر بھی ہے جو ہر حالت میں فرض ہے اور بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ طہارت بدن اور کپڑوں کی نماز میں واجب ہے اور ہر حالت میں مستحب البتہ بقدر درہم عرضاً طولاً نجاست غیر مرئی جیسے پیشاب اور بقدر درہم مرئی جیسے پاخانہ کے ساتھ اور نجاست غلیظہ کی جیسے پیشاب پاخانہ قلیل یا کثیر خواہ بڑے آدمی بچہ کا اور خون بہنے والا شراب مرغی کی بیٹ اور ہر حرام جانور کا پیشاب پاخانہ اور چوتھائی سے کم نجس کپڑے کے ساتھ اگر نجاست خفیفہ ہو جیسے حلال جانوروں کا پیشاب نماز جائز مع الکراہۃ التحریمہ ہے۔ اور نجاست مرئی کے اجزاء کا نکالنا کسی رقیق چیز پانی خواہ عرق یا سرکے وغیرہ کے ساتھ شرط طہارت ہے اگر اس کا رنگ نہ چھوٹ سکے تو معاف ہے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۱۶) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر نحوه الا انه قال ويكون الخيل والنساء كرو نفخت فيه من روحي و اخرج ابن ابي شيبة عن عمر رضي الله عنه قال ما من رجل يرى مبتلى فيقول الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني عليك وعلى كثير من خلقه تفضيلا

ہے اسی حدیث کی مانند کچھ کمی بیشی کے ساتھ نقل فرماتے ہیں اور ابن ابی شیبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ تخریج فرماتے ہیں کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے جو کوئی کسی کو مبتلا کسی بلا میں دیکھے اور یہ دعا پڑھے الحمد للہ الذی عافانی سے تفضیلا تک اللہ اسکو اس بلا سے خواہ کیسی ہی ہو عافیت میں رکھتا ہے اور ابو نعیم اور بیہقی اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ

والنجس الغليظ كبول وغائط ودم وخمر وخرء دجاجة وبول حمار وخرء
وخثي وروث والخفيف كبول فرس وما اكل لحمه وخرء
طيور لا يؤكل لحمها وشرط في النجس المرئي ان يزول عينه وان بقي
اثر يشق زواله وفي غيره ان يغسله ثلاثا ويعصره في كل مرة

اور نجاست غیر مرئی سے
حصول طہارت میں تین بار
دھونا اور نچوڑنا شرط
ہے۔

اور چونکہ احکام جنابت اور غسل جنابت اور وضو اور غسل جنابت کے لئے پانی کا ہونا شرط
ہے لہذا احکام پانی کے اور تفصیل نجاست غلیظہ و خفیفہ کی اور نجاستوں سے پاکی
حاصل کرنے کے طریقے جو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب ان دو آیتوں کے
ارشاد فرمائے ہیں اور ہم تک پہونچے وہ یہ ہیں۔ سنن ابوداؤد میں ہے

عن عائشة رضي الله عنها قالت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں

(بقیہ حاشیہ ص) الا عافاه الله من
ذلك البلاء كائنا ما كان واخرجه
ابو نعيم والبيهقي في الدلائل
عن عمر رضي الله عنه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ان الله
خلق السموات سبعا فاختار العليا منها
فاسكنها من شاء من خلقه ثم خلق الخلق
فاختار من الخلق بني آدم واختار من
بني آدم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريشا واختار من قريش
بني هاشم واختارني من بني هاشم
فانا من خيار الاخيار ۔ مسند احمد

صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے بے شک اللہ
نے پیدا کیا سات آسمانوں کو ان میں سے اوپر کی
آسمان کو پسند کرکے اپنی مخلوقات سے جس کو چاہا اس
میں رکھا پھر پیدا کیا اللہ نے زمین کے لئے مخلوقات
کو اور پسند کیا تمام مخلوقات سے اولاد آدم
علی نبینا و علیہ السلام کو اور اولاد آدم علیہ السلام
سے پسند کیا عرب کو اور اہل عرب سے پسند کیا
قبیلہ مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے
بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو لہذا میں
مخلوقات خدا کے بہتروں سے بہتر ہوں ۔

مسند احمد

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ
يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ
وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنْ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ
الْبَلَلَ قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ
الْمَرْأَةُ تَرَى ذٰلِكَ أَعَلَيْهَا غُسْلٌ
قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ
وَفِي تَلْخِيصِ الْحَبِيرِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُمَا إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ أَخْرَجَهُ
الطَّبَرَانِيُّ وَأَصْلُهُ فِي التِّرْمِذِيِّ وَذَهَبَ
الْجُمْهُورُ إِلَى نَسْخِ حَدِيثِ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ
يَقُولُ الْعَبْدُ الضَّعِيفُ ابْنُ النَّجْمِ غَفَرَ اللهُ
لَهُمَا نَاسِخُهَا عَلَى تَقْدِيرِ عُمُومِهِ فِي بَدْءِ
الْإِسْلَامِ مَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ
فِي صَحِيحِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا
جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا
فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ
أَيْضًا فِي سُنَنِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَأَلْزَقَ الْخِتَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کی
نسبت جو کپڑے پر منی کی تری پاوے اور خواب
یاد نہ رہے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا
اسپر غسل جنابت واجب ہے اور جسکو خواب میں جماع
کرنا یاد ہو مگر کپڑے پر بعد بیداری منی کی تری بالکل
نہ پاوے اسپر غسل قطعاً واجب نہیں حضرت ام سلیم
رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اگر عورت کو ایسی صورت پیش آوے
کیا اسپر غسل ہے فرمایا ہاں عورتیں مردوں ہی سے جوڑ
رکھتی ہیں اور تلخیص الحبیر میں ہے طبرانی سے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کہ بغیر انزال
کے غسل واجب نہیں ہوتا احتلام کے متعلق ہے اور اسکی
اصل ترمذی شریف سے ثابت ہے مگر جمہور محدثین
یہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث احتلام و غیر احتلام دونوں
صورتوں میں عام تھی مگر منسوخ ہو گئی ابن النجم عفا
غفر اللہ لہما کہتا ہے کہ بصورت عام رکھنے اس حدیث
کے اسکی ناسخ بخاری شریف کی یہ حدیث ہے حضرت
ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب آدمی جماع کوشش سے کرلے اسپر غسل واجب ہو جاتا
ہے اور سنن ابوداؤد میں ہے جب شرمگاہ شرمگاہ سے
مل جاوے اور سپاری چھپ جاوے انزال ہو یا نہو
غسل واجب ہو جاتا ہے۔

بالختان فقد وجب الغسل۔ وعن أبي بن كعب رضي الله عنه أن الفتيا التي كانوا يفتون أن الماء من الماء كانت رخصة رخصها رسول الله صلى الله عليه وسلم في بدء الإسلام ثم أمر بالاغتسال بعد۔

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہ ہونے کی رخصت ابتدا میں تھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور مجرد دخول سے حکم وجوب غسل کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرما دیا۔

احکام جنابت بحالت جنابت

أخرج أبو داود في سننه عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف ذات يوم على نسائه في غسل واحد قال أبو داود وهكذا رواه هشام بن زيد عن أنس ومعمر عن قتادة عن أنس وصالح بن أبي الأخضر عن الزهري كلهم عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن أبي رافع أن النبي صلى الله عليه وسلم طاف ذات يوم على نسائه يغتسل عند هذه وعند هذه قال فقلت له يا رسول الله ألا تجعله غسلا واحدا قال هذا أزكى وأطيب وأطهر قال أبو داود وحديث أنس أصح من هذا۔

سنن ابوداؤد میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنی تمام بیویوں سے ہمبستر ہوئے اور فقط آخر میں ایک بار غسل فرمایا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں اسی طرح روایت کیا اس حدیث کو ہشام ابن زید نے انہوں نے انس سے اور معمر نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس سے اور صالح ابن ابی الاخضر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے حضرت انس رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو رافع فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں سے ہم بستر ہوئے اور ہر ایک سے ہم بستری کے بعد غسل فرماتے رہے میں نے عرض کیا حضور آخر میں ایک ہی غسل فرما لیا ہوتا فرمایا یہ زیادہ اچھا اور موجب طہارت ہے ابوداؤد پہلی حدیث کو اس سے

وعن ابی سعید الخدری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا اتی احدکم اهله ثم اراد ان یعود فلیتوضأ بینهما وضوءًا وعن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما انه قال ذکر عمر بن الخطاب رضی الله عنه لرسول الله صلی الله علیه وسلم انه تصیبه الجنابة من اللیل فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ واغسل ذکرك ثم نم وعن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا اراد ان یأکل او ینام توضأ یعنی وهو جنب وعن عمار بن یاسر ان النبی صلی الله علیه وسلم رخص للجنب اذا اکل او شرب او نام ان یتوضأ وعن عائشة رضی الله عنها باسناد مسند عن الزهری بسنده قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان ینام وهو جنب توضأ وضوءه للصلوٰة وعن عائشة ایضًا باسناد الصباح عن الزهری بسنده وزاد وفیه اذا اراد ان یأکل وهو جنب

حضرت ابوسعید فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور پھر دوبارہ ہم بستری چاہے تو درمیان میں وضو کر لے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا رات سے میں جنبی ہو جاتا ہوں فرمایا اپنی شرمگاہ دھولیا کرو اور وضو کر کے پھر سو جاؤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ بحالت جنابت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمالیتے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بحالت جنابت اگر کوئی کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط وضو کر کے سونے اور کھانے پینے کی اجازت دیدی تھی ایسے ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بحالت جنابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سا وضو کر کے آرام فرمایا کرتے تھے اور دوسری روایت میں ہے حضرت صدیقہ سے فرماتی ہیں کہ بحالت جنابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط ہاتھ دھو کر بھی کھانا تناول فرمالیتے۔

قال ابن النجف غفر الله لهما جميع أحاديث
الغسل والوضوء للنوم والأكل والشرب
محمول على الاستحباب لأنه قد روي
عنه صلى الله عليه وسلم ما يدل على
جواز الأكل والشرب بعد غسل
اليدين فقط والنوم بلا مس ماء
وبلا الغسل والوضوء أخرج أبو داود
عن عائشة رضي الله عنها قالت كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ينام
وهو جنب من غير أن يمس ماء وأخرجه
الترمذي أيضا وإن تكلم فيه أبو داود
والترمذي من جهة أبي إسحاق
ولكن قال ابن حجر العسقلاني في كتابه
التلخيص الحبير جمع ابن قتيبة بين أحاديث
الباب بأنه كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم يفعل الأمرين لبيان الجواز ويؤيده
ما رواه هشيم عن عبد الملك عن
عطاء عن عائشة رضي الله عنها
مثل رواية أبي إسحاق عن الأسود
وما رواه ابن خزيمة وابن حبان
في صحيحهما عن ابن عمر رضي الله عنهما

کاتب الحروف محمد دیدار علی ابن سید نجف علی مرحوم ومغفور
کہتا ہے کہ یہ سب حدیثیں غسل یا وضو کر کے کھانے
پینے سونے کی محمول افضلیت اور استحباب پر ہیں
اس واسطے کہ دوسری حدیثوں سے بحالت جنابت
بغیر ہاتھ دھونے کے بھی کھانا پینا سونا ثابت ہے
ابو داؤد میں ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت
کبھی بالکل پانی کو چھوئے بغیر بن ہاتھ دھوئے
بھی آرام فرما لیا کرتے تھے۔ ابن حجر عسقلانی
رحمہ اللہ تلخیص الحبیر میں تحریر فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بحالت
جنابت کبھی بغیر ہاتھ دھونے کے بھی سو جانا
بغرض آسانی کے امت پر اور بغرض بیان جواز
تھا چنانچہ اس امر کی تائید کرتی ہے وہ حدیث
جو ہشیم اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی
صحاح میں نقل کی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم میں سے
کسی کو بحالت جنابت سوئے رہنا کیا جائز
ہے۔ فرمایا ہاں۔ اور اگر چاہے وضو کرلے

أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ وَ
يَتَوَضَّأُ إِنْ شَاءَ. وَرَوَى مَالِكٌ
رَحِمَهُ اللهُ فِي الْمُوَطَّأِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَغْتَسِلُ رِجْلَيْهِ إِذَا تَوَضَّأَ
وَهُوَ جُنُبٌ لِلْأَكْلِ وَالنَّوْمِ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي سُنَنِ أَبِي دَاوُدَ
حَيْثُ قَالَ هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ وَ
لِابْنِ حِبَّانَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ
اللهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

اور موطا امام مالک رحمہ اللہ میں ہے حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھانے پینے اور
سونے کے لئے بحالت جنابت فقط مونہہ
ہاتھ دہو لیا کرتے تھے اور ابو داؤد میں ہے
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقط ہاتھ
مونہہ دہو کر فرمایا کہ یہ وضو کھانے پینے
کا ہے نہ کہ نماز کا۔ اور صحیح ابن حبان میں
ہے کہ میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی
اللہ عنہا کے ہاں ایک رات رہ گیا۔ میں نے دیکھا
بحالت جنابت حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے اور پیشاب کیا پھر ہاتھ
مونہہ دہو کر سو رہے۔

عدم جواز نماز وقراءت قرآن بحالتِ جنابت وعدم جواز وطی حائضہ ونفساء وعدم جواز صوم وصلوٰۃ بحالتِ حیض ونفاس ودخول مسجد بحالتِ جنابت

أَخْرَجَ النِّيْمَوِيُّ فِي كِتَابِهِ آثَارِ السُّنَنِ
عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ قَالَ كَانَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا
الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَ
حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُوْنَ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

آثار السنن میں ہے بروایت ابو داؤد ونسائی و
ابن ماجہ وترمذی اور مسند امام احمد رحمہم اللہ علی کرم اللہ
وجہہ سے فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جبتک بحالت جنابت نہ ہوتے ہر حال میں قرآن
سکھاتے رہتے تھے ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح اور
ترمذی نے حسن کہا ہے صورت توفیق یہ ہے کہ حسن ہو کر

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ
أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى
أَوْ فِطْرٍ ثُمَّ مَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ
أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ
تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ
عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ
مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا
وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ
نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا أَلَيْسَ إِذَا
حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں حائضہ کو اور
جنبی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں رکھتا
اس حدیث کو علاوہ ابوداؤد کے دوسرے شخصوں نے بھی
نقل کیا ہے اور ابن خزیمہ کے نزدیک یہ حدیث
صحیح ہے اور بخاری شریف میں ہے حضرت
ابوسعید خدریؓ سے فرماتے ہیں عید الضحیٰ یا عید
الفطر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی
طرف گذرے پھر فرمایا اے مستورات تم بہت صدقہ
کیا کرو میں تمکو زیادہ تر دوزخ میں دکھلایا گیا
ہوں۔ انہوں نے عرض کیا حضور کس سبب سے
فرمایا تم باہم لعن طعن بہت کرتی رہتی ہو علی ہذا
اپنے کنبے والوں کی ناشکری۔ میں نے تم سے زیادہ
بڑے سے بڑے عقلمند کو بیوقوف بنانیوالا
کسیکو نہیں دیکھا باوجودیکہ عقل بھی ناقص ہے
اور دین بھی عرض کیا یہ کیسے۔ فرمایا کیا دو عورتوں
کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر نہیں ہے
عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے فرمایا یہ سبب نقصان عقل کے
ہے۔ فرمایا ایسے ہی ایام حیض میں نماز کے قابل
رہتی نہ روزہ کے عرض کیا بیشک۔ فرمایا یہی امر موجب نقصان دین کے ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

بیان طہارت جسم جنبی و حائض اور حرمت وطی حائضہ کا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْ
لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ
بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ
فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ
قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ
لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ
رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ
النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ
كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَاْمُرُنِیْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِیْ
وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهٗ اِلَیَّ وَهُوَ
مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں مجھکو اس حالت
میں کہ میں جنبی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مل گئے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں حضور کے
ساتھ ہو لیا جب آپ بیٹھ گئے میں آہستہ سے
کھسکا اور اپنے مکان میں غسل کر کے پھر حاضر
حضور ہوا تو آپ کو اسی طرح بیٹھا پایا آپ نے
فرمایا ابوہریرہ کہاں تھے میں نے تمام کیفیت عرض
کر دی فرمایا سبحان اللہ بلاشبہ مومن یعنی مومن کا
جسم جنابت سے ناپاک نہیں ہوتا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا ہے اور بخاری
شریف میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بحالت
جنابت میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم دونوں
ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور مجھے بحالت حیض بجز ہم بستری کے بغلگیر بھی ہوتے اور
بحالت اعتکاف سر مبارک مسجد سے حجرہ کی طرف نکال دیتے میں بحالت حیض
دھو دیتی۔

بیان پاکی پسینے اور جھوٹے حائضہ اور نفسا یعنی زچہ اور جنبی کا اور جواز انکے ساتھ کھانے پینے کا اور حائضہ کے ساتھ مباشرت کا

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعْدٍ
قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترمذی شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن سعد
فرماتے ہیں میں نے حائضہ بیوی کے ساتھ کھانے پینے کی

عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاكِلْهَا وَفِي الْبَابِ
عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ
حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ
لَمْ يَرَوْا بِمُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حِضْتُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَتَّزِرَ
ثُمَّ يُبَاشِرُنِي وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
وَمَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَبُو عِيسَى
حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ
مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ
إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي
فَوْرِ حَيْضِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ
إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمْلِكُ إِرْبَهُ

اجازت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
طلب کی تو فرمایا بلا تکلف کھاؤ اور یہی مضمون
حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اور انس رضی اللہ عنہ
سے بھی منقول ہے۔ ابو عیسےٰ ترمذی بعد نقل
حدیث ہذا فرماتے ہیں حدیث حضرت عبد اللہ
کی حسن غریب ہے اور اکثر اہل علم کا اسی پر
عمل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
جب میں حائضہ ہوتی حضور صلے اللہ علیہ وسلم
میرا تہ بند مضبوط بند ہوا دیتے اور بجز جماع کے
بوس و کنار سب کچھ ہوتے اور حضرت ام سلمہ و میمونہ
رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی مروی ہے ابو عیسےٰ
بعد نقل حدیث ہذا فرماتے ہیں کہ حدیث حضرت
عائشہ کی حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور بہت سے
اہل علم کا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اسی پر عمل تھا۔ اور مسلم شریف میں بھی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مضمون
مروی ہے۔ اتنا اور اس مضمون کے اور فرمایا
تم میں ایسا کون ہے کہ بوس و کنار ہوا و جماع سے بچا ہے

بیان اس امر کا کہ حائضہ پر ایام حیض میں بوجہ حیض جو فرض روزے نہ رکھے بعد زمانہ حیض اُن کی قضا لازم ہے نہ نماز فوت شدہ

عَنْ مُعَاذَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ

معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پوچھا

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنَقْضِي اِحْدَانَا
صَلٰوتَهَا اَيَّامَ مَحِيْضِهَا قَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ
اَنْتِ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِيْضُ فَلَا تُؤْمَرُ
بِقَضَاءٍ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ
صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ
اَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ وَهُوَ قَوْلُ
عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي اَنَّ الْحَائِضَ
تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ اَخْرَجَ
الشَّيْخَانِ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهَا مَا بَالُ الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ
وَتَقْضِي الصَّوْمَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ
اَنْتِ قَالَتْ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّي اَسْاَلُ
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ
الْقُرْاٰنِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى
حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ
اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ
عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْرَءُ الْجُنُبُ
وَلَا الْحَائِضُ وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ
مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایام حیض کی
نماز کیا ہم قضا کریں فرمایا کیا تو خوارج سے ہے
ایام حیض کی نمازوں کے قضا کرنیکا ہمکو تو حکم
نہیں فرمایا جاتا تھا۔ ابو عیسےٰ ترمذی بعد نقل
حدیث ہذا اپنی جامع میں فرماتے ہیں یہ حدیث
حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور بہت طرق سے
حضرت صدیقہ سے مروی ہے کہ ایام حیض
کی نمازیں قضا نہیں کی جاتیں اور بلا اختلاف
عام فقہا کا یہی قول ہے کہ ایام حیض کے
روزے رمضان کے قضا کئے جاویں نہ نماز
چنانچہ بخاری اور مسلم میں ہے حضرت معاذہ
ہی سے فرماتی ہیں میں نے حضرت عائشہ سے
عرض کیا کیا وجہ ہے کہ حائضہ ایام حیض کی
نمازوں کو مثل فرض روزوں کے قضا نہیں
کرتی فرمایا کیا تو خارجن ہے۔ میں نے عرض کیا میں
تو فقط پوچھتی ہوں خارجن تو نہیں ہوں۔
فرمایا ہمکو جب حیض آتا تو فقط روزوں کی قضا
کا حکم تھا نمازوں کی قضا کا کبھی حکم نہیں دیا گیا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ اور جنبی جنبیہ کو ایک
آیت بھی قرآن سے پڑھنا جائز نہیں۔ ایسا ہی

والتابعين ومن بعدهم مثل سفيان الثوري
وابن المبارك والشافعي واحمد واسحاق
قالوا لا تقرأ الحائض ولا الجنب من
القرآن شيئا الا طرف الآية او نحو ذلك
ورخصوا للجنب والحائض في التسبيح
والتهليل -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوعیسیٰ
فرماتے ہیں کہ حدیث عبداللہ بن عمر کی بجز سند
اسماعیل کے دوسرے طریق سے ہمکو معلوم
نہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جنبی اور حائضہ قرآن نہ پڑھیں یہی قول
ہے اکثر اہل علم کا اصحاب کرام سے اور مثل سفیان

ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی اور احمد اور اسحاق وغیرہ کا تابعین اور تبع تابعین سے کسی کے
نزدیک جنبی اور حائضہ کو پوری ایک آیت بھی قرآن سے پڑھنا جائز نہیں جزو آیت کا مضائقہ نہیں
ایسے ہی سبحان اللہ لا الہ الا اللہ علاوہ قرآن کے درود و دعا پڑھنا سب کچھ جائز ہے۔

اخرج البخاري رحمه الله عن عائشة
رضي الله عنها قالت خرجنا مع رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم لا نذكر
الا الحج فلما جئنا سرف طمثت فدخل
علي النبي صلى الله عليه وسلم وانا ابكي
فقال ما يبكيك قلت لوددت والله
اني لم احج العام قال لعلك نفست
قلت نعم قال فان ذلك شيء كتبه
الله على بنات آدم فافعلي ما يفعل
الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت
حتى تطهري - قال ابن نجف عفا الله
لنا غما سمعنا صلى الله عليه وسلم

بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں حضور کے ساتھ ہم خالص حج کے ارادے
سے چلی مقام سرف میں مجھکو خون حیض آنے
لگا میں اس وجہ سے رو رہی تھی کہ حضور تشریف
لے آئے فرمایا کیوں رو رہی ہو میں نے عرض کیا
کاش! اس سال میں حج کو نہ آتی فرمایا شاید
تم حائضہ ہو گئی ہو میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا
یہ تو ایسی بات ہے جس میں اولاد آدم علیہ
السلام کی سب بیٹیاں مبتلا ہیں۔ تم تمام ارکان
حج ادا کرو سوائے طواف بیت اللہ کے
پاک ہونے تک۔ راقم الحروف دیدار علی بن
سید نجف علی مرحوم کہتا ہے اس حدیث سے

مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَجَمِيْعِ
اَدْعِيَةِ الْحَجِّ وَاَفْعَالِ الْحَاجِّ غَيْرَ الطَّوَافِ
بِكَوْنِ الْمَطَافِ مَسْجِدًا فَثَبَتَ بِهَا جَوَازُ
جَمِيْعِ الْاَذْكَارِ غَيْرَ الْقُرْاٰنِ لِلْجُنُبِ وَ
الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ
كَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِيْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ
مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ
وَتَنْضَحُ عَلٰى سَائِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ
بِنْتُ حُبَيْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا
اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ
قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ
قَالَ الْمَوْلٰنَا بَحْرُ الْعُلُوْمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ
رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ اَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلٰثَةُ
اَيَّامٍ وَاَكْثَرُهَا عَشَرَةٌ لِمَا رَوَى
الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سو طواف کے تمام ارکان حج اور دعا اور درود
و تسبیح و تہلیل کا جواز ثابت ہے اسواسطے کہ
طواف کی جگہ مسجد ہے اور مسجد میں حائضہ
اور نفسا اور جنبی کو قدم رکھنا جائز نہیں اور
بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں۔ ہم میں جب کسیکو حیض آتا اور پاک ہوچکے
بعد ہمارے کسی کپڑے میں اگر خون حیض لگ جاتا تو
اسکو کھرچ کر اتنی ہی جگہ دھو لیتے تھے باقی سب
کپڑے پر پانی چھڑک کر اسی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے
مراد اس بیان سے یہ ہے کہ حائضہ وغیرہا کے
پسینے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اسیواسطے کبھی
پانی چھڑک لینے پر یا احتیاطا غسل خفیف پر کفایت
کی جاتی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی
فرماتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حبیش کی
بیٹی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک میں کبھی پاک نہیں ہوتی
مجھکو استحاضہ ہے یعنی ہمیشہ جاری کا مرض ہے کیا میں
نماز چھوڑ دوں فرمایا یہ مرض ہے حیض نہیں ہے
لہذا جب معمول حیض کے دن آویں نماز چھوڑ دیا کرو
بعد گذر جانے ان ایام کے خون دھو کر اور غسل کرکے
نماز شروع کردیا کرو مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اقل الحيض للجارية البكر والثيب الثلث
والكثرة عشرة ايام فاذا زاد فهي استحاضة
وقد روي عن ابن مسعود رضي الله عنه
مرفوعا وموقوفا الحيض ثلثة واربع وخمس
وست وسبع وثمان وتسع وعشر فاذا
زاد فيه استحاضة وروى ابن عدي
مثله عن انس موقوفا ومرفوعا وروى الدارقطني عن ابي
بينها وبين عشرة وما زاد فهي بمنزلة
المستحاضة وروى الدارقطني من
حديث واثلة بن الاسقع عنه عليه الصلوة
والسلام اقل الحيض ثلثة ايام واكثره
عشرة ايام واقل ما بين الحيضتين خمسة
عشر يوما قال الشيخ ابن الهمام رحمه الله
بعد ذكر هذه الروايات وتضعيفها
ان الحديث بتعدد الطرق بلغ درجة
الحسن وروى ابو داود والترمذي
عن ام سلمة رضي الله عنها قالت
كانت النفساء تقعد على عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم اربعين قال ابن الهمام
رحمه الله اثنى البخاري على هذا الحديث

رسائل ارکان میں تحریر فرماتے ہیں کہ کم سے کم مدت
حیض کی تین دن ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس
دن اسواسطے کہ دارقطنی میں ہے حضرت ابوامامہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کمتر مدت حیض باکرہ اور ثیبہ کی
تین دن ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور
اس سے زیادہ دن آوے تو مرض استحاضہ ہے
اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
بطریق مرفوع ونیز موقوف مروی ہے کہ حیض
تین دن کا ہوتا ہے اور چار دن اور پانچ دن اور
چھ دن سات دن آٹھ دن نو دن انتہا دس دن
کا ہی اس سے زیادہ آوے تو استحاضہ (بیماری)
ہے اور ایسا ہی نقل کیا ہے ابن عدی نے حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع اور نیز
بطریق موقوف دارقطنی میں ہے کہ تین سے
دس دن کے درمیان تک عورت حائضہ شمار
ہوگی بعدہ مستحاضہ اور نیز دارقطنی میں واثلہ بن
الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ کمتر مدت حیض کی تین دن ہیں اور زیادہ
تر دس دن اور کمتر مدت طہر کی درمیان دو حیض
کے پندرہ دن ابن ہمام رحمہ اللہ بعد ذکر روایات مذکورہ

اور بیان ضعف روایات مذکورہ تحریر فرماتے ہیں کہ بوجہ کثرت طرق یہ حدیث مرتبۂ حسن کو پہنچ گئی ہے اور سنن ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں زچہ عورت بوجہ آنے خون کے بعد ولادت چالیس دن تک بیٹھتی تھی ابن ہمام فرماتے ہیں اس حدیث کی امام بخاری تعریف کرتے ہیں۔

وَقَالَ النَّوَوِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِينَ إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ بَعْدَ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ رَوَى هٰذَا بِطُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ لَمْ يَخْلُ عَنِ الطَّعْنِ لٰكِنْ يَرْتَفِعُ بِكَثْرَتِهَا إِلَى الْحُسْنِ۔

اور علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور دارقطنی اور ابن ماجہ میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زچہ عورت کے لئے نفاس سے یعنی اس خون سے جو بعد ولادت آتا ہے پاک ہونیکی مدت چالیس دن مقرر فرمادی تھی یہ اس صورت میں کہ برابر خون آتا ہے تو چالیس دن کے بعد غسل کرکے نماز شروع کردے بعد چالیس دن کے وہ خون بیماری کا سمجھا جاویگا لیکن اگر چالیس دن سے پہلے پانچ خواہ چھ یا سات یا آٹھ علی ہذا اس سے کم یا زیادہ مدت میں چالیس دن کے اندر اگر خون موقوف ہو جاوے تو جبھی فرض ہے کہ غسل کرکے نماز شروع کردے۔ اس حدیث کے بعد بھی امام ابن ہمام رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ راوی فراوی اس مضمون کی حدیثوں کے راوی مطعون ہیں مگر بوجہ کثرت ان حدیث یہی مرتبہ حسن کو پہونچگئی ہے جو واجب العمل ہوتی ہے۔

بیان جواز تمام ارکان حج کا حائضہ و نفسا کو اور علاوہ قرآن مجید کے ضمناً ثبوت جواز تمام اذکار تسبیح و تہلیل و درود خوانی وغیرہ جنبی اور حائضہ اور زچہ کو

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي كِتَابِ الْحَيْضِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا

کتاب الحیض بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم محض

مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نذكر إلا الحج فلما جئنا سرف طمثت فدخل على النبي صلى الله عليه وسلم وأنا أبكي فقال ما يبكيك. قلت لوددت والله أني لم أحج العام قال لعلك نفست قلت نعم قال فإن ذلك شيء كتبه الله على بنات آدم فافعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري۔

ارادہ سے حج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی تھی جب مقام سرف میں پہونچی مجھکو خون حیض شروع ہوگیا۔ اور جب میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے مجھکو روتے پایا۔ فرمایا کیا وجہ ہے۔ میں نے عرض کیا کاش! اس سال میں حج کو نہ آتی۔ فرمایا شاید تمکو خون حیض آنے لگا ہے میں نے عرض کیا ہاں یہی بات ہے فرمایا یہ امر تو اللہ جلشانہ نے تمام آدم علیہ السلام کی لڑکیوں پر لازم کر دیا ہے لہذا تمام ارکان حج تسبیح تہلیل و تلبیہ درود وغیرہ سوائے طواف کے سب ادا کرتی رہو جبتک پاک ہو بعد پاک ہونے کے طواف بھی ادا کرلینا اور تلاوت قرآن بھی اگر چاہو۔

بیان اس امر کا کہ اگر معتکف یا غیر معتکف کو مسجد میں نہانیکی حاجت ہو تو تیمم کرکے باہر نکلے اور بلا تیمم جو بعض احادیث سے نکلنا ثابت ہے یا قبل نزول آیت تیمم تھا جیسے بلا وضو یا بلا غسل نماز پڑھنا قبل نزول آیہ تیمم بعض صحابہ سے ثابت ہے اور بعد نزول آیہ تیمم مان بھی لیا جائے تو وہ حکم منسوخ ساتھ ان احادیث کے ہے۔

وفي رسائل الأركان لسيدنا بحر العلوم رحمه الله ولا يجوز للجنب والحائض والنفساء الدخول في المسجد ولو عابر سبيل

رسائل ارکان میں علامہ بحر العلوم تحریر فرماتے ہیں جنبی اور حائضہ اور نفسا یعنی زچہ کو جبتک غسل نہ اوسے مسجد میں بطریق گذر جانیکے بھی داخل ہونا جائز نہیں

قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَاحْتَلَمْتُ فَخَرَجَ مِنْهُ عَلٰى حَوْبٍ اَلْبَتَّةَ وَيَتَيَمَّمُ لِمَا رَوٰى عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَوُجُوْهُ بُيُوْتِ اَصْحَابِهٖ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْهِمْ رُخْصَةٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّيْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَلَوْ تَكَلَّمَ الْخَطَّابِيُّ فِيْ سَنَدِهٖ لٰكِنَّ الْاِمَامَ اَحْمَدَ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

لہذا اگر کوئی مسجد میں سو جاوے اور اس کو احتلام ہو جاوے تو فوراً تیمم کر کے مسجد سے نکل آوے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے دروازے نکاس مسجد میں تھا آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ مسجد کیطرف سے اپنے گھروں کے دروازے باہر کیطرف پھیر لو مگر صحابہ کرام نے اس امید پر کہ شاید اللہ کیطرف سے بدستور دروازے رکھنے کی اجازت ملجاوے دروازے نہ پھیرے پھر حضور تشریف لائے اور فرمایا اپنے گھروں کے دروازے مسجد کیطرف سے پھیر لو میں حائض اور جنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونے کو جائز نہیں رکھتا۔ یہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ اسکی سند میں اگرچہ خطابی نے کلام کیا ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسکی سند کے راویوں میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

بیان غسل جنابت و حیض بطریق مسنون

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ

بخاری شریف میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت فرما رہے تھے اور میں نے پردہ کر رکھا تھا آپ نے اول دونوں ہاتھ دھوئے

بيمينه على شماله فغسل فرجه وما
اصابه ثم مسح بيده الحائط او الارض
ثم توضأ وضوءه للصلوة غير رجليه
ثم صب على جسده الماء ثم تنحى فغسل قدميه
واخرج مسلم عن عائشة رضي الله عنها
ان اسماء سألت النبي صلى الله عليه وسلم
عن غسل الحائض فقال تأخذ
احدكن ماءها وسدرها فتطهر
فتحسن الطهور او تبلغ الطهور ثم
تصب على رأسها فتدلكه حتى تبلغ
شئون رأسها ثم تصب عليها الماء
ثم تأخذ فرصة ممسكة فتطهر بها
فقالت اسماء كيف اتطهر بها فقال
سبحان الله تطهرين بها فقالت عائشة
كأنها تخفي ذلك تتبعين بها اثر الدم
وسألته عن غسل الجنابة فقال تأخذ
ماء فتطهر فتحسن الطهور او تبلغ
الطهور ثم تصب على رأسها فتدلكه
حتى تبلغ شئون رأسها ثم تفيض
عليها الماء فقالت عائشة رضي الله عنها نعم
نعم النساء نساء الانصار لم يمنعهن الحياء ان يتفقهن

پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر
اپنی شرمگاہ سے جو منی لگی ہوئی تھی دھوئی
دیوار یا زمین سے ہاتھ رگڑ کر دھویا پھر نماز
کا سا وضو فرمایا مگر پاؤں نہ دھوئے پھر
تمام بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہو کر
قدم مبارک دھوئے اور مسلم شریف میں ہے
حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور
سے حضرت اسماء نے غسل حیض کی نسبت
دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بیری کے پتوں کے
جوش دئیے ہوئے پانی سے اول بہت
خوبی اور مبالغہ سے وضو کرو پھر سر پر پانی ڈالو
اور بدن کو ملو اور اتنا پانی ڈالو کہ بالوں کی
جڑ تر ہو جاویں پھر سر پر پانی ڈالو پھر کچھ کپڑا مشک
آلودہ کرکے اس سے طہارت کرو حضرت اسماء رضی
اللہ عنہا نے عرض کیا اسکے ساتھ کیسے طہارت
حاصل کروں فرمایا سبحان اللہ اسکے ساتھ پاکی
حاصل کرو حضرت صدیقہ نے فرمایا مراد یہ تھی
میں بمقتضائے حیاء پوشیدہ طور سے اس کپڑے
مشک آلودہ سے خون صاف کر لیا کرو اور حضرت
اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل جنابت سے بھی
سوال کیا آپ نے فرمایا پانی لیکر طہارت کرو

ربھی طرح مبالغہ کے ساتھ طہارت اور وضو کرو پھر سر پر پانی ڈالو کہ سر اسی طرح ملو کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جاوے پھر سر سے پانی تمام بدن پر بہا لو۔ حضرت صحابہ کی ان سوالات کو سنکر حضرت صدیقہ نے فرمایا اچھی ہیں انصار کی عورتیں کہ انکو دین کی سمجھ حاصل کرنے سے حیا اور شرم مانع نہیں ہوتے۔

پھر نزول سورۂ مائدہ تک باتباع قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا تفصیل فرضیت یا سنیت یا اولویت دھونے تمام اعضا کے معہ کلی کے منہ بھر کر اور ناک میں پانی سونگھنے کے غسل جنابت اور غسل حیض و نفاس بموجب احادیث مذکورہ معمول بہ ذکور و اناث صحابہ کرام علی ہذا القیاس وضو مگر جب سورۂ مائدہ سے آیات وضو و تیمم سنہ میں نازل ہوئی تفصیلاً فرما دیا گیا کہ وضو میں پانی کے ساتھ فقط منہ کا دھونا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک اور چوتھائی سر کا مسح اور پاؤں کا دھونا ٹخنوں تک بہ نیت وضو خواہ بلا نیت فرض ہے اور باقی امور سنت اور غسل جنابت اور حیض اور نفاس میں اسقدر مبالغہ کے ساتھ طہارت حاصل کرنا پانی کے ساتھ فرض ہے کہ حتی الوسع سارے جسم سے جن اعضا کا دھونا ممکن ہے ان میں سے کوئی عضو مقدار تل کی بھی خشک نہ رہے چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک منہ بھر کے کلی کرنا اور خیشوم تک ناک میں پانی سونگھنا بھی فرض ہے اور بحالت بیماری یا سفر اگر جنبی ہو جاؤ یا پیشاب پاخانہ سے آؤ اور قطعاً پانی نہ پاؤ یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو مٹی پاک سے منہ پر اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى

اے ایمان والو جب ارادہ کرو تم نماز کا پس دھوؤ تم منہ اپنے اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو تم چوتھائی سر کا اور دھو ڈالو تم پاؤں اپنے ٹخنوں تک اور اگر تمکو نہانیکی حاجت ہو جاوے تو بہت ہی مبالغہ کے ساتھ

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ
لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝

پانی سے پاکی حاصل کرو اسطرح کہ تمام بدن
اور ناک اور منہ تک سے تل کی برابر بھی کوئی
جگہ خشک بن بھیگے پانی کے باقی نہ رہ جاوے
اور اگر تم بیمار ہو یا بحالت مسافرت یا پانی
نہ ملے یا ملے مگر بوجہ مرض کے خوف زیادتی
مرض سے استعمال پانی پر قادر نہ ہو اور یا
کوئی تم میں سے پاخانہ سے آوے یا بیوی
سے ہمبستری کرے تو مٹی پاک کیطرف اسطرح قصد کرو کہ اسپر دونوں ہاتھ مار کر اس سے منہ اور ہاتھوں پر مسح کرلو اللہ جلشانہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ تمکو پاک کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمتوں کا تمپر پورا کرنا تاکہ تم شکر کرو۔"

اور ظاہر ہے کہ حقیقۃً ہاتھ نام انگلیوں سے بغل تک کا ہے اور مجازاً کلائی پہنچہ بازو وغیرہ پر بھی لفظ ید کا بولا جاتا ہے اسیواسطے چونکہ حدیث صحیح ہے اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِءُ بِالشُّبُهَاتِ (یعنی حدیں شبہہ سے ساقط ہوجاتی ہیں) اگرچہ بمقتضاء معنی حقیقی ید یعنی ہاتھ کے آیہ کریمہ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا میں بغل سے چور کا ہاتھ کاٹنا لازم تھا مگر بوجہ شبہہ مجاز کے پہونچے سے کاٹا جاتا ہے۔ آیہ کریمہ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ میں ہاتھ کے حقیقی معنے چھوڑنے پر کوئی دلیل نہیں۔ لامحالہ وہ حدیثیں بخاری ومسلم کی جنمیں فقط ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہتھیلی ملکر منہ پر ہاتھ پھیر لینے کا ذکر ہے محمول اختصار بیان راوی پر رکھی جاوینگی ورنہ اُنکے ظاہر معنوں پر عمل کرنے میں نسخ لازم آتا ہے قرآن مجید کا اور مخالفت اُن احادیث کی جنکو بغیر کسی کلام کے علی ہندی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب منتخب کنز العمال میں نقل کیا ہے اور دیباچہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی حدیث میں نقصان ہوگا تو میں اُسکو بیان کردونگا۔ صفحہ ۲۶۶ جلد سوم منتخب میں کبیر طبرانی اور مستدرک حاکم

منقول ہے بغیر کسی کلام کے کسی حدیث میں۔

١- عن ابن عمر رضي الله عنه التيمم
ضربتان ضربة للوجه وضربة
لليدين إلى المرفقين۔ وفيه عن جامع
عبد الرزاق۔ ٢- عن عمار بن ياسر
رضي الله عنه قال كنت مع النبي صلى الله
عليه وسلم ومعه عائشة رضي الله عنها
فهلك عقدها فاحتبس الناس في
ابتغائه حتى أصبحوا وليس معهم ماء
فنزل التيمم فقاموا فضربوا بأيديهم فمسحوا
بها وجوههم ثم عادوا فضربوا بأيديهم
ثانية فمسحوا بها أيديهم إلى الآباط
أو قال إلى المناكب وفيه برواية ابن
سعد وعبد بن حميد وابن جرير والقاضي
إسماعيل في الأحكام والطحاوي
٣- عن الأسلع رضي الله عنه قال
كنت أخدم النبي صلى الله عليه وسلم
وأرحل له فقال لي ذات ليلة يا أسلع
قم فارحل لي قلت يا رسول الله
صلى الله عليك وسلم أصابتني
جنابة فسكت عني ساعة حتى جاء

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیمم میں
دو ضربیں ہیں ایک ضرب منہ کیواسطے اور ایک
ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک
اور منتخب ہی میں ہے جامع عبد الرزاق سے
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا
اور حضرت صدیقہ بھی اتفاقاً حضرت صدیقہ
کا ہار گم ہو گیا اُسکی تلاش میں لوگوں کو اتنا
ٹھہرنا پڑا کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا پس
آیۂ تیمم نازل ہوئی اور لوگوں نے ایک دفعہ
ہاتھوں کو مٹی پر مار کر منہ پر پھیرا پھر دوبارہ
ہاتھوں کو مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کا
مسح بغلوں تک کیا اور ایک روایت میں ہے
کندھوں تک کیا اور نیز منتخب میں ہے بروایت
ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور بروایت
قاضی اسماعیل کتاب الاحکام میں اور بروایت
طحاوی شریف حضرت اسلع رضی اللہ عنہ سے
حضرت اسلع فرماتے ہیں میں آنحضرت کی خدمت
کر رہا تھا اور آپکا کجاوہ کستا تھا ایک دن حضور نے
فرمایا اسلع اٹھو کجاوہ کسو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو نہانے کی حاجت ہو گئی ہے حضور نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔
یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام آیۂ تیمم لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اسلع اٹھو

جبرئيل عليه السلام بآية الصعيد فقال
قم يا اسلع فتيمم ثم علمني التيمم ضرب النبي
صلى الله عليه وسلم بكفيه الارض ثم
نفضهما ثم مسح بهما وجهه حتى امر
على لحيته ثم اعادهما الى الارض ومسح
بكفيه الارض فدلك احدهما بالاخرى
ثم نفضهما ثم مسح ذراعيه ظاهرهما
وباطنهما الى المرفقين ثم رحلت له فسار
حتى مر بماء فقال لي يا اسلع مس هذا
جلدك ورواه الدارقطني في سننه
والطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية
والبيهقي في سننه واخرج المولانا
ولي الدين في باب مخالطة الجنب
وما يباح له من المشكوة رواية عن ابي
داؤد عن نافع قال انطلقت مع ابن عمر
رضي الله عنهما في حاجة فقضى ابن عمر
حاجته وكان من حديثه يومئذ ان
قال مر رجل في سكة من السكك فلقي رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد خرج

تیمم کرو پھر مجھکو تیمم سکھلایا اور دونوں ہتھیلی زمین
پر مار کر اور دونوں کو جھاڑ کر منہ پر مع ریش
مبارک پھیرا پھر دوبارہ زمین پر مار کر اور جھاڑ کر
ظاہر اور باطن دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک
دونوں ہتھیلیوں سے مسح کیا بعدہٗ میں نے
حضور کا کجاوہ کسا اور وہاں سے روانہ ہو کر
پانی کی جگہ پہنچے آپ نے فرمایا اے اسلع
اب پانی سے غسل کر لو۔ یہ حدیث سنن دارقطنی
اور کبیر طبرانی اور حلیہ ابو نعیم اور سنن بیہقی
میں بھی ہے اور باب مخالطۃ الجنب وما یباح لہ
مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت ابو داؤد
نافع رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہا تھا
اس حالت میں کہ وہ کسی کام کو جا رہے تھے
جب وہ اپنا کام کر چکے اس دن انہوں نے
یہ حدیث بیان فرمائی کہ ایک شخص کسی گلی
میں گلیوں مدینہ طیبہ سے گذرا اتفاقاً
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
حالت میں ملا کہ حضور پیشاب یا پاخانہ سے

مِنْ غائطٍ او بولٍ فسلّم علیہِ فلم یرُدّ
علیہِ حتّٰی اذا کاد الرّجل ان یّتوارٰی
فی السّکّۃِ ضرب رسول اللّٰہِ صلّی اللّٰہ
علیہِ وسلّم بیدِہٖ علی الحائطِ ومسح بھما
وجھہٗ ثمّ ضرب ضربۃً اُخرٰی فمسح
ذراعیہِ ثمّ ردّ علی الرّجلِ السّلام وقال
انّہٗ لم یمنعنی ان اردّ علیک السّلام
الّا انّی لم اکن علٰی طُھرٍ قال ابن النّجف
رحمہ اللّٰہ لعلّ الامر ای عدم ردّ السّلام
بلا طھرٍ کان علٰی ذٰلک فی بدءِ الاسلام
ثمّ نُسخ فانّہٗ قد رُوی بروایۃٍ
صحیحۃٍ کان النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم
یذکر اللّٰہ فی جمیع احیانہٖ وقد مرّت
روایاتٌ اُخرٰی فی جوازِ جمیعِ الاذکارِ
غیرِ القراٰنِ فی حالۃِ الحیضِ والنّفاسِ
والجنابۃِ

فارغ ہو کر تشریف لا رہے تھے اس نے
حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا ۔
آپ نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ
چلتا چلتا کسی دیوار کی آڑ میں آنے کو تھا
کہ حضور نے اپنے دونوں ہاتھ ایک دیوار پر
مار کر دونوں کے ساتھ منہ پر مسح کیا پھر دونوں ہاتھ
دیوار پر مار کر بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کا
مسح کیا اور داہنے سے بائیں کا پھر اس کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا میں بحالت طہارت
نہ تھا اس وجہ سے میں نے جواب میں دیر کی
مترجم کہتا ہے شاید بلا وضو یا تیمم جواب
سلام نہ دینے کا طریقہ ابتدائے اسلام میں ہو
اور بعد میں منسوخ ہو گیا ہو اس لئے کہ بروایت
صحیح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت
ذکر اللہ کرتے رہتے تھے ۔ علاوہ بریں دوسری
بہت سی روایتوں سے ثابت ہے کہ علاوہ
تلاوت قرآن مجید تمام قسم کے ذکر تسبیح تہلیل وغیرہ بحالت حیض و نفاس و جنابت بھی
جائز ہیں "

علامہ علی ہندی رحمہ اللہ دیباچہ منتخب میں تحریر فرماتے ہیں مستدرک حاکم سے جو احادیث
میں نے منتخب میں نقل کی ہیں ان کی صحت میں کلام نہیں مثل حدیث اول کے احادیث مذکورہ
باقی میں اگر کچھ کلام بھی ہو تو کیا باینہمہ اگر بالفرض کوئی حدیث ضعیف بھی ہو تو بوجہ کثرت طرق

مرتبہ حسن کو نہیں پہونچ جاتی ۔ اور علامہ نیموی رحمہ اللہ تو اپنی کتاب آثار السنن میں اسی مضمون کی بہت سی صحیح احادیث معہ دلائل صحت نقل فرماتے ہیں چنانچہ صفحہ ۴۰ آثار السنن میں ہے

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِيْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي التَّيَمُّمِ بِالتُّرَابِ اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَاَمَرَنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً اُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ اصابتني جنابة فاني تمعكت في التراب فَقَالَ اِضْرِبْ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ بِهَا ذِرَاعَيْهِ رَوَاهُ

حضرت عمار فرماتے ہیں جب آیۃ تیمم وقت نہ رکھنے کے پانی پر نازل ہوئے میں درمیان قوم کے موجود تھا ہم سب کو حکم تیمم کا دیا لہذا ہم سب نے ایک ضرب زمین پر منہ کی مسح کو مارے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے مسح کے واسطے کہنیوں تک اس حدیث کو بزار نے نقل کیا ہے درایہ میں حافظ فرماتے ہیں کہ بزار نے اسکو بسند حسن نقل کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تیمم میں ایک ضرب منہ کے واسطے ہے اور ایک ضرب دونوں پہونچوں کے لئے کہنیوں تک اس حدیث کو دارقطنی نے معہ صحیح سند نقل کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں جنبی ہوگیا لہذا میں مٹی میں خوب لوٹ لگائی آپ نے فرمایا اسطرح زمین پر ضرب لگا اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر اُنسے منہ پر مسح کر پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کر ایک دوسرے

طحاوی واسنادہ صحیح وعنہ انہ اقبل
ھو وعبد اللہ بن عمر من الجرف حتی اذا
کان بالمربد نزل عبد اللہ فتیمم صعیدا
طیبا فمسح بوجہہ ویدیہ الی المرفقین
رواہ مالک فی الموطا واسنادہ صحیح
عن سالم عن ابن عمر انہ کان اذا تیمم
ضرب بیدیہ ضربۃ فمسح بہا وجہہ
ثم ضرب بیدیہ ضربۃ اخری ثم مسح
بہا یدیہ الی المرفقین ولا ینفض
یدیہ من التراب رواہ الدارقطنی
واسنادہ صحیح۔

دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل اس حدیث کو
حاکم اور دارقطنی اور طحاوی رحمہم اللہ نے نقل
کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے اور حضرت نافع
فرماتے ہیں کہ میں نے تیمم کا طریقہ حضرت عبداللہ بن
عمر سے دریافت کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ زمین
پر مارے اور دونوں ہاتھ ملکر انکو منہ پر ملا اور
دوسری ضرب مارکر دونوں پہونچوں کو ملا اسکو
علامہ طحاوی نے نقل کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے
اور حضرت نافع ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں
ہیں اور عبداللہ بن عمر جھیل یعنی پانی والی
زمین سے آئے جب شتر خانہ میں عبداللہ بن
عمر اترے۔ آپ نے مٹی پاک سے تیمم فرمایا اور منہ اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مسح فرمایا
امام مالک رحمہ اللہ موطا میں اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں اور سند اسکی صحیح ہے اور حضرت
سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب تیمم فرماتے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارکر منہ پر
مسح فرماتے پھر دونوں ہاتھ مارکر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح فرماتے اور مٹی سے ہاتھوں کو
نہیں جھاڑتے تھے۔ یہ حدیث دارقطنی میں ہے اور اسکی سند بھی صحیح ہے۔

اور آیۃ کریمہ مذکورہ میں چونکہ صراحۃً فرمادیا فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا
طَیِّبًا یعنی اگر بحالت حدث صغری یا کبری تم پانی نہ پاؤ تو تم صعید طیب (مٹی پاک) کا قصد کرو
اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جیسے کپڑے سے یا بدن سے نجاست دور کرنیکو مطلقاً ایسی
رقیق پتلی چیز کافی ہے جو جسم نجاست کو بدن سے یا کپڑے سے دور کردے خواہ پانی ہو یا
کسی درخت یا پھل پھول یا پتوں کا عرق خواہ سرکہ خواہ عرق بادیان یا گلاب وغیرہ اسی طرح

وضو اور غسل کے لیے بجز پانی پاک کے کوئی نقلی چیز کافی نہیں بلکہ وقت قدرت نہ پانیکے پانی پر صعید طیب کی ضرورت بطریق مذکورہ احادیث مسطورہ حصول طہارت وضو اور غسل کیلئے لازمی ہے تو اول اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ صعید طیب کا اطلاق عرف شریعت میں اور نیز باعتبار لغت کتنی اشیاء پر آتا ہے۔ دوم اس امر کا جاننا لازمی ہے کہ پانی پاک کونسا پانی ہے اور وہ ناپاک کس طرح ہو جاتا ہے اور اگر ناپاک ہو جاوے تو اُسکے پاک کرنیکا کیا طریقہ ہے لہٰذا اول بیان صعید طیب کا کیا جاتا ہے اور بعد بیان پانی کا کیا جاویگا۔

بیان صعید طیب کا

صراح میں ہے۔ فرا کا قول ہے کہ صعید خاک کو کہتے ہیں اور ثعلب کہتے ہیں کہ روی زمین کو کہتے ہیں اور تفسیر ابن جریر میں بھی اسی قول کو مختار رکھا ہے اور لکھا ہے کہ طیبات سے مراد یہ ہے کہ تمام نجاستوں سے پاک ہو اور ظاہر ہے کہ کنکر پتھر جو زمین سے بلا نشوونما ظاہری ظاہر ہو جیسے گیرو سرمہ لوہے چاندی سونے تانبے وغیرہ کے ڈلے اور بورسے جبتک انکو چرخ نہ دیا جاوے اور پتھر اور مٹی کے برتن جبتک انپر پالش یا روغن نہ کیا جاوے مٹی پتھر جلا ہوا ہو خواہ بغیر جلا جیسے چونہ قلعی اور نمک کانی نہ وہ نمک جو شور پانی سے بنایا جاتا ہے اور وہ گرد وغبار جو کپڑے سے اوڑے یہ سب روی زمین میں داخل ہیں اسیواسطے نہ لکڑی وغیرہ کی راکھ سے تیمم جائز نہ اُس کپڑے سے جس سے گرد نہ اُڑے اور پانی پاک وہ جو آسمان سے برسے

بیان اُس پاک پانی کا جس پر قدرت ہوتے ہوئے نہ تیمم وضو کا جائز نہ غسل کا

سب پانیوں سے زیادہ تر پاک اور پاک کرنیوالا مینہ کا پانی ہے خواہ وہ حوض اور نالابوں میں بھرا ہو خواہ زمین نے اُسکو جذب کر لیا ہو اور کنواں کھودنے سے پھر باہر نکل آوے یا بطریق چشمہ کے زمین یا پہاڑ سے نکلے کما قال اللہ تعالیٰ الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض وقال تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا

اللہ جل شانہ فرماتا ہے کیا نہ دیکھا تنے اللہ نے اتارا آسمان سے پانی اور اس سے زمین
چشمے جاری کر دیئے۔" اور فرمایا اللہ نے۔ آسمان سے پانی اتارا جس سے بطحا پر نکلے
میٹھے نہریا جاری ہو گئیں"۔

اور مرتبہ دوم میں دریا شور جیسے بمبئی کراچی وغیرہ کے دریا کا پانی یا دریا شیریں مثل دریا نیل و فرات
و دجلہ وغیرہ کا پانی جبتک انمیں کسی نجاست کی مطلقاً آمیزش نہ ہو یہ تو اس صورت میں جب
اتنا کم ہو کہ اگر اس میں ایک طرف ایک قطرہ بھی نجاست کا گرے سب میں ملجاوے
اور اگر اتنا ہو کہ ایک طرف کا اثر نجاست قلیل کا دوسری طرف نہ پہونچے یا بہتا ہو تو اسوقت
تک جبتک نجاست سے اسکا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جاوے اور پاک چیز کے ملنے سے اگر
سڑ بھی جاوے خواہ خوشبودار ہو جاوے جبتک اسکو پانی کہا جاوے اور اسپر عرق یا شوربا یا
سرکہ وغیرہ کا اطلاق نہ کیا جاوے اس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے وہ طاہر بھی ہے اور
مطہر بھی ایسے پاک پانی کے ہوتے ہوئے اگر تیمم سے کوئی نماز پڑھ لے سخت گنہگار ہوگا اور نماز
ہرگز ادا نہ ہوگی چنانچہ سورۂ انفال میں ہے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ - وَقَالَ تَعَالَىٰ عَزَّ شَأْنُهُ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا

اور اتارتا ہے اللہ اوپر تمہارے پانی آسمان سے تاکہ پاک کر دے تمکو ساتھ اس پانی کے۔ اور فرمایا اللہ جل شانہ نے۔ اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی

ان دونوں آیتوں سے ظاہر ہے کہ مینہ کا پانی فی نفسہ پاک ہے اور دوسری نجاست آلودہ
چیزوں کو پاک کرنیوالا اور حکمی نجاستوں سے پاکی دینے والا جیسے نجاست حدث اور جنابت
اور حیض و نفاس اسواسطے کہ شان نزول آیۃ اول کا ایسا ہی موقع ہے۔ ملا احمد رحمہ اللہ
مصنف نور الانوار اپنی تفسیر احمدی میں تحریر فرماتے ہیں اور علامہ حلبی رحمہ اللہ سیرۃ
حلبی میں کہ جنگ بدر کبریٰ میں زمین ریتلی تھی جس میں بوجہ خشکی پاؤں دھنستے تھے اور مقام جنگ
میں اکثر صحابہ کرام سو گئے تھے انکو احتلام ہو گیا اور پانی پر مشرک قبضہ کر چکے تھے اور

آیۃ تیمم ابھی نازل نہیں ہوئی تھی لہذا صحابہ کرام کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ ہم کیسے فتحیاب ہوں گے حالانکہ مشرک پانی پر قبضہ کر چکے اور تم ولی اللہ ہو کر کیا بحالت حدث وجنابت بے وضو اور بغیر غسل کے نماز پڑھو گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں رونق افروز ہیں چلو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مینہ کے واسطے شفاعت طلب کریں پھر تو رات بھر کریم کارساز نے ایسا مینہ برسایا کہ صحابہ کرام نے پانی کے حوض بنالئے جنگل پانی سے بہ نکلا خوب اونٹوں کو پانی پلایا۔ جنکو احتلام ہو گیا تھا انہوں نے خوب غسل کیا بے وضو وضو کرنے لگے زمین کا ریت دب گیا پاؤں ریتے پر ٹھہرنے لگے اور ندی اور چشموں کے پانی کا آسمان کے پانی سے ہونا آیات مذکورہ سابقہ سے ثابت ہو ہی چکا اور بہتے پانی کا طاہر مطہر ہونا جبتک اسکا رنگ یا بو یا مزہ یا تینوں نجاست سے نہ بدلیں کم پانی ہو یا زیادہ حدیث بیر بضاعہ اور دیگر احادیث صحیحہ سے صراحۃً عقلاً بھی ثابت اور نیز نقلاً اسواسطے کہ اگر بیر بضاعہ کا پانی بہتا ہوا نہ تھا تو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ اس میں حیض کے کپڑے اور مرے ہوئے کتے ڈالے جائیں اور وہ ایسا متعفن نہ ہو جاوے کہ اسکے پاس بھی آدمی کھڑا نہ رہ سکے اور اُدھر سے گذرنا ہر انسان پر دشوار نہ ہو جائے چہ جائیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جیسے نفیس الطبع اُس سے وضو کرتے رہیں اور اسکا پانی پیتے رہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ اگر کسی کنوئیں میں ایک چوہا یا چڑیا مر جاتی ہے تو تیسرے دن اُسکی بدبو پریشان کر دیتی ہے اور اس سے کوئی وضو نہیں کر سکتا۔ کوئی عاقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ایسی نجاست آلودہ سڑے ہوئے متعفن پانی سے صحابہ کرام وضو کرتے رہیں اور اس میں کتے اور حیض کے کپڑے سڑتے رہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ الْعَلَّامَةُ بَحْرُ الْعُلُوْمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ بِرِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ

علامہ بحر العلوم رسائل الارکان میں ابن ماجہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا الماء (بغیر الف لام عہد) یہ پانی (یعنی بہتا ہوا)

وَلَوْنُهٗ وَطَعْمُهٗ وَبِرِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيْ بِلَفْظِ
اِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهٗ اَوْ رِيْحَهٗ اَوْ لَوْنَهٗ وَالْحَدِيْثُ
وَاِنْ كَانَتْ ضَعِيْفًا فَاِنَّهٗ مُؤَيَّدٌ بِالْاِجْمَاعِ
عَلٰى نَجَاسَةِ مَاءٍ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ اَوْ رِيْحُهٗ
اَوْ طَعْمُهٗ بِالنَّجَاسَةِ هٰكَذَا قَالَ الْعَلَّامَةُ
بَحْرُ الْعُلُوْمِ فِيْ رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ وَالْعَلَّامَةُ
اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ ابْنِ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِ
الْحَبِيْرِ وَالْمُرَادُ بِالْمَاءِ مَاءُ الْجَارِيْ اَوْ
مَاءُ الْبَحْرِ اَوْ مَاءُ حَوْضٍ عَظِيْمٍ اِنْ حُرِّكَتْ
عَنْهُ نَاحِيَةٌ لَمْ تَتَحَرَّكْ بِهِ النَّاحِيَةُ الْاُخْرٰى
وَلَمْ تَبْلُغْهَا اَثَرُ النَّجَاسَةِ هٰكَذَا نَقَلَ
الْعَلَّامَةُ زَيْنُ الدِّيْنِ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ
عَنِ الطَّحَاوِيِّ مَعَ الْاَجْوِبَةِ الْقَوِيَّةِ
لِلْاِعْتِرَاضَاتِ الْمُعْتَرِضِيْنَ حَيْثُ قَالَ
وَمَاءُ بِئْرِ بُضَاعَةَ كَانَ جَارِيًا فِي
الْبَسَاتِيْنِ عَلٰى مَا اَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ
فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ بِسَنَدِهٖ اِلَى
الْوَاقِدِيِّ ثُمَّ قَالَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ الْوَاقِدِيُّ
لَا يُحْتَجُّ بِهٖ بِمَا يُسْنِدُهٗ فَضْلًا عَمَّا
يُرْسِلُهٗ قُلْنَا قَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ
وَاَبُوْ بَكْرِ ابْنُ الْعَرَبِيِّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ

ناپاک کرتی اسکو کوئی نجاست مگر جب اسکی
بو یا رنگ یا مزہ پر غالب آجاوے اور روایت
دارقطنی کے الفاظ کے یہ معنے ہیں۔ نہیں ناپاک
کرتی پانی کو (یعنی بہتے کو) کوئی نجاست مگر
جب اسکا مزہ اور بو و رنگ بدل جاوے علامہ بحرالعلوم
فرماتے ہیں یہ حدیث باعتبار سند کے اگرچہ ضعیف ہے
مگر اسکے مضمون پر اجماع امت ہوگیا اور ایسا ہی حافظ
فرماتے ہیں احمد بن علی بن حجر عسقلانی اپنی کتاب
تلخیص الحبیر میں اور علامہ زین الدین رحمہ اللہ
اپنی کتاب بحرالرائق میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ سے
جوابات قوی اعتراضات معترضین کے نقل فرماتے
ہیں کہ مراد پانی سے ان احادیث میں پانی جاری
ہے یا دریا کا پانی مراد ہے یا اتنا بڑا حوض کہ
اگر ایک طرف سے اسکے پانی کو ہلا دیں تو دوسری
طرف سے نہ ہلے اور اثر نجاست کا دوسری طرف
نہ پہونچے چنانچہ فرماتے ہیں کہ پانی بیر بضاعہ کا
باغوں میں بہتا رہتا تھا۔ اس مضمون کو علامہ
طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق واقدی
نقل فرماتے ہیں مگر علامہ بیہقی فرماتے ہیں کہ
واقدی کی متصل مسند حدیث بھی قابل اعتبار نہیں
ہوتی پھر یہ تو مرسل ہے یہ کیونکر معتبر ہو سکتی ہے

وجماعة والدليل على انه كان جاريا
ان الماء الراكد اذا وقع فيه عذرة
الناس والجيف والحائض والنتن تغير
طعمه وريحه ولونه وتنجس بذالك
اجماعا وليس في الحديث استثناء يدل
ذالك على جريان مائها فان قيل نقل
النووي في شرح المهذب عن ابي داود
انه قال مددت ردائي على بئر بضاعة
ثم ذرعتها فاذا عرضها ستة اذرع و
سألت الذي فتح لي باب البستان هل
غير بناءها عما كان عليه فقال لا وقال
رأيت فيها ماء متغيرا قلنا ما ذكره
الطحاوي اثبات وما نقل ابو داود عن
البستاني نفي والاثبات مقدم على
النفي والبستاني الذي فتح الباب
مجهول الشخص والحال عنده فكيف
يحتج بقوله ولان ابا داود توفي في البصرة
في النصف من شوال سنة خمس
وسبعين ومائتين فبينه وبين
زمن النبي صلى الله عليه وسلم مدة
كثيرة ودليل التغير غالب وهو صحيح

علامہ زین الدین فرماتے ہیں اگرچہ واقدی کو
بیہقی نے غیر معتبر لکھا مگر علامہ ماوردی اور
ابوبکر بن العربی اور ابن جوزی (جیسے محقق) اور
دوسری ایک جماعت محدثوں کی واقدی کی
کی طرح ہیں اور بیر بضاعہ سے پانی جاری
رہنے پر یہ دلیل صریح ہے کہ تجربہ سے ثابت ہے
کہ بیر بضاعہ کے طول عرض میں اگر ٹھہرا ہوا پانی ہو
مزہ اور رنگ اور بو پاخانہ اور مردار اور حیض کے
کپڑے اور بدبودار چیزوں سے ضرور بالبداہتہ
بدل جاتا۔ اور نجاست سے رنگ یا بو یا مزہ
یا تینوں کے بدل جانے سے بالاجماع پانی
نجس ہو جاتا ہے اور کسی حدیث سے استثنا ثابت
نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ سب ٹھہرے ہوئے
پانی نجاست سے رنگ بو مزہ بدلنے پر نجس
ہو جاتے ہیں مگر بیر بضاعہ کا پانی رنگ بو مزہ
بدلنے سے ہی نجس نہیں ہوتا۔ لہذا مضمون
حدیث سے صاف طور سے ثابت ہے کہ
پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جبھی تو نجاست سے
اسکا رنگ بو مزہ نہیں بدلتا تھا اور اگر کوئی کہے
کہ نووی شرح مہذب میں ابوداؤد سے نقل کرتے
ہیں کہ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ بیر بضاعہ پر اپنی چا

السِّتِّيْنَ الْمُتَطَاوِلَةِ وَالْوَاقِدِيُّ تُوُفِّيَ
فِيْ سَنَةِ سَبْعٍ وَّمِائَتَيْنِ فَهُوَ مُتَقَدِّمٌ
عَلَيْهِ بِثَمَانٍ وَّسِتِّيْنَ عَامًا فَاحْتِمَالُ التَّغَيُّرِ
فِيْ رِوَايَةِ الْوَاقِدِيْ اَقَلُّ مِنْ رِوَايَةِ
اَبِيْ دَاوٗدَ)

تاہم جو میں نے اسکو ناپا تو بیر بضاعہ کا عرض چھ گز شرعی تھا اور جس نے باغ کا دروازہ کھول کر مجھکو بیر بضاعہ دکھایا میں نے جب اس سے پوچھا کہ حضور کے زمانہ کی حالت سے اب تک اس میں کچھ تغیر تو واقع نہیں ہوا اس نے کہا نہیں اور میں نے اسکا پانی رنگ بدلا ہوا بھی دیکھا مگر بیان طحاوی میں بہنے کا ثبوت ہے اور بیان ابوداؤد میں نفی اور محدثوں کے نزدیک ثبوت کی روایت نفی پر مقدم رہتی ہے علاوہ بریں باغ کا دروازہ کھولنے والا راوی روایت ابوداؤد میں مجہول الحال ہے اور مجہول الاسم پھر ابوداؤد کا بعمر بہتر پندرہ شوال کو سن دو سو پچہتر میں انتقال ہے اتنے زمانہ دراز میں بیر بضاعہ کی حالت بدل جانیکا قوی احتمال اور واقدی کا انتقال ابوداؤد سے اڑسٹھ برس پہلے سن دو سو سات میں ہوا کہ جسمیں بیر بضاعہ کی اصلی حالت بدلنے کا احتمال بہ نسبت ابوداؤد بہت کم ہے بلکہ قرائن سے اصلی حالت پر قائم رہنے کا یقین ہوتا ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ وَهٰذِهِ
صِفَتُهَا فِيْ زَمَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَلَا يَلْزَمُ
اَنْ تَكُوْنَ هُوَ هٰكَذَا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَطَّابِيُّ قَدْ
تَوَهَّمَ بَعْضُهُمْ اَنَّ اِلْقَاءَ الْعَذِرَةِ وَالْجِيَفِ
وَخِرَقِ الْحَيْضِ فِيْ بِئْرِ بُضَاعَةَ كَانَ عَادَةً
وَتَعَمُّدًا وَهٰذَا لَا يُظَنُّ بِذِمِّيٍّ وَلَا وَثَنِيٍّ
فَضْلًا عَنْ مُسْلِمٍ فَلَمْ يَزَلْ مِنْ عَادَةِ
النَّاسِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا مُسْلِمِهِمْ وَ

اور خود علامہ نووی شرح مہذب میں بعد نقل کرنے قول ابوداؤد کے بہ نسبت بیر بضاعہ فرماتے ہیں کہ اس بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فی الواقع زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بیر بضاعہ کی یہی حالت تھی خطابی فرماتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ پاخانہ اور مردار اور حیض والے کپڑوں کو قصداً اس کنوئیں میں صحابہ کرام ڈالتے تھے اور لوگوں کی یہ عادت ہوگئی تھی مگر یہ خیال تو کسی ذمی کافر اور

كَافِرِهِمْ تَنْزِيهَ الْمَاءِ وَصَوْنَهُ عَنِ النَّجَاسَاتِ
فَكَيْفَ يُظَنُّ بِأَهْلِ ذَالِكَ الزَّمَانِ وَهُمْ
أَعْلَى طَبَقَاتِ أَهْلِ الدِّيْنِ وَالْمَاءُ بِبِلَادِهِمْ
أَعَزُّ وَالْحَاجَةُ إِلَيْهِ أَمَسُّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ
هٰذَا صَنِيْعُهُمْ بِالْمَاءِ وَامْتِهَانُهُمْ لَهُ
وَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ تَغَوَّطَ فِيْ مَوَارِدِ الْمَاءِ وَ
مَشَارِعِهِ فَكَيْفَ مَنِ اتَّخَذَ عُيُوْنَ
الْمَاءِ وَمَنَابِعَهُ مَطْرَحَ الْأَنْجَاسِ
وَإِنَّمَا كَانَ ذَالِكَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ هٰذِهِ
الْبِئْرَ مَوْضِعُهَا فِيْ حُدُوْرٍ مِنَ الْأَرْضِ
وَكَانَتِ السُّيُوْلُ تَسْحَبُ هٰذِهِ الْأَقْذَارَ
مِنَ الطُّرُقِ وَالْأَفْنِيَةِ وَتَحْمِلُهَا فَتُلْقِيْهَا
فِيْهِ وَكَانَ الْمَاءُ لِكَثْرَتِهِ وَغَزَارَتِهِ
لَا يُؤَثِّرُ فِيْهِ وَكَانَ جَوَابُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ لَهُمْ أَنَّ الْمَاءَ الْكَثِيْرَ الَّذِيْ
صِفَتُهُ هٰذِهِ فِي الْكَثْرَةِ وَالْغَزَارَةِ لَا
يُؤَثِّرُ فِيْهِ النَّجَاسَةُ لِأَنَّ السُّؤَالَ إِنَّمَا
وَقَعَ ذَالِكَ وَالْجَوَابُ إِنَّمَا يَقَعُ عَنْهُ

بت پرست کی نسبت بھی ایسی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ
کسی مسلمان کی طرف یہ خیال کیا جاوے اسواسطے
کہ قدیم سے کافر مومن سب کی عادت ہے
کہ نجاستوں سے پانی کو محفوظ رکھتے ہیں۔
اور صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں
پھر جو دینداری اور پاکی حاصل کرنے میں
اعلیٰ طبقے کے لوگ تھے انکے ساتھ ایسا
گمان کب ہوسکتا ہے حالانکہ اہل عرب کے
یہاں پانی نہایت عزیز الوجود ہوتا ہے پھر
ایسی ذلت کے ساتھ وہ پانی کو کب رکھ سکتے
ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کوئی پانی پینے کی جگہ یا راستہ میں پاخانہ
پھرے اسپر لعنت فرماتے ہیں پھر پانی کے
چشمے میں جو نجاست ڈالیں وہ لعنت سے
کیسے بچ سکتے ہیں۔ بلکہ بات یہ تھی کہ یہ کنواں
بہت نچائی میں تھا اور اوپر سے بہتا ہوا پانی
ان نجاستوں کو راستہ اور میدان سے بہا لاتا
تھا اور جب اس کنوئیں میں گرتا ہوا وہ پانی
جاتا تھا اس کنوئیں میں بھی وہ نجاستیں گر جاتی
تھیں اور بوجہ کثرت پانی کے انہیں اگرچہ تدریج بہاؤ کے ساتھ بہتی رہتی تھیں اور اس کنوئیں کے پانی کا
رنگ بو مزہ بوجہ کثرت پانی و بہاؤ میں نکلتے رہنے پانی کے کچھ بھی نہیں بدلتا تھا اسی بنا پر جو کی

فعلم يقينا عقلا ونقلا ان ماء بئر بضاعة
كان جاريا لا يتغير بتلك الانجاس طعمه
وريحه ولونه وفي تلخيص الحبير وقد
جزم الشافعي رحمه الله ان بئر بضاعة
كانت لا تتغير بالقاء ما يلقى فيها من
النجاسات لكثرة مائها وقال البلاذري
في تاريخه عن الواقدي قال كان بئر
بضاعة سبعا في سبع وعيونها كثيرة اه
وبهذه الرواية قد توافقت جميع الروايات
بانه كان سبعا في سبع او ستا في ست
فهي لا تنزح وكانت تجري ومنه
العيون كثيرة بحيث لم يتغير طعمه
وريحه ولونه بالقاء النجاسات ولم
يحتج الانسان الى نزح مائها۔ قال
ابن النجف وما نقل احمد بن علي
العسقلاني في التلخيص من وضوئه
صلى الله عليه وسلم بماء لنقاعة الحناء
مما فيه التصريح انه كان متغيرا
من النجاسة فانا قد شاهدنا في
البوادي من الغدران تغيرت لون مائها
وريحها لطول المكث بلا ملابسة شيء

حالت سے سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسی حالت سے جواب دیا کہ یہ پانی پاک ہے
اسکو ان بہتی نجاستوں سے کوئی نجاست
ناپاک نہیں کرتی یہاں سے یقیناً عقلاً و نقلاً
معلوم ہوگیا کہ پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا۔
ان بہتی نجاستوں سے اسکا رنگ بو مزہ کچھ
بھی نہیں بدلتا تھا۔ اور تلخیص الحبیر میں ہے
کہ امام شافعی رحمہ اللہ یقین کے ساتھ فرماتے
ہیں کہ پانی بیر بضاعہ کا ان نجاستوں سے بوجہ
کثرت پانی کے متغیر نہیں ہوتا تھا اور بلاذری
اپنی تاریخ میں واقدی سے نقل فرماتے ہیں
کہ بیر بضاعہ ہفت در ہفت لمبا چوڑا تھا اور
اس سے بہت سے چشمے جاری تھے اور
اس روایت سے سب روایتوں میں توفیق
ہوگئی کہ وہ ہفت در ہفت یا شش در شش گز
لمبا چوڑا تھا اور اس سے پانی کھینچا نہیں جاتا
تھا بلکہ اس سے لگتے چشمے جاری تھے کہ بہتی
نجاستوں سے اسکا رنگ بو مزہ بالکل نہیں
بدلتا تھا اور یہ کسی روایت سے اسکے مخالف
ثابت نہیں ہوتا کہ اسکا پانی ڈولوں سے کھینچا
جاتا تھا۔ مترجم محمد ضیاء علی بن سید نجف علی شہید

عفی اللہ عنہا کہتا ہے کہ تلخیص میں جو احمد عسقلانی سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے پانی سے وضو فرمایا جسکی رنگت مہندی کے پانی کی مانند تھی اس روایت میں اس امر کی تصریح بالکل نہیں ہے کہ وہ رنگت نجاست کی تھی اسواسطے کہ جنگلوں میں اکثر چھوٹے چھوٹے پانی کے بھرے ہوئے حوض گڑھے ایسے ہمنے بہت دیکھے ہیں کہ بوجہ درازی مدت انکے پانی کا رنگ اور بو اور مزہ بغیر لگاؤ کسی قسم کی نجاست کے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ باتیں

مِنَ النَّجَاسَةِ وَمَعَ ذٰلِكَ مَا ثَبَتَ شَيْءٌ مِنْ تِلْكَ الرِّوَايَاتِ خُصُوصًا فِي مَاءِ بِئْرِ بُضَاعَةَ كَمَا فِي تَلْخِيصِ الْحَبِيرِ قَوْلُهُ وَكَانَ مَاءُ هٰذَا الْبِئْرِ كَنُقَاعَةِ الْحِنَّاءِ هٰذَا الْوَصْفُ لِهٰذَا الْبِئْرِ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا قُلْتُ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ فَقَالَ وَيُرْوٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِنْ بِئْرٍ كَانَ مَاؤُهُ كَنُقَاعَةِ الْحِنَّاءِ نَقَلَ هٰذَا مُعْتَمِدُ الرَّافِعِيِّ فَلْيُنْظَرْ إِسْنَادُهُ مِنْ كِتَابِهِ الْكَبِيرِ انْتَهٰى وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي تَلْقِيحِهِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِنْ غَدِيرٍ مَاؤُهُ كَنُقَاعَةِ الْحِنَّاءِ وَكَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ فِيمَا عَلَّقَهُ عَلٰى فُرُوعِ ابْنِ الْحَاجِبِ وَفِي الْجُمْلَةِ لَمْ يَرِدْ ذٰلِكَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ وَالرِّوَايَاتُ الَّتِي وَرَدَتْ فِي غَيْرِهِ

کہ جن میں رنگ بو بدلے ہوئے پانی سے وضو کا ذکر ہے ان میں سے کوئی پایہ ثبوت کو خصوصاً بیر بضاعہ کے متعلق ابتک نہیں پہونچی چنانچہ تلخیص الحبیر میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ جو ایک روایت میں ہے کہ بیر بضاعہ کا پانی مثل مہندی کے پانی کے تھا اس وصف کی بیئے کوئی اصل نہیں پائی اور ابن منذر رافعی نے جو نقل کیا ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کنوئیں سے وضو فرمایا کہ اسکے پانی کی رنگت مہندی کے پانی کی سی تھی شاید یہ روایت رافعی کے نزدیک ثابت ہو لہذا انکی کتاب کبیر میں اس روایت کی سند قابل دید ہے اور ابن جوزی اپنی کتاب تلقین میں نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے چھوٹے حوض سے وضو فرمایا کہ اسکا پانی

مہندی کا سا پانی تھا اور ابن دقیق العید نے اپنی تعلیقات میں جو فروع ابن حاجب پر لکھی ہے
ویسا ہی نقل کیا ہے مگر بیر بضاعہ کے متعلق ایسی کوئی روایت نہیں اور علاوہ بیر بضاعہ کے

مِنَ الْبِئْرِ وَالْغَدِيْرِ فَمَا صَحَّتْ مِنْهَا
شَيْءٌ اِلَى الْآنَ وَلَوْ فَرَضْنَا صِحَّتَهَا فَمَا
وَقَعَتِ التَّصْرِيْحُ فِيْ اَحَدٍ مِّنْهَا اَنَّهَا
كَانَتْ مُتَغَيِّرًا بِشَيْءٍ مِّنَ النَّجَاسَةِ
بَلْ اَنَّا قَدْ شَاهَدْنَا فِي الْبَوَادِي
الْبَعِيْدَةِ مِنَ الْاَمْصَارِ وَالْقُرٰى
كَثِيْرًا مِّنَ الْغُدْرَانِ الْكِبَارِ وَالصِّغَارِ
مُتَغَيِّرَ الْمَاءِ كَنَقْعِ الْحِنَّاءِ بِطُوْلِ
الْمُكْثِ وَاخْتِلَاطِ الْعُشْبِ وَالْكَلَاءِ
فَكَيْفَ يُمْكِنُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَتَوَضَّأُ مِنْ مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَاءِ الْمُتَغَيِّرِ
مِنَ النَّجَاسَةِ وَقَدْ مَنَعَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ بَعْدَ اَنْ
بَالَ فِيْهِ تَغَيَّرَتْ لَوْنُهٗ وَرِيْحُهٗ وَطَعْمُهٗ
اَوْ لَا وَكَثِيْرًا كَانَ الْمَاءُ اَمْ قَلِيْلًا وَنَهَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غَمْسِ
الْيَدِ فِي الْاِنَاءِ بَعْدَ الْاِسْتِيْقَاظِ اَخْرَجَ
الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ بَابِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ
الدَّائِمِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

دوسرے کنوؤں اور حوضوں کے متعلق جو ایسی
روایتیں آئی ہیں وہ اب تک پایۂ ثبوت کو نہیں
پہونچے اور اگر بالفرض والتقدیر صحیح مان بھی
لیں تو کسی روایت میں اس امر کی تصریح
نہیں کہ رنگ و بو پانی کا نجاست ہی سے
بدلا ہوا تھا بلکہ ہم نے اُن جنگلوں میں جو
شہروں اور گاؤں سے بہت دور ہوتے
ہیں بہت چھوٹے بڑے حوض اور گڑھے
دیکھے ہیں کہ بسبب درازی مدت اور گل کر
مل جانے باریک اور موٹی گھانس کے
انکا پانی مہندی کا جیسا پانی ہو جاتا ہے
اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نجاست سے اسقدر بدلے ہوئے
پانی سے وضو فرماویں اور آنحضرت منع فرماتے
ہیں پانی میں پیشاب کرکے اس پانی سے
غسل کرنے کو خواہ اسکا پیشاب سے رنگ
بو مزہ بدلے یا نہ بدلے اور پانی کم ہو یا زیادہ
علی ہذا آپ نے فرمایا جب تم سوتے اٹھو بغیر دھوئے ہاتھ
پانی میں نہ ڈالو اور بخاری کے باب البول فی الماء الدائم میں

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ
الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ قَالَ
النِّيمَوِي رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَصْحَابُ
السُّنَنِ الْأَرْبَعَةِ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ بِأَسَانِيدَ
عَنِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ
الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ
يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا وَالْخ
وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ
أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ
لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ قَالَ ابْنُ
النَّجَفِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَخْرَجَهُ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْحَلَبِيُّ فِي الْكَبِيرِيِّ
قَدْ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ وَالْبُخَارِيُّ فِي
صَحِيحِهِ وَأَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں
کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ نے منع فرمایا بغیر بہتے ہوئے پانی میں
پیشاب کر کے اُس میں غسل کرنے سے علامہ
نیموی اپنی کتاب آثار السنن میں بعد نقل
اس حدیث کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم
شریف اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ اور ترمذی
و ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے
اور مسلم میں متعدد سندوں سے ابن سائب سے
مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بحالت جنابت جنبی ٹھہرے ہوئے
پانی میں غسل نہ کرے حضرت ابن سائب نے
کہا پھر اے ابوہریرہ کیسے غسل کرے فرمایا
علیحدہ اس سے پانی لے لیکر غسل کرے۔
اور مسلم شریف ہی میں ہے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سوتا ہوا
جاگے تو پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین بار
دھولے اُسے کیا خبر ہے کہ رات اُسکا ہاتھ کہاں
تھا۔ مترجم ابن نجف علی مرحوم غفر اللہ لہما کہتا ہے

یہ حدیث ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے کہ یہ حدیث مسند بزار اور صحیح بخاری میں بھی ہے اور بخاری اور مسلم میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعًا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِهٖ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْسَلُ الْاِنَاءُ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ اَوْ اُخْرٰهُنَّ بِالتُّرَابِ وَاِذَا وَلَغَتْ فِیْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی

وَاَخْرَجَ النِّیْمَوِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ اَهْرَاقَهٗ وَغَسَلَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ وَعَنْهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر تمہارے کسی کے برتن سے کتا پانی پی لے تو اس برتن کو سات بار دھو لو اور جامع ترمذی میں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتا اگر برتن میں پانی پی جائے تو وہ برتن سات بار دھویا جاوے اور اول یا آخر مٹی سے بھی مانجھ لیا جاوے۔ اور اگر بلی پی جاوے تو ایک بار دھو لیا جاوے۔ ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا اسی پر عمل ہے اور آثار السنن میں ہے حضرت عطا سے کہ حضرت ابوہریرہ جب کتا برتن میں منہ ڈال جاتا تو پانی پھینک کر اس برتن کو تین بار دھو لیا کرتے تھے علامہ نیموی بعد نقل حدیث ہذا فرماتے ہیں اس حدیث کو دارقطنی وغیرہ نے نقل کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے اور ابوہریرہ سے ہی مروی ہے بروایت دارقطنی وطحاوی کہ انہوں نے فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالدے تو پانی پھینک کر اسکو تین بار دھو ڈالو

وعن ابی جریج قال قلت لعطاء کم یغسل
الإناء الذی ولغ الکلب فیه قال کل ذالک
سبعا وخمسا وثلاث مرات رواه عبد
الرزاق فی مصنفه واسناده صحیح
وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی
صلی الله علیه وسلم قال طهور الاناء
اذا ولغ فیه الهرة ان یغسل مرة او مرتین
رواه الطحاوی وآخرون وقال الدارقطنی
هذا صحیح وعنه قال اذا ولغ الهر فی
الاناء فاهرقه واغسله مرة رواه الدارقطنی
واسناده صحیح قال النیموی والموقوف
اصح فی باب فطاهر ان الماء لا یتغیر
احتج من اوجب الثلثة بولوغ الکلب
والهرة واما حدیث القلتین فقد
قال العلامة زین الدین فی البحر قد
وقع الاضطراب فی سنده ومتنه
ومعناه فنترك بیان اضطراب سنده
خوفا للاطناب اما اضطراب متنه ومعناه فظاهر

اور سند اس حدیث کی صحیح ہے اور مصنف
عبد الرزاق میں ہے بسند صحیح حضرت ابی جریج سے
فرمایا انہوں نے کہ عطا تابعی فرماتے ہیں
جس برتن میں کتا منہ ڈالدے وہ سات
دفعہ یا پانچ دفعہ یا تین دفعہ دھویا جاوے
اور طحاوی وغیرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے نقل فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ نے فرمایا کہ اگر بلی برتن میں منہ ڈالدے
تو وہ برتن ایک دفعہ یا دو دفعہ دھو ڈالا جاوے
اور سند اس حدیث کی صحیح ہے اور انہیں سے
دوسری روایت میں ہے کہ جب بلی برتن میں
منہ ڈالدے اسکا پانی پھینک کر ایک بار
دھو ڈالو یہ حدیث دار قطنی کی ہے اور سند
اسکی صحیح ہے علامہ نیموی بعد نقل احادیث
مذکورہ فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں کا بنسبت
مرفوع حضرت ابوہریرہ پر موقوف ہونا زیادہ
صحیح ہے اور ظاہر ہے کہ بلی کتے کے منہ
ڈالنے سے نہ پانی کا رنگ بدلتا ہے نہ بو نہ مزہ

اور حدیث قلتین کی نسبت علامہ زین الدین بحر الرائق میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنے اور متن اور سند تینوں مضطرب ہیں مگر اضطراب سند کا بیان بوجہ طوالت چھوڑ کر متن اور معنی کا اضطراب ظاہر ہے جو دکھایا جاتا ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ أَخْرَجَ عَلِيُّ الْمُتَّقِي رَحِمَهُ اللّٰهُ
فِي كِتَابِهِ مُنْتَخَبِ كَنْزِ الْعُمَّالِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ
يَحْمِلِ الْخَبَثَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ
لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَا يَحْمِلُ الْخَبَثَ
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا كَانَ الْمَاءُ
قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ۔ أَمَّا اضْطِرَابُ
مَعْنَاهُ فَلِأَنَّهُ لَفْظُ الْقُلَّةِ مُشْتَرَكٌ
قَالَ الْقُرَشِيُّ فِي الصُّرَاحِ قُلَّةٌ بِالضَّمِّ
سرِ کوه و بالائے ہر چیز و تا بسرِ مردم و خنور
بزرگ۔ وَفِي غِيَاثِ اللُّغَاتِ۔ خنور بفتح اول
وضم نون ظرف و کاسہ و آوند و مطبخ از برتن
ولطائف و بمعنے کندوئے غلہ و کندوئے
آب نیز آمده فَلَا يُمْكِنُ الْعَمَلُ بِهِ حَتّٰى
تَعَيَّنَتْ مَعْنَاهُ وَقَدْ قَالَ الْعَلَّامَةُ
زَيْنُ الدِّيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الْبَحْرِ اسْتَدَلَّ
أَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الرَّازِيُّ
فِي أَحْكَامِ الْقُرْآنِ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَيُحَرِّمُ
عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَالنَّجَاسَاتُ لَا مَحَالَةَ

دیکھو کنز العمال میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
کی روایت میں ہے جب پانی دو قلے کی تعداد
کو پہونچ جائے تو نجاست کو نہیں اٹھاتا اور
حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں دو قلے
سے جب زیادہ ہو اور حضرت جابر کی روایت
میں ہے جب چالیس قلے ہو اور حضرت ابن
عمر سے دوسری روایت میں ہے دو قلے یا
تین قلے اور اضطراب معنی کی یہ حالت ہے
کہ لفظ قلہ کا مشترک ہے علامہ قرشی صراح
میں لکھتے ہیں قُلّہ بالضم چوٹی پہاڑ کی اور
اونچائی ہر چیز کی اور کھوپری آدمی کی اور
برتن اور پیالہ اور باورچیخانہ اور اناج کی
کوٹھی اور ٹنکی پانی کی لہذا جبتک شارع
علیہ السلام سے معنی متعین نہ ہوں اسپر عمل
کیسے ہو سکتا ہے اور علامہ زین الدین
بحر میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کی دلیل ٹھہرے پانی کے نجاست سے ناپاک
ہونے پر بلا تغیر رنگ یا بو یا مزہ کے
وہ ہی ہے جسکو علامہ رازی نے احکام
القرآن میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

مِنَ الْخَبَائِثِ فَحَرَّمَهُمَا اللهُ تَعَالَى تَحْرِيمًا
مُبْهَمًا وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ حَالِ اخْتِلَاطِهَا
وَانْفِرَادِهَا بِالْمَاءِ فَوَجَبَ تَحْرِيمُ اسْتِعْمَالِ
كُلِّ مَا تَيَقَّنَّا بِهِ جُزْءًا مِنَ النَّجَاسَةِ وَ
تَكُونُ جِهَةُ الْحَظْرِ مِنْ طَرِيقِ النَّجَاسَةِ
أَوْلَى مِنْ جِهَةِ الْإِبَاحَةِ لِأَنَّ الْأَصْلَ
أَنَّهُ إِذَا اجْتَمَعَ الْمُحَرِّمُ وَالْمُبِيحُ فَالْحُكْمُ لِلْمُحَرِّمِ
وَلِأَنَّا لَا نَعْلَمُ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ اخْتِلَافًا فِي سَائِرِ
الْمَائِعَاتِ إِذَا خَالَطَهُ الْيَسِيرُ مِنَ النَّجَاسَةِ
كَاللَّبَنِ وَالْأَدْهَانِ أَنَّ حُكْمَ الْيَسِيرِ
فِي ذَلِكَ حُكْمُ الْكَثِيرِ وَأَنَّهُ مَحْظُورٌ
عَلَيْهِ أَكْلُ ذَلِكَ وَشُرْبُهُ فَكَذَا الْمَاءُ يَجِبُ
لُزُومُ اجْتِنَابِ النَّجَاسَاتِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ
الْأَحَادِيثُ الثَّلَاثَةُ الْمَذْكُورَةُ حَدِيثُ
مُمَانَعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَحَدِيثُ وُلُوغِ
الْكَلْبِ وَحَدِيثُ الْمُسْتَيْقِظِ وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يُرِيبُكَ
إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ

یعنی اللہ اپنے بندوں پر خبائث کو حرام کرتا ہے
اور نجاست بلاشبہ جنس خبائث سے ہے۔
کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے بلا تصریح کم و بیش بصورۃ
ملنے کے پانی میں مطلقاً حرام فرمایا
لہذا ایسے پانی کا استعمال جس میں ذراسی
نجاست کا بھی یقین ہو حرام ہوا حالانکہ
اباحت کی دلیل پر حرمت کی دلیل
مقدم رکھی جاتی ہے علاوہ بریں
تمام پتلی چیزوں میں جیسے دودھ یا تیل
میں اگر ذراسی نجاست بھی گر جاوے اور رنگ بو
و مزہ بدلے یا نہ بدلے کسی کا فقہا سے ہم اختلاف
نہیں دیکھتے کہ کسی نے اسکے کھانے پینے کی
ممانعت میں اختلاف کیا ہو بلکہ سب کا اتفاق ہے
منع کرنے اکل و شرب میں دودھ وغیرہ میں کم
اور زیادہ نجاست کے ملنے سے لہذا پانی
میں نجاست ملنے سے پانی کا بھی جو پتلا ہو
پانی کے یہی حکم ہونا چاہیے اور اسی پر دلالت
کرتی ہے حدیث ٹھیرے پانی میں پیشاب
کرکے غسل کی ممانعت کی اور ٹھیرے پانی میں پیشاب
ممانعت کی اور حدیث برتن کے دھونے کی کم از کم تین بار کتے کے منہ ڈالنے سے اور
حدیث ممانعت کی بغیر دھوئے پانی میں ہاتھ ڈالنے کی جاگنے والے کو نیند سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ثبت بهذه الدلائل الواضحة أن
د بالقلة في حديث القلتين قلة
ل وإذا بلغ الماء قلتين من الجبل
ر كالبحر وقد قال أحمد بن علي بن حجر
عسقلاني في كتابه تلخيص الحبير حديث
هو الطهور ماؤه رواه مالك والشافعي
الله عند الأربعة وابن خزيمة
حبان وابن الجارود والدارقطني
الحاكم والبيهقي وصححه البخاري فيما
عند الترمذي وقد بالغ في تصحيحه
فرغنا من تحقيق حديث القلتين
حديث بئر بضاعة فلنشرع في تحقيق
مسائل الآبار وهي مبنية على الآثار على
خرجها العلامة النيموي في كتابه آثار
ن أخرج الطحاوي وابن أبي شيبة
نادة صحيح عن عطاء أن حبشيا
في زمزم فمات فأمر ابن الزبير
ح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر
عين تجري من قبل الحجر الأسود فقال

فرماتے ہیں جو چیز تجھکو شک میں ڈالے اسکو
چھوڑ اور بے شبہ کام کر۔ اور ان دلائل سے
ثابت ہو گیا کہ حدیث قلتین میں مراد قلے سے
چھوٹی پہاڑ کی ہے پھر جب دو چھوٹی پہاڑ کی
برابر پانی ہو اسمیں کتنی ہی نجاست گر جاوے
کیا اثر کرے گی اتنا پانی تو دریا کی مانند ہو گیا
اور تلخیص الحبیر میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر
فرماتے ہیں دریا کے پانی کی پاکی کی حدیث
کو امام مالک و امام شافعی اور اصحاب
سنن اربعہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان
اور ابن جارود اور دارقطنی اور حاکم اور
بیہقی ان سب نے نقل کیا ہے اور ترمذی
نقل فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے
اس حدیث کی صحت میں بہت ہی مبالغہ
کیا ہے۔ اب بعد فراغت کے حدیث قلتین
اور حدیث بیر بضاعہ سے کنوئیں کے مسائل
کے متعلق تحقیق شروع کیجاتی ہے اور ان
مسائل کا دار مدار فقط احادیث اور آثار پر ہے
نیموی مرحوم آثار السنن میں تحریر فرماتے ہیں

د طحاوی اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح حضرت عطا سے راوی ہیں کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گیا تھا
د اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسکا سارا پانی نکالنے کا قصد کیا گیا مگر پانی کم نہ ہوتا تھا سبب

غور سے دیکھا گیا معلوم ہوا کہ حجر اسود کی جانب سے چشمہ جاری ہے لہذا عبد اللہ بن زبیرؓ نے فرمایا بس

ابن الزبير رضي الله عنه حسبكم
واخرج الدارقطني بسند صحيح عن محمد بن
سيرين ان زنجيا وقع في زمزم يعني فمات
فامر بها ابن عباس رضي الله عنهما فاخرج
وامر بها ان تنزح فغلبتهم عين جاءتهم
من الركن فامر بها فدست بالقباطي
والمطارف حتى نزحوها فلما نزحوها
انفجرت عليهم واخرج الطحاوي بسند
حسن عن ميسرة عن علي كرم الله وجهه
قال في بئر وقعت فيها فارة فماتت
ينزح ماؤها وعن ميسرة وزاذان
عن علي رضي الله عنه قال اذا سقطت
الفارة او الدابة في البئر فانزحها
حتى يغلبك الماء وعن الشعبي التابعي
في الطير والسنور ونحوهما يقع في البئر
قال ينزح منها اربعون دلوا وعن
عبد الله بن سبرة الهمداني في جواب
قال سالت عن الدجاجة يقع في البئر
فتموت فيها قال ينزح منها سبعون
دلوا وعن مغيرة عن ابراهيم النخعي التابعي

بس اتنا ہی کافی ہے یعنی موجودہ پانی کا نکل جانا
اور دارقطنی میں بسند صحیح منقول ہے۔ محمد
بن سیرین رضی اللہ عنہ تابعی سے کہ ایک
حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گئے تھے حضرت
عبد اللہ بن عباس نے سارا پانی نکالنے کا
حکم دیا مگر ایک چشمہ پانی کو کم ہونے نہیں
دیتا تھا آخر اس چشمہ کو کپڑوں سے بند کر کے
پانی نکالا جب سب پانی نکالا گیا ایک دم
وہ چشمہ زور سے بہ نکلا اور طحاوی شریف
میں بسند حسن حضرت میسرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک کنوئیں
میں چوہا گر کر مر گیا تھا تو اسکا سب پانی نکالا گیا
اور حضرت میسرہ اور زاذان رضی اللہ عنہما حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا
جب چوہا یا اور کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مر جاوے
تو اسکا اتنا پانی نکالدے کہ پاک پانی تیرے
اندازہ نجس پانی پر غالب آجاوے اور
شعبی تابعی پرندہ اور بلی کی مانند جانوروں میں
جو کنوئیں میں گر کر مر جائیں چالیس ڈول نکالنے کا
اندازہ بتلاتے ہیں اور عبد اللہ بن سبرہ ہمدانی

شعبی سے راوی ہیں کہ جب ہمنے شعبی رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ مرغی کنوئیں میں گر کر مرجاوے تو کیا کریں۔ فرمایا ستر ڈول پانی نکال دو اور حضرت مغیرہ حضرت ابراہیم نخعی تابعی سے راوی ہیں کہ

فِی الْبِئْرِ یَقَعُ فِیْہَا الْجُرَذُ وَالسِّنَّوْرُ فَیَمُوْتُ
قَالَ یُدْلَوْ مِنْہَا اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا قَالَ الْمُغِیْرَۃُ
حَتّٰی یَتَغَیَّرَ الْمَاءُ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الطَّحَاوِیُّ
فِیْ شَرْحِ مَعَانِی الْاٰثَارِ بَعْدَ نَقْلِ هٰذِهِ
الْاٰثَارِ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ الْاَخْیَارِ
فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَاَنْتُمْ قَدْ جَعَلْتُمْ مَاءَ الْبِئْرِ
نَجِسًا لِوُقُوْعِ النَّجَاسَۃِ فِیْہَا فَکَانَ یَنْبَغِیْ
اَنْ لَّا تَطْہُرَ تِلْکَ الْبِئْرُ اَبَدًا لِاَنَّ حِیْطَانَہَا
قَدْ شَرِبَتْ ذٰلِکَ الْمَاءَ النَّجِسَ وَاسْتَکَنَّ
فِیْہَا فَکَانَ یَنْبَغِیْ اَنْ تُطَمَّ قِیْلَ لَہٗ اَلْاٰثَارُ
الْعَادَاتُ جَرَتْ عَلٰی هٰذَا قَدْ فَعَلَ
عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الزُّبَیْرِ مَا ذَکَرْنَا فِیْ زَمْزَمَ
بِحَضْرَۃِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَلَمْ یُنْکِرُوْا ذٰلِکَ عَلَیْہِ وَلَا نَکَرَہٗ
مَنْ بَعْدَهُمْ وَلَا رَاٰی اَحَدٌ مِّنْہُمْ
طَمَّہَا وَقَدْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِی الْاِنَاءِ الَّذِیْ قَدْ نَجِسَ مِنْ وُلُوْغِ الْکَلْبِ فِیْہِ
اَنْ یُّغْسَلَ وَلَمْ یَاْمُرْ بِاَنْ یُّکْسَرَ وَقَدْ شَرِبَ
مِنَ الْمَاءِ النَّجِسِ فَلَمَّا لَمْ یُؤْمَرْ بِکَسْرِ ذٰلِکَ الْاِنَاءِ

جب کنوئیں میں سے کا چوہا یا بلی گر کر مرجاوے تو چالیس ڈول پانی اس سے نکالا جاوے علامہ طحاوی شرح معانی الآثار میں بعد نقل ان روایات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے فرماتے ہیں اگر کوئی کہے جب تمنے بموجب ان روایتوں کے ان مذکورہ جانوروں کے گر کر مرجانے سے کنوئیں کا پانی ناپاک مان لیا تو قیاس تو یہ ہے کہ کنواں کبھی پاک ہی نہ ہو اسواسطے کہ کنوئیں کی دیواریں نجس پانی کو پی لیتی ہیں اور نجاست اس میں جگہ پکڑ لیتی ہے لہٰذا کنوئیں کو پاٹ دینا چاہئے تھا۔ اسکے جواب میں اس سے یہی کہا جائیگا کہ کیا تو تغافل یعنی عمدًا صحابہ کو نہیں دیکھتا کیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جمہور صحابہ کے سامنے ایک حبشی کے چاہ زمزم میں گر کر مرجانے سے زمزم کا کل پانی موجودہ نہیں نکلوایا اور اسپر اُنکے سامنے نہ اُنکے بعد کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ کسی نے کنوئیں کے پاٹنے کا حکم کیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فلذلك لم يُؤمر بطرح تلك البئر فان
قال قائل الاناء يغسل فلم لا كانت
البئر كذلك قيل له ان البئر لا يستطاع
غسلها ـ قال ابن النجف عفر الله لهما
وقد قال الله تعالى لا يكلف الله نفسا
الا وسعها فقال المولى علاء الدين
الملقب بملك العلماء في كتاب البدائع
الصنائع نقل عن محمد رحمه الله انه
قال اجتمع رأيي ورأي ابي يوسف
ان ماء البئر في حكم الماء الجاري لانه
ينبع من اسفله ويؤخذ من اعلاه
فلا ينجس بوقوع النجاسة فيه كحوض
الحمام اذا كان يصب الماء من جانب
ويغترف من جانب آخر لا ينجس
بادخال اليد النجسة فيه ثم قلنا
وما علينا لو امرنا بنزح بعض الدلاء
ولا نخالف السلف من الصحابة
والتابعين وانا تركنا القياس
الظاهر بالخبر والآثار

کتے کے برتن میں منہ ڈال لینے سے برتن کو
بوجہ ناپاک ہو جانے کے دھونے کو فرمایا یہ نہیں
فرمایا کہ بوجہ پی لینے نجس پانی کے اسکو توڑدو
اسواسطے کہ وہ بھی نجس پانی کو مثل کنوئیں
کی دیواروں کے پی لیتا ہے لہذا جیسے نجس
پانی پی لینے سے برتن توڑا نہیں جاتا ہے
کنواں بھی بوجہ پی لینے دیواروں کے نجاست
پاٹا نہیں جاتا۔ پھر بھی اگر کوئی کہے کہ برتن
تو دھولیا جاتا ہے لہذا کنوئیں کی دیواروں کو
کیوں نہیں دھولیا جاتا تو اسکا جواب یہی ہے
کہ برتن کا دھونا ممکن ہے اور کنوئیں کی
دیواروں کا دھونا طاقت انسانی سے خارج
کاتب الحروف ابن سید نجف علی غفر اللہ لہما
کہتا ہے اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اللہ کسی
جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر اسکی طاقت
کے۔ اسیواسطے علامہ علاؤ الدین ملک العلماء
اپنی کتاب بدائع میں تحریر فرماتے ہیں کہ
امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ میری رائے اور امام ابو یوسف کی رائے

اس امر پر اتفاق ہوا کہ کنوئیں کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے اسواسطے کہ اس میں
نیچے سے پانی آتا رہتا ہے اور اوپر سے کھنچتا رہتا ہے لہذا وہ نجاست گرنے

اک نہیں ہوتا مثل حوض حمام کی جب اُس میں ایک طرف سے پانی ڈالا جاوے
ر دوسری طرف سے اسکا پانی چلو سے لیا جاوے تو ناپاک ہاتھ ڈالنے سے وہ ناپاک
یں ہوتا مگر اس غرض سے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی مخالفت نہ ہو جیسے (حسب تفصیل
صلہ کتب فقہ) کسیقدر ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا اور ظاہر قیاس کو مقابلے میں خبر صحیح
آثار صحابہ کرام کے چھوڑ دیا۔

انخبر فما روی القاضی ابوجعفر
ستروسی باسنادہ عن النبی
لی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الفارۃ
تت فی البئر ینزح منها عشرون
فی روایۃ ینزح ثلاثون دلوا واما
لاثر فما روی عن علی رضی اللہ عنہ
نہ قال ینزح عشرون وفی روایۃ
لاثون وعن ابی سعید الخدری
ضی اللہ عنہ انہ قال فی دجاجۃ
تت فی البئر ینزح منها اربعون
لوا وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما
ابن الزبیر رضی اللہ عنہما انہما امرا
نزح جمیع ماء زمزم حین مات
یها زنجی وکان بمحضر من الصحابۃ
ضی اللہ عنہم ولم ینکر علیہما
حد فانعقد الاجماع علیہ

چنانچہ وہ حدیث تو یہ ہے جسکو قاضی ابوجعفر
استروسی نے اپنی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کنوئیں میں چوہے کے مرجانے سے بیس ڈول
نکالنے کا حکم فرمایا اور ایک روایت میں تیس ڈول کا
حکم منقول ہے اور آثار صحابہ کرام یہ ہیں جو حضرت
علیؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بیس ڈول
نکالے جاویں اور دوسری روایت میں ہے تیس
نکالے جاویں اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اگر مرغی کنوئیں میں گر کر مرجاوے
چالیس ڈول نکالے جاویں اور حضرت عبداللہ
بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب
ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گئے جمہور صحابہ
کی موجودگی میں سارے پانی نکالنے کا حکم دیا
تھا اور اسپر کسی نے انکار نہیں کیا اور سب کا اسپر
اجماع ہوگیا۔

قال ابن النجف عفا الله عنهما ولا يعارضه حديث
بئر بضاعة فإن ماءها كانت جارية
إلى البساتين كما حققناها ولو فرضنا
ذلك البئر مثل آبار زماننا كما قال
ابوداود فلابد تكون معنى الحديث
صحيحة بلا معارضة شيء على ما قاله
ابونصر البغدادي والعلامة الطحاوي
قال العلامة زين الدين رحمه الله في البحر
قال الإمام ابونصر البغدادي المعروف
بالأقطع لا يظن بالنبي صلى الله عليه وسلم
أنه كان يتوضأ من بئر هذه صفتها
مع نزاهته وإيثاره صلى الله عليه وسلم
الرائحة الطيبة ونهيه صلى الله عليه وسلم
عن الامتخاط في الماء فدل أن ذلك
كان يفعل في الجاهلية فشك المسلمون
في أمرها فبين النبي صلى الله عليه وسلم
أنه لا تأثير لذلك مع كثرة النزح
وقال العلامة الطحاوي أن معنى قوله
الماء لا ينجسه شيء والله أعلم أنه
لا يبقى نجسا بعد إخراج النجاسة منه
بالنزح وليس هو على حال كون النجاسة فيها

کاتب الحروف ابن نجف علی غفر اللہ لہما کہتا ہے
کہ اول تو بموجب تحقیقات سابقہ حدیث بیر
بضاعہ ان احادیث اور آثار کی معارض نہیں
اسواسطے کہ بیر بضاعہ کا پانی باغوں میں
ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اگر بقول ابو داؤد بیر
بضاعہ کو مثل ہمارے زمانے کے کنوؤں کے
غیر جاری مان ہی لیا جاوے تو معنی حدیث کے
بلا معارضہ وہی صحیح ہوں گے جو ابو نصر البغدادی
اور علامہ طحاوی رحمہما اللہ سے منقول ہیں۔
بحر الرائق میں علامہ زین الدین رحمہ اللہ تحریر
فرماتے ہیں امام ابو نصر بغدادی رحمہ اللہ عرف امام
اقطع فرماتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف
یہ گمان ہرگز نہیں ہو سکتا کہ باوجود ایسے پاک
طبیعت ہونے کے ایسے گندے کنوئیں کے پانی
سے آپ وضو فرماویں حالانکہ آپ خوشبو کو
بہت پسند فرماتے تھے اور پانی میں ناک سنکنے
سے بھی منع فرماتے رہتے تھے پس یہ امر اسپر دلالت
کرتا ہے کہ یہ حالت بیر بضاعہ کی ایام جاہلیت
میں تھی بعد اسلام کے اس پہلی حالت کی جب
مسلمانوں نے شکایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اب اس سے اتنا پانی نکالا جاتا ہے

کہ اسکی وہ حالت مطلقاً باقی نہیں رہی اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے جو فرمایا کہ اس پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی حقیقت حال اللہ جانے۔ بظاہر اسکا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ نجاست نکال ڈالنے کے بعد یہ پانی بہت پانی نکلتے رہنے کے سبب سے نجس نہیں رہتا اور نجاست گرنیکے وقت جو اسکی حالت ہوتی ہے وہ باقی نہیں رہتی۔

وَاِنَّمَا سَاَلُوْا عَنْهُ لِاَنَّهٗ مَوْضَعٌ مُشْكِلٌ لِاَنَّ حِيْطَانَ الْبِئْرِ لَمْ يُغْسَلْ وَطِيْنُهَا لَمْ يُخْرَجْ فَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ ذٰلِكَ يُعْفٰى لِلضَّرُوْرَةِ مِثْلُ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ لَيْسَ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ لَا يَنْجُسُ وَاِنْ اَصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ فَنَعْلَمُ اَنَّ النَّجَاسَةَ الَّتِيْ يَجِبُ تَطْهِيْرُ جَسَدِ الْمُصَلِّيْ وَثَوْبِهٖ وَمَكَانِ صَلٰوتِهٖ عَنْهُ عَلٰى ضَرْبَيْنِ حُكْمِيٌّ كَمَا مَرَّ بَيَانُهَا مَعَ اَحْكَامِهَا وَحَقِيْقِيٌّ ثُمَّ الْحَقِيْقِيُّ اِمَّا مُغَلَّظَةٌ كَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ حَيًّا كَانَ اَوْ مَيِّتًا وَدَمِ السَّائِلِ وَالْمَنِيِّ وَالْمَذِيِّ وَالْوَدِيِّ وَدَمِ الْحَيْضِ وَاَرْوَاثِ غَيْرِ مَاْكُوْلِ اللَّحْمِ وَمَاْكُوْلِ الْحُمُرِ وَكَذَا اَبْعَارُهَا وَاَبْوَالُ غَيْرِ مَاْكُوْلِ اللَّحْمِ وَبَوْلُ الْاٰدَمِيِّ رَضِيْعًا كَانَ اَوْ رَضِيْعَةً وَكَبِيْرًا اَوْ كَبِيْرَةً اِلَّا بَوْلَهٗ وَدَمَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَقِّهٖ يُتَحَيَّرُ

اور یہ سوال صحابہ کرام نے اسوجہ سے کیا تھا کہ بعد نکالنے نجاست اور نجس پانی کے نہ تو دیواریں کنوئیں کی دھوئی جاتی ہیں اور نہ اسکی کیچڑ نکالی جاتی ہے پھر وہ پاک کیسے ہوتا ہے لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ یہ حکم پانی کا بوجہ ضرورت کے ہے ورنہ پھر کنواں کبھی پاک ہی نہیں ہوسکتا اور یہ ویسے ہی ہے جیسے حضور نے فرمایا تھا کہ مومن نجس نہیں ہوتا اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ مومن کے نجاست لگ جاوے جب بھی نجس نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہوا کہ جس نجاست سے نمازی پر اپنے بدن اور کپڑوں کا اور نماز کی جگہ کا پاک رکھنا اور پاک کرنا واجب ہے وہ دو قسم پر ہے ایک نجاست حکمی جسکا بیان مع اسکے احکام کے گذر چکا قسم دوم نجاست حقیقی ہے جسکی ایک قسم نجاست غلیظہ ہے جیسے مردار اور سور زندہ ہو خواہ مردہ اور بہتا ہوا خون انسان وغیرہ تمام حیوانات چرند

پرندوں مذکورہ حلال وحرام کا اور منی اور مذی اور ودی اور خون حیض کا بہتا ہوا ہو خواہ نہ ہو اور
گوبر اور لید اور مینگنے تمام حلال وحرام جانوروں کے اور آدمی وغیرہ تمام جانداروں حلال وحرام کا
پیشاب خواہ وہ شیرخوار کا ہو خواہ غیر شیرخوار کا۔ نر کا ہو خواہ مادہ کا مگر پیشاب اور خون سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کا آپکے حق میں ناپاک تھا

وفي حق الأمة طاهر ودم الشهداء ما
لم ينفصل عن جسمهم والخمر وكل شيء
يخرج منه ينقض الوضوء وإما خفيفة
كبول ما يؤكل لحمه ودلائل تحصيل
الطهارة عن هذه النجاسات دلائل
المذكورة من قوله تعالى وثيابك
فطهر وغيره فلنذكر الآن دلائل كونها
نجسا مع الأحكام طهارتها أما نجاسة
الميتة والدم والخنزير فلقوله تعالى
حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير
وقال في مقام آخر يحل لهم الطيبات
ويحرم عليهم الخبائث ولما أخرج
العلامة علي الهندي رحمه الله في
منتخب كنز العمال برواية ابن عدي
الجرجاني من مسند قاضي أبو يوسف
رحمه الله عن علي ابن أبي طالب رضي الله عنه
قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور امت کے حق میں پاک اور خون شہیدوں کا
جبتک اُنکے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے
اور بدن سے جدا ہونے کے بعد ناپاک
اور شراب اور ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ
جاتا ہے نجاست غلیظہ ہے۔ اور قسم دوسری
نجاست خفیفہ ہے جیسے حلال جانوروں کا
پیشاب اور ان نجاستوں سے پاکی حاصل
کرنے کی وجوب کی وہی دلیل ہے جو ذکر ہو چکی
وثیابک فطہر وغیرہ آیات کے تحت میں
اب اُن دلیلوں کا بیان کرنا ضروری ہے
جنسے ان اشیاء مذکورہ کا نجاست غلیظہ اور
خفیفہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور دونوں نجاستوں کے
احکام وہ یہ ہیں۔ سؤر اور بہتا خون جس سے
بموجب اس آیہ کریمہ کے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے
تم پر مردار اور بہتا خون اور سؤر کا گوشت حرام
کیا گیا اور دوسری جگہ فرمایا اور حلال کرتے ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے پاک چیز اور حرام کرتے ہیں ناپاک کو اور علامہ

علی ہندی رحمہ اللہ منتخب کنز العمال میں بروایت ابو عوویہ مسند قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے
نقل فرماتے ہیں علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں منع
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَنْ يَنْتَفِعَ مِنَ الْخِنْزِيرِ بِشَيْءٍ وَلِقَوْلِهِ تَعَالَى
قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ
يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا
أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ وَالرِّجْسُ
هُوَ النَّجَسُ وَلِمَا أَخْرَجَ الْعَلِيُّ الْهِنْدِيُّ
رَحِمَهُ اللهُ بِرِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ مَيْمُونَةَ إِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِي السَّمْنِ
فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا
وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ وَبِرِوَايَةِ
عَبْدِ الرَّزَّاقِ فِي جَامِعِهِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ
مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ
وَالزَّيْتِ قَالَ ذٰلِكَ إِنْ كَانَ جَامِدًا
أُخِذَ مَا حَوْلَهَا فَذَرِ الْكُلَّ وَإِذَا وَقَعَتْ
فِي الزَّيْتِ مُسْتَقِيمٌ قَالَ النِّيمَوِيُّ فِي
كِتَابِهِ آثَارِ السُّنَنِ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَ
النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ
وَالْحَاكِمُ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

نفع پکڑنے سے سور کی ہر چیز کھال بال
گوشت چربی ہڈی وغیرہ سب اور دوسری جگہ
اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب فرما دیجئے
کہ بموجب وحی خداوندی میں کسی کھانیوالے
مسلمان پر سوائے ان چیزوں کے حرام قطعی
نہیں پاتا ایک مردار دوم بہتا ہوا خون سوم
سور کا گوشت اسواسطے کہ ہر ایک ان میں سے
سب نجس ہیں اور نیز منتخب کنز العمال میں ہے
سنن ابوداؤد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا جب چوہا جمے ہوئے گھی میں گر جاوے
اسکو اور اسکے گرد کے گھی کو پھینک دو (اور
باقی کو کھاؤ) اور اگر پتلے گھی میں گر جاوے اس
گھی کے قریب نہ جاؤ اور جامع عبد الرزاق
میں ہے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ
تابعی سے بطریق ارسال فرماتے ہیں کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ چوہا اگر
گھی یا تیل میں گر کر مر جاوے تو کیا کیا جاوے

فرمایا اگر گھی جما ہوا ہو اسکے گرد کا گھی بقدر ایک ہتھیلی کے علیحدہ کر لیا جاوے اور تیل چراغ جلانے میں صرف کیا جاوے۔ علامہ نیموی اپنی کتاب آثار السنن میں ابوداؤد و نسائی وغیرہما سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل فرماتے ہیں اور ابن سکن اور حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشاۃ یجرونها فقال لو اخذتم اهابها فقالوا انها میتة قال یطهرها الماء والقرظ واخرج احمد بن علی العسقلانی فی التلخیص عن الدارقطنی والدارمی والامام احمد والترمذی وابی داؤد والحاکم عن حدیث عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار عن زید بن اسلم عن واقد اللیثی رضی اللہ عنہ قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة وبها ناس یعمدون الی الیات الغنم واسنمة الابل فقال ما قطع من البهیمة وهی حیة فهو میتة واخرج احمد فی التلخیص بروایة الدارقطنی والبیهقی قد تکلم فیه لکن وثقه ابن الهمام غایة التوثیق فی الفتح عن سلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال یا سلمان کل طعام

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں تشریف لیجاتے ہوئے دیکھا کہ ایک مری ہوئی بکری کو گھسیٹے ہوئے لیجا رہے ہیں آپ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا جو اسکی کھال سے تم نفع حاصل کر لیتے۔ عرض کیا حضور یہ تو مری ہوئی ہے فرمایا پانی اور ببول کے پتے اسکو پاک کر دیتے ہیں۔ اور احمد بن علی عسقلانی تلخیص میں دارقطنی اور دارمی اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور صحیح حاکم سے تخریج فرماتے ہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار سے وہ روایت کرتے ہیں زید بن اسلم سے وہ حضرت واقد سے کہ فرمایا حضرت واقد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے وہاں کے آدمیوں کو دیکھا کہ وہ زندہ دنبوں کی چکتی یا بکریوں کے سرین یا زندہ اونٹوں کی کوہان کاٹ کر کھا لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جو جانور سے کوئی عضو کاٹ لیا جائے وہ

در حرام اور تلخیص ہی میں ہے دارقطنی اور بیہقی سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے
رمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے سلمان جو جانور خون نہیں رکھتا

وَقَعَتْ فِیْهِ دَابَّةٌ لَیْسَ لَهَا دَمٌ فَمَاتَتْ
هُوَ حَلَالٌ اَکْلُهٗ وَشُرْبُهٗ وَوُضُوْءُهٗ
اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
ضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ
حَدِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ ثُمَّ لِیَنْزِعْهُ فَاِنَّ
جَنَاحَیْهِ دَاءً وَفِی الْاٰخَرِ شِفَاءً وَاَیْضًا
التَّلْخِیْصِ بِرِوَایَةِ اَبِیْ نُعَیْمٍ فِیْ کِتَابِهٖ
مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ عَنْ سَالِمٍ اَبِیْ هِنْدٍ الْحَجَّامِ
حَجَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
نَزَعْتُ شَرْبَتَهُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ
شَرِبْتُهٗ فَقَالَ وَیْحَكَ یَا سَالِمُ
عَلِمْتَ اَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ لَا تَعُدْ
اِسْنَادِهٖ اَبُو الْحَجَّافِ وَفِیْهِ مَقَالٌ
رَوَی الْبَزَّارُ وَابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ
شُعَبِ وَالسُّنَنِ مِنْ طَرِیْقِ بُرَیْهِ
بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِیْنَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَالَ لَهٗ خُذْ هٰذَا الدَّمَ

جیسے جھینگر مکھی وغیرہ انکے کھانے یا پانی
میں گر کر مرجانے سے کھانا اور پانی ناپاک
نہیں ہوتا اسکو کھانا پینا اور اس سے
وضو کرنا حلال ہے اور جائز اور امام بخاری
رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے
کسیکے کھانے پینے کی چیز میں مکھی گرجاوے تو چاہئے
کہ اُس مکھی کو اس میں ڈبو کر باہر پھینکے اسواسطے
کہ اُسکے ایک پر جسکے بل وہ گرتی ہے زہر کی
موجب درد و تکلیف ہے اور دوسری پر میں
شفا ہے اسکو غوطہ دینے سے شفا کے پر سے
زہریلے پر کی مضرت دفع ہوجاتی ہے اور
تلخیص احمد عسقلانی میں ہے کتاب معرفۃ
الصحابہ ابونعیم سے وہ اپنی سند سے روایت
کرتے ہیں کہ سالم ابوہند حجام فرماتے تھے
کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے
لگائے یعنے بہری سینگی کھینچی جب میں پچھنے
لگا کر سینگی سے خون کھینچکر فارغ ہوا میں نے خون کو

پی گیا اور مینے عرض کیا کہ حضور جو خون سینگی سے نکلا میں تو پی گیا آپ نے فرمایا مجھکو تجھپر تعجب ہے کیا تم نہیں جانتے تھے کہ خون حرام ہے ایسا پھر نہ کرنا مگر اس حدیث کی سند میں ابو الجحاف راوی میں کلام ہے اور بزار اور ابن ابو خیثمہ اور بیہقی اپنی کتاب شعب الایمان اور اپنی سنن میں طریق ابن عمر بن سفینہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پچھنے کے ساتھ سینگی کھینچو پھر فرمایا اسکو کہ یہ خون ہے اسکو

فَادْفِنْهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالطَّيْرِ وَالنَّاسِ قَالَ فَتَغَيَّبْتُ بِهِ فَشَرِبْتُهُ ثُمَّ سَأَلَنِي أَوْ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ فَضَحِكَ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ طَسْتٌ يَشْرَبُ مَا فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُكَ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ مِنْ دَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوْفِي فَقَالَ وَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ وَوَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ لَا تَمَسُّكَ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ وَكَذَا وَرَدَ فِي بَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِي التَّلْخِيصِ الْحَبِيرِ أَنَّ أُمَّ أَيْمَنَ شَرِبَتْ بَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

چارپایوں اور پرندوں اور آدمیوں کی نگاہوں سے دفن کر کے چھپا دو فرماتے ہیں اس خون کو لیکر آپ سے غائب ہو کر میں اسکو پی گیا پھر آپ نے مجھ سے اس خون کی نسبت پوچھا یا مینے ہی خود عرض کیا کہ میں اسے پی گیا آپ یہ سنکر ہنس پڑے (یعنی میری اس حرکت سے ناراض نہیں ہوئے) اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مینے دیکھا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طشت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اسکو پی رہے ہیں آپ نے فرمایا بھتیجے یہ کیا کر رہے ہو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے عرض کیا مجھکو یہ بات پیاری معلوم ہوئی کہ آپکا خون مبارک میرے پیٹ میں ہو آپنے انکی طرف تعجب فرمایا کہ آدمیوں کیطرف سے تمہنے تعجب

اور آدمیوں کو تم سے تعجب ہے نہ چھوٹے گی تمکو جہنم کی آگ مگر بموجب آیۂ کریمہ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنی کوئی ایسا نہیں جسکا گذر جہنم پر سے نہ ہو ضرور تم بھی جہنم پر سے گذرو گے اس حدیث کو روایت کیا ہے طبرانی نے سنن میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور اسی قسم کی حدیثیں آپ کے پیشاب مطہر کی نسبت بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ تلخیص الحبیر میں ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کا پیشاب مطہر پی لیا تھا آپ نے فرمایا اب تمہارا پیٹ جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَا تَلِجُ النَّارُ بَطْنَكِ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهَا اَخْرَجَهٗ حَسَنُ بْنُ صَفْوَانَ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مَالِكٍ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ وَقَدْ ثَبَتَ شُرْبُ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَا فِي التَّلْخِيْصِ وَالسِّيْرَةِ الْحَلَبِيِّ بِاَسَانِيْدَ جِيَادٍ مَعَ اَنَّ الْبَوْلَ مُطْلَقًا نَجِسٌ فَكَذَا بَوْلُهٗ فِيْ حَقِّهٖ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ مَا لَمْ يَنْفَصِلْ عَنْهُ طَاهِرٌ لِجَوَازِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ مُتَلَطِّخًا بِالدَّمِ هٰكَذَا فِي الْبَحْرِ وَالْبَدَائِعِ فَعُلِمَ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ الدَّمَ السَّائِلَ حَرَامٌ نَجِسٌ فَبَلِ الدَّفْنِ وَالْاِحْتِرَازِ اِلَّا دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَوْلَهٗ فِيْ حَقِّ غَيْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُمَّتِهٖ طَاهِرٌ لَا فِيْ حَقِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِيْ كِتَابِ الْوُضُوْءِ

حسن بن صفوان نے اپنی سند میں اس حدیث کو نقل کر کر اسپر کوئی اعتراض نہیں کیا اور حاکم اور دارقطنی اور طبرانی اور ابونعیم نے بھی اس حدیث کو طریق ابومالک سے نقل کیا ہے کچھ تھوڑے فرق سے اور تلخیص الحبیر اور سیرت حلبی سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب اور خون کا بمقتضاء محبت پی جانا اکثر صحابہ کرام سے ثابت ہے چند سندوں کے ساتھ باوجودیکہ پیشاب مطلقاً نجس ہے اسیطرح حضور کا پیشاب بھی آپ کے حق میں نجس ہے اور خون شہیدوں کا جبتک اُنکے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے اسواسطے بلا غسل شہید کی نماز جائز ہے بخلاف دوسرے مردوں کے کہ بلا غسل اُنکی نماز جنازہ نا جائز ہے اسیطرح بحر الرائق میں ہے اور بدائع الصنائع میں اور ان احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ پیشاب و خون

سوائے خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام ہے اور نجس اور قابل احتراز کے اور دفن کردیتے
کے اور حضور کا پیشاب امت کے حق میں پاک ہے اور آپ کے حق میں ناپاک اور کتاب الوضو بخاری شریف میں ہے

عن هشام عن ابيه عروة عن عائشة
رضي الله عنها قالت جاءت فاطمة بنت
ابي حبيش الى النبي صلى الله عليه وسلم
فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
اني امرأة استحاض فلا اطهر افأدع
الصلوة فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا انما ذلك عرق وليس
بحيض واذا اقبلت حيضتك
فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغسلي
عنك الدم ثم صلي قال هشام فقال ابي
ثم توضئي لكل صلوة حتى يجيء ذلك
الوقت وفي رواية اخرى ثم اغتسلي وصلي
واخرج في باب غسل دم الحيض عن
هشام عن عائشة رضي الله عنها قالت
حدثتني فاطمة عن اسماء قالت جاءت
امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم
فقالت ارأيت احدنا تحيض في الثوب
كيف تصنع قالت تحته ثم
تقرصه بالماء وتنضحه بالماء وتصلي فيه

حضرت ہشام سے وہ راوی ہیں اپنے باپ عروہ سے
رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابوحبیش حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کرنے لگیں کہ مجھکو استحاضہ یعنی بیماری
کا مرض ہے لہذا میں پاک نہیں رہتی کیا میں
نماز چھوڑ دوں۔ آپنے فرمایا نہیں یہ تو کسی
رگ سے خون آتا ہے یہ خون خون حیض نہیں ہے
(جس میں نماز معاف ہوجاتی ہے) لہذا جب
حسب عادت حیض کے دن آویں نماز چھوڑ دیا
کرو اور جب ایام حیض گذر جاویں خون
دھوڈالو پھر نماز پڑھو فرمایا حضرت ہشام نے
پھر فرمایا میرے والد ماجد نے پھر وضو کر لیا
رہو تم واسطے ہر نماز کے یہاں تک کہ پھر ایام
حیض آجاویں اور دوسری روایت میں ہے
بعد انقضاء ایام حیض غسل کرکے نماز شروع
کر دے (خلاصہ سب) حدیثوں کا یہ ہوا کہ
بصورت استحاضہ ایام حیض گذرنے کے بعد
غسل کرکے نماز شروع کیجاوے اور پھر ہر نماز کیواسطے

تازہ وضو کیا جاوے۔ اور باب غسل دم الحیض بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھسے حضرت فاطمہ نے بیان کیا حضرت اسماء سے فرمایا انہوں نے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی خبر دیجئے اس امر کی کہ ہم میں سے کسی عورت کو کپڑوں میں خون حیض آجاتا ہے وہ کپڑا کسطرح پاک کرے فرمایا اول خون کو کھرچ ڈالے پھر پانی سے اسکو دور کرے اور کھرچے پھر پانی چھڑک کر دھو ڈالے پھر انہی کپڑوں میں نماز پڑھے

وَالْمُرَادُ بِالنَّضْحِ الْغَسْلُ الْخَفِيفُ لِأَجْلِ جَذْبِ الدَّمِ الرَّطُوبَةَ النَّجِسَةَ وَقَدْ وَرَدَ النَّضْحُ وَالرَّشُّ بِمَعْنَى الْغَسْلِ الْخَفِيفِ فِي غَسْلِ الْأَرْجُلِ فِي الْوُضُوءِ وَغَسْلُهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بِالْإِجْمَاعِ الْقَطْعِيِّ وَالنَّصِّ الصَّرِيحِ وَأَرْجُلَكُمْ فِي صفحہ ۲۵ عَنْ عَطَاءٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيثٌ أُخْرَى بِغَيْرِهَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي صفحہ ۴۵ بَعْدَ حَدِيثٍ مِثْلَ حَدِيثِ الْمَذْكُورَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْرُصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ وَفِي مَجْمَعِ الْبِحَارِ وَقَدْ يَرِدُ النَّضْحُ بِمَعْنَى الْغَسْلِ وَالْإِزَالَةِ أَيْضًا فِيهِ

اور مراد لفظ نضح سے اس مقام پر چھڑکنا نہیں ہے بلکہ غسل خفیف مراد ہے اور حکم غسل خفیف کا اسواسطے فرمایا کہ خون غلیظ خشک ہو کر رطوبت نجاست کو کپڑے سے کھینچ لیتا ہے جب خون کو کھرچ دیا نجاست جدا ہوگئی اب جو کچھ رہی اسکے زائل کرنے کو غسل خفیف کافی ہے اور نضح اور رش کے معنے اگرچہ چھڑکنے کے ہیں مگر بمعنے غسل خفیف بھی مستعمل ہیں چنانچہ وضو میں پاؤں کے دھونے کے متعلق لفظ نضح اور رش دونوں آئے ہیں حالانکہ پاؤں کا دھونا وضو میں باجماع صحابہ اور نص صریح وارجلکم قطعی الثبوت ہے لامحالہ ان دو لفظوں کے معنے غسل خفیف کے لئے جاوینگے چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ نضح کبھی دھونے اور ازالہ نجاست کے معنے میں بھی

مستعمل ہوتا ہے اور نیز مجمع البحار میں ہے کہ جو حدیث میں رش علیٰ رجلہ آیا ہے اُسکے یہ معنے ہیں کہ بخوف اسراف اپنے پاؤں پر وضو میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈالا۔ اور وہ دوسری حدیث مذکورہ حدیث کی مفسر ہے بخاری شریف کے صفحہ ۴۴ پر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں اگر ہم میں سے کسیکو حیض آتا تو بعد طہر کے وہ کپڑے سے خون کو کھرچ کر کپڑے کو دھو ڈالتے تھے سارے کپڑے پر پانی چھڑک کر یعنی تھوڑا تھوڑا پانی ڈالکر اور صفحہ ۲۵ بخاری شریف میں ہے حضرت عطا سے فرماتے ہیں کہ

وعن ابن عباس انه توضأ فقال عطاء في آخر حديثه ثم اخذ غرفة من ماء فرش على رجله اليمنى حتى غسلها ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها يعني رجله اليسرى وفي رسائل الاركان اخرج الدار قطني عن عمار بن ياسر قال اتى علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا على بئر ادلو ماء في ركوة فقال يا عمار ما تصنع قلت يا رسول الله صلى الله عليك بابي انت وامي اغسل ثوبا من نجاسة اصابته فقال يا عمار انما يغسل الثوب من خمس من الغائط والبول والدم والقيء والمني يا عمار ما نخامتك ودموع عينيك والماء الذي في ركوتك الا سواء قال الدار قطني في سنده ثابت بن حماد

تحقیق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو فرمایا پھر لیا ایک چلو پانی اور اسکو تھوڑا تھوڑا اپنے داہنے پاؤں پر ڈالا یہانتک کہ جب اس کو دھو چکے پھر ایک چلو پانی لیکر اسیطرح بایاں پاؤں دھویا اور رسائل الارکان میں ہے بروایت دارقطنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ میں ایک کنوئیں سے ایک برتن میں پانی نکال رہا تھا کہ حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ عمار کیا کر رہے ہو میں نے عرض کیا حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان ایک کپڑا نجس ہو گیا ہے اُسکے دھونے کا انتظام کر رہا ہوں آپ نے فرمایا عمار کپڑا پانچ نجاستوں سے دھویا جاتا ہے پاخانہ اور پیشاب اور بہتے خون اور قے اور منی سے جب آلودہ ہو جاوے اور کپڑے کے پاک کرنے میں تمہارا تھوک اور ناک سے

جو پانی نکلے اور آنکھوں کے آنسو اور یہ پانی جو تمہارے برتن میں ہے سب برابر ہیں یعنی کپڑے کے پاک کرنے میں فقط پانی ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر پتلی چیز جو نجاست کو زائل کر دے اور پاک ہو کافی ہے بخلاف وضو کے کہ سوا پانی کے کسی چیز کے عرق سے بھی جائز نہیں) اور دارقطنی نے جو ثابت بن حماد کی وجہ سے جو

عن علي بن زيد وهو ضعيف اجاب عنه في فتح القدير بانه وجد له متابع فقد روى الطبراني عن حماد بن سلمة عن علي ابن زيد هذا الحديث مسندا وهذا والطعن في علي ابن زيد دفعه في فتح القدير بان مسلما والحاكم رويا عنه وقال الترمذي صدوق واخرج البخاري عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة وان بقع الماء في ثوبه وعن سليمان ابن يسار قال سالت عائشة رضي الله عنها عن المني يصيب الثوب فقالت كنت اغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة واثر الغسل في ثوبه واخرج العلامة بحر العلوم في رسائل الاركان برواية الدارقطني

حضرت علی سے راوی ہیں اس حدیث کی سند کو ضعیف بتایا ہے فتح القدیر میں اسکا جواب اسطرح دیا گیا ہے کہ اس حدیث کی مؤید اس حدیث کی دوسری سند ہے اس حدیث کو حضرت حماد بن سلمہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں اور اس سند میں جو علی بن زید راوی کو مطعون کیا گیا ہے علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ علی بن زید سے امام مسلم بھی روایت کرتے ہیں اور حاکم بھی اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ علی ابن زید سچے اور صدوق ہیں اور بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی ہیں۔ میں حضور کے کپڑے کو اثر جنابت یعنی منی کے لگ جانے سے دھویا کرتی تھی اور کپڑے میں پانی سے دھونے کا نشان باقی رہتا تھا اسی حالت میں اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے کو حضور تشریف لیجایا کرتے تھے۔

اور علامہ بحر العلوم مرحوم رسائل ارکان میں بروایت دار قطنی

عن عائشة ام المؤمنين قالت كنت افرك
المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا كان يابسا لنشفه الرطوبة من الثوب
واغسله اذا كان رطبا واخرج البخاري
عن علي كرم الله وجهه قال كنت رجلا
مذاء فامرت رجلا يسأل النبي صلى الله
عليه وسلم لمكان ابنته فسأل فقال
توضأ واغسل ذكرك وعن ابن مسعود
رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
الغائط فامرني ان اتيه بثلاثة احجار
فوجدت حجرين والتمست الثالث
فلم اجد فاخذت الروثة فاتيته
بها فاخذ الحجرين والقى الروثة وقال هذا
ركس واخرج محمد رحمه الله في موطاه
عن يحيى بن عبد الرحمن ان عمر بن
الخطاب رضي الله عنه خرج في ركب
فيهم عمرو بن العاص حتى وردا حوضا فقال
عمرو بن العاص يا صاحب الحوض هل
ترد حوضك السباع فقال عمر بن الخطاب
يا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد على السباع

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل
فرماتے ہیں کہ جب حضور کی منی کپڑے پر
خشک ہوجاتی تو میں جھاڑ دیا کرتی تھی اور اگر
تر ہوتی تو دھو ڈالتی (اسواسطے کہ منی قوت
والوں کی خشک ہوکر کپڑے سے نجاست کی
رطوبت کو جذب کر لیتی ہے) اور بخاری شریف
میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
فرماتے ہیں مجھکو مذی بہت آیا کرتی تھی لہذا
رشتہ دامادی کے لحاظ سے میں نے ایک شخص کے
واسطے سے یہ مسئلہ حضور سے دریافت کیا آپ نے
فرمایا مذی کو ذکر سے دھوکر وضو کر لیا کرو اور حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے
ہیں حضور پاخانہ کے لئے تشریف لائے لہذا
مجھکو حکم دیا کہ تین پتھر لاؤ مجھکو دو پتھر ملے اور جب
تیسرا پتھر نہ ملا تو پتھر کی جگہ میں خشک گوبر اٹھا لایا جب
میں حاضر ہوا آپ نے پتھر لے لئے اور گوبر ڈالدیا اور
فرمایا یہ نجاست ہے اور امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا میں
یحیی بن عبدالرحمن سے راوی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ
چند سواروں کے ساتھ کہیں تشریف لیجاتے
تھے اور عمرو بن عاص بھی ہمراہ تھے یہاں تک کہ

ایک حوض پر آپ پہونچے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے پوچھا کہ کیا اس حوض پر درندے بھی پانی پینے کو آتے رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صاحب حوض ہمکو آنے جانے درندوں سے خبر نہ دو ہم وہاں جاتے رہتے ہیں جہاں درندے پانی پیتے ہیں اور ہمارے پانی پینے کی جگہ درندے آتے رہتے ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

وَيَرِدُ عَلَيْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا كَانَ الْحَوْضُ عَظِيْمًا اِنْ حُرِّكَتْ مِنْهُ نَاحِيَةٌ لَمْ تَتَحَرَّكْ بِهِ النَّاحِيَةُ الْاُخْرٰى لَمْ يُفْسِدْ ذٰلِكَ الْمَاءَ مَا وَلَغَ فِيْهِ مِنْ سَبُعٍ وَلَا مَا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ قَذَرٍ اِلَّا اَنْ يَغْلِبَ عَلٰى رِيْحٍ اَوْ طَعْمٍ فَاِذَا كَانَ حَوْضًا صَغِيْرًا اِنْ حُرِّكَتْ مِنْهُ نَاحِيَةٌ تَحَرَّكَتِ النَّاحِيَةُ الْاُخْرٰى فَوَلَغَ فِيْهِ السِّبَاعُ اَوْ وَقَعَ فِيْهِ الْقَذَرُ لَا يُتَوَضَّاُ مِنْهُ اَلَا تَرٰى اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرِهَ اَنْ يُخْبِرَهُ وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ الْمَبْسُوْطِ وَاَمَّا سُؤْرُ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنَ السِّبَاعِ كَالْاَسَدِ وَالْفَهْدِ وَالنَّمِرِ عِنْدَنَا نَجِسٌ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ طَاهِرٌ لِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَقِيْلَ اَنَتَوَضَّاُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ فَقَالَ نَعَمْ

کہ جب حوض اتنا بڑا ہو کہ اسکے پانی کو ایک طرف سے اگر حرکت دیجاوے تو دوسری طرف کا پانی متحرک نہ ہو تو درندوں کے پینے سے وہ پانی نجس نہ ہوگا اسیطرح اور کسی نجاست سے جبتک اسکے مزہ اور بو پر نجاست غالب نہو (اور رنگ بو مزہ نہ بدلے) اور اگر اتنا چھوٹا ہے کہ ایکطرف کے ہلانے سے دوسری جانب کا پانی ہلجاوے اور اس میں درندہ پی جاوے یا نجاست گرجاوے تو بہر صورت اس سے وضو جائز نہیں اسیواسطے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاحب حوض کو منع کیا اور اسکے خبر دینے کو مکروہ سمجھا۔ اور یہ جو کچھ بیان کیا گیا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ اپنی کتاب مبسوط میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے جیسے شیر چیتا وغیرہ انکا جھوٹا ہمارے نزدیک ناپاک

اور امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پاک ہے بسبب حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سوال کئے گئے کہ گدھے کے جھوٹے سے کیا وضو جائز ہے؟ آپ نے
فرمایا ہاں۔

وبما افضلت السباع كلها وفي حديث
جابر رضي الله عنه ان النبي صلى الله
عليه وسلم سئل عن الحياض التي
بين مكة والمدينة وما ينوبها من السباع
فقال لها ما ولغت في بطونها وما بقي فهو
لنا شراب وسؤرها طاهر كسؤر الهرة
ولنا ما روي أن عمر رضي الله عنهما
وعمرو بن العاص رضي الله عنهما وردا حوضا
الحديث لانه لو اخبر بورود السباع
يتعذر عليهم استعماله والمعنى فيه
ان عين هذه الحيوانات مستخبثة
غير طيب فسؤرها كذلك. وقال تعالى
ويحل لكم الطيبات ويحرم عليكم
الخبائث كما مر من استدلال الامام رحمه الله
كالكلب والخنزير وتاويل الحديثين
(حديث ابن عمر وجابر) انه كان ذلك
في الابتداء قبل تحريم لحم السباع
او السؤال وقع عن الحياض الكبار

اور تمام درندوں کے جھوٹے پانی سے بھی اور
حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُن حوضوں سے سوال کئے گئے
جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہیں
اور اُن سے پانی پینے کبھی پھر درندے آتے
رہتے ہیں آپ نے فرمایا جو وہ پی گئے وہ انکا
حصہ ہے اور جو چھوڑ گئے وہ ہمارا حصہ ہے۔
اور انکا جھوٹا مثل بلی کے جھوٹے کے پاک ہے
اور ہماری دلیل وہی حدیث مذکورہ عمرو بن
عاص اور عمر رضی اللہ عنہما ہے جس سے ظاہر
ہے کہ صاحب حوض اگر کہہ دیتا کہ درندے اس سے
پیتے ہیں تو آپ کو وضو کرنا اس سے متعذر ہو جاتا
اور اصل وجہ یہ ہے کہ یہ جانور بموجب آیہ کریمہ
یحل لکم الطیبات ویحرم علیکم
الخبائث خبیث غیر طیب یعنی ناپاک ہیں
مثل کتے اور سور کی جیسا کہ استدلال امام
میں اول گذر چکا (لہذا اول تو احادیث
مقابلہ میں قرآن کے آنہیں سکتیں علاوہ

حدیث عمر اور جابر رضی اللہ عنہما کی یہ تاویل ممکن ہے کہ یہ حدیث درندوں کے حرام کئے جانے سے پہلے کی ہیں یا اُن حوضوں کی نسبت ہیں جو بڑے بڑے ہوتے تھے

وبه نقول للتوافق بين هذه الأحاديث وحديث غسل الإناء الذي ولغ فيه الكلب سبعا أو ثلاثا والإناء الذي ولغت فيه الهرة مرة أو مرتين لعموم البلوى والتخفيف التام عن تحرز الهرة ولما كان سؤرها خبيثا واجب التحرز عما بال أبوالها وأرواثها فلا شك في كونها نجسا مغلظة وأخرج البخاري رحمه الله عن ابن عباس رضي الله عنهما قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة أو مكة فسمع صوت إنسانين يعذبان في قبورهما فقال النبي صلى الله عليه وسلم يعذبان وما يعذبان في كبير ثم قال بلى كان أحدهما لا يستتر من بوله وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة فقيل له يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله أن يخفف عنهما ما لم ييبسا وعن أنس بن مالك

اور ہمارا یہی قول ہے تاکہ ان حدیثوں میں اور اُن حدیثوں میں جن میں کتے کے پانی میں مونہہ ڈالنے سے برتن کے سات یا تین بار دھونیکا ذکر ہے اور بوجہ عموم بلوی بلی کے مونہہ ڈالنے سے ایک دفعہ یا دو دفعہ دھونیکا حکم اسواسطے کہ بلی کے منہ ڈالنے سے زیادہ دھونے میں بہت تکلیف ہے اور جب ان جانوروں کا جھوٹا خبیث اور واجب التحرز ہے تو انکا پیشاب اور پاخانہ کسقدر جلد ناپاک ہونا چاہئے لہذا بیشک حرام جانوروں کا پیشاب پاخانہ نجاست غلیظہ ہے (خاکسار ابن محمد رحمہما اللہ کہتا ہے کہ غالبا حدیث عمر رضی اللہ عنہ میں بھی حوض والا مسلمان نہ تھا کہ جسکی خبر کا نتیجہ بجز شک کے کچھ نہ تھا اور اگر وہ مسلمان ہوتا تو حضرت عمر کیوں منع فرماتے۔ اسواسطے کہ خبر واحد پاکی ناپاکی میں معتبر ہوتی ہے) اور بخاری شریف میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ کے ایک باغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایکا ایک آپنے دو شخصوں کی آواز سنی

کہ وہ اپنی قبروں میں عذاب دئے جارہے ہیں آپ نے فرمایا یہ دونوں عذاب دئے جارہے ہیں اور کسی بڑے گناہ میں معذب نہیں ہیں پھر فرمایا کیوں نہیں ایک تو ان دونوں میں سے پیشاب سے پاکی نہیں حاصل کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا۔ پھر آپ نے ایک شاخ کھجور کی منگوا کر اُسکے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھدیا عرض کیا گیا حضور نے ایسا کیوں کیا فرمایا تاکہ انکے عذاب میں تخفیف کردیجائے جبتک یہ خشک نہ ہوں اور حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَةٍ اَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهٖ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَعْرَابِيًّا يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوْهُ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ وَذٰلِكَ لِتَكُوْنَ قَابِلَ التَّيَمُّمِ اَيْضًا وَاِلَّا يَطْهُرُ الْاَرْضُ بِالْجَفَافِ فِيْ حَقِّ جَوَازِ الصَّلٰوةِ لَا فِيْ جَوَازِ التَّيَمُّمِ كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ مِمَّا اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتَمُرُّ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانُوْا لَا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا قَالَ الْعَلَّامَةُ بَحْرُ الْعُلُوْمِ فِيْ رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ نَعْلَمُ مِنْهُ اَنَّ الْاَرْضَ تَطْهُرُ بِدُوْنِ رَشِّ الْمَاءِ وَفِي الْعَالَمْگِيْرِيَّةِ وَالْكَبِيْرِيْ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ تشریف لیجاتے میں پانی حاضر کرتا آپ اُس سے طہارت فرماتے اور حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی کو دیکھا کہ مسجد میں پیشاب کر رہا ہے آپ نے فرمایا اسکو چھوڑدو یہانتک کہ جب وہ پیشاب کرچکا آپنے پانی منگوا کر اسپر ڈالدیا یعنی اسپر سے بہا دیا اور ابو ہریرہ رض کی روایت میں اسطرح وارد ہوا ہے کہ اسکو چھوڑدو بعد فارغ ہو جانیکے اسکی پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈالدینا اور یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ تیمم کے قابل بھی ہوجاوے ورنہ زمین تو بعد خشک ہوجانے اور اثر نجاست زائل ہوجانیکے اتنی پاک تو نہیں ہوتی کہ اسپر تیمم بھی جائز ہو مگر نماز پڑھنے کے قابل پاک ہوجاتی ہے اور یہ امر حدیث ابو داؤد سے ظاہر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رض

فرماتے ہیں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کی مسجد میں میں سوتا تھا اور میں اُس وقت جوان تھا اور کتے مسجد میں چلتے پھرتے مسجد میں پیشاب بھی کر جاتے مگر مسجد کو ذرا سے پانی سے بھی نہیں دہوتے تھے علامہ بحر العلوم بعد نقل حدیث ہذا رسائل الارکان میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین بغیر دہونے کے ہی پاک ہو جاتی ہے۔ اور فتاوی عالمگیریہ اور کبیری میں ہے کہ

اِنْ بُلَّتْ بَعْدَ ذٰلِكَ تَعُوْدُ نَجَاسَتُهٗ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ لَا يَعُوْدُ نَجَاسَتُهٗ اِلَّا يَصِحُّ التَّيَمُّمُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ الْغَسْلِ وَفِي الْهِدَايَةِ لَنَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَكٰوةُ الْاَرْضِ يُبْسُهَا وَفِي الْكِفَايَةِ جَعَلَ فِي الْاَسْرَارِ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْقُوْفًا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَفِي تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الزَّيْلَعِيِّ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَابْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ وَعَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ اَيْ بِالْمُبَالَغَةِ فَالْمُرَادُ هٰهُنَا اَيْضًا بِالنَّضْحِ الْغَسْلُ الْخَفِيْفُ بِلَا دَلْكٍ لِاَنَّهٗ قَدْ وَرَدَ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ

اگرچہ ایک نقل میں بعد تر ہونیکے پھر نجاست عود کر آتی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ کتنی ہی تر ہو جاؤ پھر نجاست عود نہیں کرتی البتہ بغیر دہوئیکے قابل تیمم کے نہیں ہوتی اور ہدایہ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکی زمین کی اسکا خشک ہو جانا ہے صاحب کفایہ تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب الاسرار میں اس حدیث کو حضرت عائشہ پر موقوف کہا اور تخریج زیلعی میں کو مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبد الرزاق سے مختلف صیغوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے شیر خوار بیٹے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا حضور کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی آپ نے اسکو گود میں بٹھالیا اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر مبالغہ سے نہ دھویا بلکہ غسل خفیف کر لیا

یہ معنے لفظ نضح کے اسلئے کیئے گئے کہ دوسری حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں
کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ایک
لڑکا دیا گیا اس نے حضور کے کپڑوں پر پیشاب
کر دیا آپ نے پانی منگوا کر پیشاب کے پیچھے
پانی کو بہا دیا (اسطرح کہ پیشاب پانی سے نکل
گیا اور پانی سے کپڑا تر رہ گیا پھر اسکو نچوڑ دیا.
اور پوری تحقیق لفظ نضح عنقریب گذر چکی)
اور نجاست خمر منصوصہ کی بھی نجاست غلیظہ
ہے بسبب فرمان اللہ جلشانہ کے بلا شبہ
شراب اور جوا وغیرہ نجاست ہیں پھر یہ تمام
غلیظہ نجاستیں اگر نظر آنیوالی ہیں مثل پاخانہ
وغیرہ کے تو درہم سے کم وزن میں ورنہ عرض
درہم یا ہتھیلی سے کم اگر کپڑے یا بدن سے
لگی ہوئی ہو اس کپڑے کے ساتھ اگر وہ پہنے
ہیں نماز قضا ہوتی ہے بغیر دھوئے نماز جائز
ہے اور یہ امر ظاہر ہے روایت مروی منتخب
کنز العمال سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ خون اگر مقدار درہم کی کپڑے
یا بدن سے لگجاوے تو دھویا جاوے اور اگر اسکے ساتھ
نماز پڑھ لیجاوے تو نماز کا اعادہ کیا جاوے

رضی اللہ عنہا انہا قالت اتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بصبی فبال علی ثوبہ
فدعا بماء فاتبعہ ایاہ ونجاسۃ الخمر
ایضا غلیظۃ لقولہ انما الخمر والمیسر
الی قولہ رجس فکل ذلک من تلک
النجاسات الغلیظۃ ان کانت مرئیۃ
فبوزن الدرہم وان کانت غیر مرئیۃ
فبعرض الکف اذا بلغ الثوب لا تجوز
معہا الصلوۃ کما ہو ظاہر لما اخرج علی
الہندی فی المنتخب من تاریخ الخطیب
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ الدم
مقدار الدرہم یغسل وتعاد منہ الصلوۃ
وفی رسائل الارکان والنجاسۃ
عندنا قسمان غلیظۃ ویعفو عنہا
قدر الدرہم اعتبارا بموضع الاستنجاء
وہو موضع سائر البدن مساویۃ
فی ایجاب التطہیر واخرج الترمذی
عن عبد الرحمن بن یزید قال قیل
لسلمان قد علمکم نبیکم کل شئی
حتی الخراءۃ قال سلمان اجل نہانا

اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ اَوْ اَنْ
يَسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ
اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ وَفِي الْبَابِ
عَنْ عَائِشَةَ وَخُزَيْمَةَ وَجَابِرٍ وَخَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ
عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ سَلْمَانَ
حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ
مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَاَوْا اَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْحِجَارَةِ
يُجْزِئُ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ اِذَا اَنْقَى اَثَرَ
الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَ
ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ
وَاَمَّا الْخَفِيْفَةُ فَيُعْفٰى عَنْهُ رُبْعُ الثَّوْبِ
لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا
وَضَعَ اَشْقَى الْقَوْمِ سَلَا جَزُوْرٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ سُجُوْدِهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ بَلْ اَتَمَّهٗ لِاَنَّهٗ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مُسْتَمْسِكًا
اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ اِذَا اُلْقِيَ عَلٰى ظَهْرِ
الْمُصَلِّيْ قَذَرٌ اَوْ جِيْفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ
صَلٰوتُهٗ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

اور کبیری کے فصل الآسار میں عدم جواز نماز میں
مقدار درہم کا اندازہ حضرت عمر اور حضرت علی اور
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
اور نیز کبیری میں بصورت زیادہ ہونے نجاست کے
قدر درہم سے عدم جواز نماز پر اجماع ہے ۔
اور رسائل الارکان میں ہے نجاست ہمارے
نزدیک دو قسم پر منقسم ہے ایک غلیظہ وہ عند
الضرورت معاف ہے بقدر درہم جیسے فقط پتھر سے
استنجا کرنے میں اگرچہ نجاست زائل ہو جاتی ہے
مگر بقدر درہم تو جزو و اثر نجاست سے پاخانہ کی
جگہ ملوث رہتی ہے اور جب وجوب طہارت
میں تمام بدن برابر ہے تو جیسے استنجا کی جگہ کا
ملوث رہنا معاف ہے سارے بدن سے بھی
اسی قدر معاف ہونا چاہئے حالانکہ ترمذی شریف
میں ہے حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت
سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ تمہارے
نبی تمکو پاخانہ تک کی باتیں تعلیم فرماتے ہیں
آپنے کہا ہاں ہمکو فرماتے ہیں کہ پیشاب پاخانہ کو
قبلہ کیطرف منہ یا پیٹھ کرکے نہ بیٹھو داہنے ہاتھ سے
استنجا نکرو تین سے کم ڈھیلے نہ لو گوبر وغیرہ نجس چیز
اور ہڈی سے استنجا نہ کرو ۔ اس باب میں حضرت

عائشہ اور خزیمہ اور جابر اور خلاد رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں
یہ حدیث حسن ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اصحاب کرام اور تابعین عظام سے کہ استنجا پتھر
کافی ہے جبکہ پیشاب اور پاخانہ سے جسم صاف ہو جاوے اگرچہ پانی سے طہارت نہ کیجاوے اور
یہی قول ہے حضرت ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا اور نجاست
خفیفہ عند الضرورت معاف ہے چوتھائی کپڑے تک اسواسطے کہ جب پشت مبارک پر مشرکوں نے اونٹ کی
اوجھڑی رکھدی آپ نے نماز کو نہ چھوڑا بلکہ پوری کرلی اسواسطے کہ آپ اسکو اٹھا سکتے نہ تھے چنانچہ
بخاری شریف میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْجَھْلٍ وَاَصْحَابٌ لَّہٗ
جُلُوْسٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اَیُّکُمْ یَجِیْئُ
بِسَلَا جَزُوْرِ فُلَانٍ فَیَضَعُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَبَعَثَ
اَشْقَی الْقَوْمِ فَجَاءَ بِہٖ فَنَظَرَ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَہٗ عَلٰی ظَھْرِہٖ
بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغْنِیْ شَیْئًا لَوْکَانَتْ
لِیْ مَنْعَۃٌ قَالَ فَجَعَلُوْا یَضْحَکُوْنَ وَلَمَّا کَانَ
غَالِبُ حَالِ السَّلَا اَنَّہٗ تَکُوْنُ مُبْتَلًی
بِبَوْلِ الْجَزُوْرِ فَلَابُدَّ اَنِ ابْتَلَتْ مَادُوْنَ
رُبْعِ ثَوْبِہٖ لِمَا کَانَتْ عَلٰی ظَھْرِہٖ بِہٖ
فَافَادَ جَوَازَ الصَّلٰوۃِ اِنِ ابْتَلَتْ مَادُوْنَ
رُبْعِ الثَّوْبِ بِالنَّجَاسَۃِ الْخَفِیْفَۃِ مَعَ وُجُوْبِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے قریب
نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اسکے یار بیٹھے ہوئے تھے
ایک دوسرے سے کہنے لگے تم سے کون ایسا ہے
کہ فلاں کے یہاں سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر
سجدے کے وقت رکھدے لہذا ایک بدبخت
قوم اٹھا اور اس نے جب آپکو سجدے میں دیکھا
آپ کی پشت مبارک پر رکھدی اور ہم دیکھ رہے
تھے اگر ہمکو طاقت ہوتی کبھی ایسا نہ کرنے دیتے
اور وہ باہم ہنس رہے تھے اور ظاہر ہے کہ
اوجھڑی خصوصاً ذبیحہ کفار کی پیشاب وغیرہ
نجس رطوبت سے آلودہ ہوتی ہے غالباً چوتھائی
سے کم تو ضرور اس سے آپکی پشت مبارک پر کپڑا آلودہ
ہوگیا ہوگا یہاں سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ چوتھائی

حکم کپڑا اگر حلال جانور کے پیشاب سے آلودہ ہو جاوے

إِعَادَتِهِ وَثَبَتَ مِنْهُ كَوْنُ بَوْلِ الْجَمَلِ وَنَجَاسَتُهُ
خَفِيْفَةٌ لِتَعَارُضِ الْأَدِلَّةِ فِي أَبْوَالِ مَأْكُوْلِ
اللَّحْمِ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَالْبَدَائِعِ فِي فَصْلِ بَيَانِ
الْمِقْدَارِ الَّذِي يَصِيْرُ بِهِ الْمَحَلُّ نَجِسًا وَبَوْلُ
مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً خَفِيْفَةً بِالْاِتِّفَاقِ
لِتَعَارُضِ النَّصَّيْنِ وَهُمَا حَدِيْثُ الْعُرَنِيِّيْنَ
مَعَ حَدِيْثِ عَمَّارٍ وَغَيْرِهِ فِي الْبَوْلِ مُطْلَقًا
وَلِاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِيْهَا وَكَذَا خُرْءُ طَيْرٍ
لَا يُؤْكَلُ وَدَمُ السَّمَكِ وَلُعَابُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ
وَبَوْلٌ انْتَضَحَ كَرُؤُوْسِ الْإِبَرِ أَيْضًا فِيْهِ
وَمَا يَذْرُقُ فِي الْهَوَاءِ نَوْعَانِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ
كَالْحَمَامِ وَالْعُصْفُوْرِ وَالْعَقْعَقِ وَنَحْوِهَا

اُسکے ساتھ نماز جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا
کہ اونٹ کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے اسواسطے
نماز ہوجاتی ہے مگر اسکا اعادہ اگر بقدر درہم
نجاست غلیظ سے یا کم ربع ثوب نجاست
خفیفہ سے آلودہ ہو اس سے بضرورت
نماز پڑھ لی جائے اور خفیفہ نجاست اس لئے
کہا کہ ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی پاکی
ناپاکی میں دلائل متعارض وارد ہوئے ہیں
چنانچہ بدائع میں ہے اور پیشاب حلال جانور کا
بالاتفاق نجاست خفیفہ ہے بسبب تعارض
حدیث عرنیین اور حدیث عمار اور انس رضی اللہ
عنہما وغیرہم کے اور اختلاف علماء کے بہ نسبت

١ قَالَ الْعَلَّامَةُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ
فِي الْمَبْسُوْطِ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْبِئْرِ بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ
أَفْسَدَهُ فِي قَوْلِ الشَّيْخَيْنِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَلَا يُفْسِدُهُ
فِي قَوْلِ مُحَمَّدٍ وَيُتَوَضَّأُ مِنْهُ مَا لَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهِ فَأَصْلُ
الْمَسْأَلَةِ أَنَّ بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ نَجِسٌ عِنْدَهُمَا
طَاهِرٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ أَنَسٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قَوْمًا مِنْ عُرَيْنَةَ جَاؤُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ
فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاصْفَرَّتْ أَلْوَانُهُمْ وَ

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ مبسوط میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حلال
جانور کا پیشاب کنوئیں میں گر جاوے تو شیخین امام اعظم
اور ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک پانی ناپاک ہو جاوے گا
مگر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جبتک پیشاب پانی پر
غالب نہ آجاوے ناپاک نہ ہوگا اور اس سے وضو
جائز ہے اور اصل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ حلال جانوروں کا
پیشاب شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک ناپاک ہے اور امام محمد
رحمہ اللہ کے نزدیک پاک حجت اور دلیل امام محمد رحمہ اللہ کی

پیشاب حلال جانوروں کے اسطرح یہی حکم ہے بیٹ اُن پرندوں کا جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا اور خون مچھلی اور لعاب دہن خچر اور گدہے کا اور اُس پیشاب کا جو سوئی کے سروں کے برابر ہو اسے اُڑ اُڑ کر کپڑے پر مختلف جگہ گرجاوے۔ اور نیز بدائع میں ہے ہوا میں اڑتے ہوئے جانور جو بیٹ کر دیتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ حلال جیسے کبوتر چڑیا ٹمہو کا اور مثل انکی ان سب کی

وَخُرْؤُهُمَا طَاهِرٌ عِنْدَنَا لِإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَإِنَّهُمْ اعْتَادُوا اقْتِنَاءَ الْحَمَامَاتِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسَاجِدِ الْجَامِعَةِ مَعَ عِلْمِهِمْ أَنَّهَا تَذْرُقُ فِيهَا وَلَوْ كَانَ نَجِسًا لَمَا فَعَلُوا ذَالِكَ مَعَ الْأَمْرِ بِتَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

بیٹ باجماع امت پاک ہے اسواسطے کہ مسجد حرام اور بڑی مسجدوں میں کبوتروں کے رہنے رہنے قدیم سے سب عادی ہو گئے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بیٹ کرتے رہتے ہیں اگر انکی بیٹ نجس ہوتی کبھی انکو مسجدوں میں نچھوڑتے حالانکہ مسجدوں کے خصوصاً مسجد حرام کے پاک رکھنے کے متعلق اللہ جلشانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

(البقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳) وَانْتَفَخَتْ بُطُونُهُمْ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْرُجُوا إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَلَوْ لَمْ يَكُنْ طَاهِرًا لَمَا أَمَرَهُمْ بِشُرْبِهِ وَالْعَادَةُ الظَّاهِرَةُ مِنْ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِ بِبَيْعِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ فِي الْقَوَارِيرِ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَتِهَا وَلَهُمَا قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ وَلَمَّا ابْتُلِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِضَغْطَةِ الْقَبْرِ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبَبِهِ

حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عرینہ سے ایک قوم مدینہ طیبہ میں آکر مسلمان ہو گئی آب و ہوا مدینہ طیبہ کی انکو موافق نہ آئی انکے رنگ زرد پڑ گئے اور پیٹ پھول گئے لہذا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زکاۃ کے اونٹوں میں چلے جاؤ اور انکا دودھ انکے پیشاب میں ملا کر پیو لہذا امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اونٹ کا پیشاب ناپاک ہوتا تو حضور اسکے پینے کا کبھی حکم نفرماتے اور اہل حرمین کا اونٹ کے پیشاب کو شیشیوں میں بھر کر بیچنا بلا انکار کیسے دلیل ظاہر ہے اسکے پاک ہونے کی اور شیخین کی دلیل یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

یعنی اے ہمارے خلیل اور ذبیح اسماعیل پاک رکھو تم میرے گھر کو طواف کرنیوالوں گوشہ نشینوں رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کے لئے۔

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ حَمَامَۃً ذَرَقَتْ عَلَیْہِ فَمَسَحَہٗ وَصَلّٰی وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِثْلُ ذٰلِکَ فِی الْعُصْفُوْرِ بِہٖ تَبَیَّنَ اَنَّ مُجَرَّدَ حَالَۃِ الطَّبْعِ لَا یَکْفِیْ لِلنَّجَاسَۃِ مَا لَمْ یَکُنْ لِلْمُسْتَحِیْلِ نَتْنٌ وَخُبْثُ رَائِحَۃٍ تَسْتَخْبِثُہُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَۃُ وَذٰلِکَ مُنْعَدِمٌ ھٰھُنَا عَلٰی اَنَّا اِنْ سَلَّمْنَا ذٰلِکَ لَکَانَ التَّحَرُّزُ عَنْہُ غَیْرَ مُمْکِنٍ لِاَنَّھَا تَذْرُقُ فِی الْھَوَاءِ فَلَا یُمْکِنُ صِیَانَۃُ الثِّیَابِ وَالْاَوَانِیْ عَنْہُ فَسَقَطَ اِعْتِبَارُہٗ لِلضَّرُوْرَۃِ کَدَمِ الْبَقِّ وَالْبَرَاغِیْثِ

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک کبوتر نے آپ پر بیٹ کردی آپ نے اسکو پونچھ ڈالا اور بن دھوئے نماز پڑھ لی اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کردی اور آپ نے بن دھوئے اس سے نماز پڑھی اور یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ مجرد طبیعت کی کراہت ثبوت نجاست کے لئے کافی نہیں جبتک اس سے ایسی خبیث بدبو نہ آئے جس سے طبائع سلیم کراہت کریں اور ان پرندوں کی بیٹ میں ایسی بدبو نہیں آتی

(الغنیۃ حاشیہ صفحہ ۸۳) فَقَالَ اِنَّہٗ کَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبَوْلِ وَلَمْ یُرِدْ بِہٖ بَوْلَ نَفْسِہٖ فَاِنَّ مَنْ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنْہُ لَا یَجُوْزُ صَلٰوتُہٗ وَاِنَّمَا اَرَادَ الْبَوْلَ الْاِبِلِ عِنْدَ مُعَالَجَتِھَا وَاَمَّا حَدِیْثُ اَنَسٍ رَوَاہُ قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسٍ بِغَیْرِ ذِکْرِ الْاَبْوَالِ فَسَقَطَ الْاِحْتِجَاجُ بِہٖ وَفِیْ مُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ مِنَ الْمُسْنَدِ لِلْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالْمُسْتَدْرَکِ لِلْحَاکِمِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ

حضور مطلقاً ارشاد فرماتے ہیں پاکی حاصل کرو پیشاب سے (خواہ کسیکا بھی ہو) اسواسطے کہ عموماً عذاب قبر پیشاب سے پاکی نہ حاصل کرنے سے ہوتا ہے اور جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تنگی قبر کی بلا میں مبتلا ہوئے آپ سے عرض کیا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے فرمایا یہ پیشاب سے پاکی نہیں حاصل کرتے تھے یعنی پرہیز نہ کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ مراد انکا پیشاب نہ تھا اسواسطے کہ اگر اپنے پیشاب سے پاکی نہیں حاصل کرتے تھے تو نماز کیسے پڑھتے تھے اسواسطے کہ اپنے پیشاب سے پاکی نہ حاصل کرنے سے تو کسیکے نزدیک بھی نماز نہیں ہوتی۔ لامحالہ

علاوہ ازیں اگر مان بھی لیں تو انکی بیٹ سے بچنا غیر ممکن ہے اسواسطے کہ یہ ہوا میں اُڑتے اُڑتے بیٹ کر دیتے ہیں لہذا کپڑوں اور برتنوں کا ان سے بچانا محال ہے اسواسطے بوجہ تکلیف مالایطاق انکی نجاست کا اعتبار ساقط کر دیا گیا بسبب ضرورت بلجئہ کے مثل معافی خون مچھر اور پسو وغیرہ کے۔

وَحُكِيَ عَنْ مَالِكٍ الْإِجْمَاعُ عَلَى الطَّهَارَةِ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَمِثْلُهُ لَا يَكْذِبُ فَإِنْ لَمْ يَثْبُتِ الْإِجْمَاعُ مِنْ حَيْثُ الْقَوْلِ يَثْبُتُ مِنْ حَيْثُ الْفِعْلِ وَهُوَ مَا بَيَّنَّا وَمَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ كَالصَّقْرِ وَالْبَازِيِّ وَالْحِدَأَةِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ خُرْؤُهَا طَاهِرٌ عِنْدَ الشَّيْخَيْنِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيظَةً وَجْهُ قَوْلِهِ أَنَّهُ وُجِدَ مَعْنَى النَّجَاسَةِ فِيهَا لِاسْتِحَالَتِهِ الطَّعْمَ إِيَّاهُ إِلَى خُبْثٍ وَنَتْنِ رَائِحَةٍ فَأَشْبَهَ غَيْرَ الْمَأْكُولِ مِنَ الْبَهَائِمِ وَلَا ضَرُورَةَ إِلَى إِسْقَاطِ اعْتِبَارِ نَجَاسَتِهِ لِعَدَمِ الْمُخَالَطَةِ لِأَنَّهَا تَسْكُنُ الْمُرُوجَ وَالْمَفَاوِزَ بِخِلَافِ الْحَمَامِ وَنَحْوِهِ وَلَهُمَا أَنَّ الضَّرُورَةَ

اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس مسئلہ پر سب کا اجماع منقول ہے اور ایسی روایت جھوٹی نہیں ہوتی اور اگر امام مالک رحمہ اللہ سے قولاً یہ روایت ثابت نہ بھی ہو تو اجماع فعلاً اور عملاً ضرور ثابت ہے جیسے ہم بیان کر چکے اور حرام پرندوں کی بیٹ مثل شکرے اور باز اور چیل وغیرہ کے شیخین کے نزدیک پاک ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست غلیظ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بوجہ بدبو اور خبیث جاننے طبائع سلیمہ کے چیل وغیرہ کی بیٹ میں صفت نجاست کی پائی جاتی ہے لہذا انکی بیٹ مثل حرام چارپایوں کے پاخانہ کے ہوئی اور یہ جانور یعنے شکرہ چیل وغیرہ مثل کبوتر چڑیا وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵) لامحالہ مراد یہی تھی کہ لپٹنے اونٹوں سے کاروبار میں اُنکے پیشاب سے نہیں بچتے تھے۔

اور حدیث عرینین مذکورہ جو حضرت انس سے مروی ہے حضرت قتادہ سے حضرت قتادہ جو حضرت انس سے روایت کرتے ہیں اس میں قطعاً ذکر پیشاب کا نہیں لامحالہ وہ حدیث قابل احتجاج نہ رہی لہذا معلوم ہوتا ہے کہ قول امام محمد کی نسبت ضرورت پڑ جانیکے وقت فتویٰ ہے نہ کہ مطلقاً اور منتخب کنز العمال میں ہے مسند امام احمد اور ابن ماجہ اور مستدرک حاکم سے کہ فرمایا ابو ہریرہ رضی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے پرہیز نکرنے پر مرتب ہوتا ہے۔ مسند احمد

مُتَحَقِّقَةٌ لِاَنَّهَا تَذْرُقُ فِي الْهَوَاءِ فَيَتَعَذَّرُ
صِيَانَةُ الثِّيَابِ وَالْاَوَانِيْ عَنْهَا وَكَذَا
الْمُخَالَطَةُ ثَابِتَةٌ بِخِلَافِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ
لِاَنَّهُمَا لَا تَذْرُقَانِ فِي الْهَوَاءِ فَكَانَتِ الصِّيَانَةُ
مُمْكِنَةً وَفِي غُنْيَةِ الْمُسْتَمْلِيْ وَفِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ لِقَاضِيْ خَانْ اَنَّهُ اَيْ خُرْءَ
غَيْرِ مَاكُوْلِ اللَّحْمِ نَجَاسَةٌ مُخَفَّفَةٌ
عِنْدَهُمَا مُغَلَّظَةٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَصَحَّحَهُ
فِي الْهِدَايَةِ وَالْعِنَايَةِ وَخُرْءُ مَالَا يُؤْكَلُ
لَحْمُهُ نَجَاسَةٌ خَفِيْفَةٌ اِنَّمَا هُوَ فِيْ رِوَايَةِ
الْهِنْدُوَانِيْ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَرُوِيَ
عَنْهُمَا اَنَّ نَجَاسَتَهُ غَلِيْظَةٌ كَذَا فِي الْمَنْظُوْمَةِ
وَفِي الشَّامِيْ صَحَّحَهُ اَيْ رِوَايَةَ الْهِنْدُوَانِيْ
الزَّيْلَعِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ فِي الْبَحْرِ وَالْاَوْلٰى اعْتِمَادُهَا
لِمُوَافَقَةِ الْمُتُوْنِ وَلِذَا قَالَ فِي الْحِلْيَةِ
اَنَّهُ اَوْجَهُ۔

قَالَ ابْنُ النَّجَفِ غَفَرَ اللهُ لَهُمَا
اِخْتِلَافُ الضَّرَرِ وَذَرَّةُ اللَّحْمَةِ وَعُمُوْمُ الضَّرُوْرَةِ
اللَّحْمَةِ بِاعْتِبَارِ الْبِلَادِ وَالْقَرْيَاتِ وَ
الْمَفَاوِزِ وَالْاَصَحُّ اَنَّهُ نَجَاسَةٌ
غَلِيْظَةٌ كَمَا خُرْءُ الْفَارَةِ بِجِنْسٍ لَا اسْتِحَالَةَ

کی انسانوں سے مل جلکر نہیں رہتے بلکہ جنگل اور
چراگاہوں میں رہتے ہیں لہذا انکی بیٹوں سے
بچنا اتنا دشوار نہیں کہ جس ضرورت سے تکلیف
مالا یطاق لازم آوے اور اعتبار نجاست ساقط
کر دیا جاوے اور شیخین فرماتے ہیں یہ جانور چیل وغیرہ
بھی اڑتے ہوئے مثل کبوتر وغیرہ کی بیٹ خشک
اور کبھی پتلی کر دیتے ہیں کہ جس سے برتن اور کپڑوں کا
بچانا دشوار ہے اور شکرے باز کو شکار کیلئے
پالتے ہیں لہذا کبوتر وغیرہ سے زیادہ ان سے
اختلاط رہتا ہے بخلاف بطخ اور مرغی کے اسواسطے
کہ یہ اسطرح نہیں پالے جاتے کہ جنکی بیٹ سے
بچنا دشوار ہو نہ یہ ہوا میں اڑتے ہیں نہ اڑتے ہوئے
بیٹ کرتے ہیں لہذا انکی بیٹ نجاست غلیظہ ہے
اور کبیری میں جامع صغیر قاضی خان سے منقول
ہے کہ بیٹ حرام جانوروں کی نجاست خفیفہ ہے
شیخین کے نزدیک اور غلیظہ ہے امام محمد کے
نزدیک اور اسی روایت کی صاحب ہدایہ نے
تصحیح کی ہے اور حرام جانوروں کی بیٹ کی
نجاست ہندوانی امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت
کرتے ہیں اور شیخین سے یہ بھی مروی ہے کہ بیٹ
حرام جانوروں کی نجاست غلیظہ ہے ایسا ہی،

منظوم میں اور شامی میں ہے کہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسی روایت کی تصحیح کی ہے اور بحر اور حلیہ میں ہے کہ یہی روایت معتمد ہے اور اوجہ۔ ابن نجیم رحمہما اللہ کہتا ہے کہ بموجب آیۂ کریمہ لا یکلف اللہ نفسا یہ اختلاف باعتبار اختلاف ضرورت شاقہ و غیر شاقہ کے ہے باعتبار اختلاف حکم شہروں اور گانوں کے ورنہ بلا ضرورت سب کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے جیسے بیٹ چوہے کی نجس ہے بوجہ خبث اور بد بو کے

إلى خبث ونتن رائحته في النوازل الذي أصابه بولها وبول الخفافيش وخرؤها ليس بنجس لتعذر صيانة الثياب والأواني عنه ودم السمك ليس بدم بل هو ماء تلون بلون الدم لأن الدموي لا يعيش في الماء وحكم لعاب البغل والحمير وبول انتضح كرؤس الإبر مثل حكم بول الطيور وخرؤها التي لا يمكن الاحتراز وثبت بدلالة هذه الآية الكريمة و ثيابك فطهر وعبارة آية الكريمة خذوا زينتكم عند كل مسجد أن ستر العورة الصافرض في كل حين كما شرط لجواز الصلوة كما في التفسير الأحمدي وعورة الرجل من تحت السرة إلى تحت الركبة فإن لم يكن عند رجل الأثواب نجس جواز الصلوة به وإلا

مگر چوہے اور چمگادڑ کا پیشاب یا بیٹ کپڑے کو لگ جاوے تو فقہا فرماتے ہیں کہ کپڑا نجس نہیں ہوتا اسواسطے کہ برتن اور کپڑوں کو اس سے بچانا دشوار ہے اور خون مچھلی کا لہو نہیں وہ پانی میں کے رنگ کا ہوتا ہے اسواسطے کہ دم سائل رکھنے والے جانور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے اور حکم لعاب خچر اور گدھے کا اور باریک باریک سوئی کے ناکے جیسے پیشاب کے چھینٹے جو کپڑے پر پڑتے حکم ان کا حکم ہی مثل حرام حلال پرندوں کے پیشاب اور بیٹ کا سا ہے کہ اگر بلا تکلیف مالا یطاق بچا جاوے تو بچی اور نجس سمجھنا ضروری ہے ورنہ معاف ہے۔
اور دلالت النص آیۂ کریمہ وثیابک فطہر[1] اور خذوا زینتکم عند کل مسجد سے یہ بات ثابت ہو گیا کہ ستر عورت ہی ہر وقت فرض ہے مگر نماز میں جواز نماز کی شرط ہے چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے بیان ہوا

[1] اور کپڑے اپنے پاک کرو۔ اور حاصل یہ کہ تم زینت اپنی وقت سجدہ کے [illegible]

اور عورت مرد کی جسکا ڈھکنا ہر وقت فرض ہے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے
لہذا اگر کسیکے پاس اتنا ہی تہبند ہو اسکی نماز اسکے ساتھ جائز ہوگی ورنہ

یعنی وردت السنۃ ان یحصل الزینۃ بثیابہ کما اخرجہ
البخاری رحمہ اللہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فسألہ عن الصلوۃ فی الثوب الواحد
فقال اوکلکم یجد ثوبین ثم سأل
رجل عمر فقال اذا وسع اللہ فاوسعوا جمع
رجل علیہ ثیابہ صلی رجل فی ازار
ورداء فی ازار وقمیص فی ازار وقباء
فی سراویل ورداء فی سراویل وقمیص
فی سراویل وقباء فی تبان وقباء وفی تبان
وقمیص واحسبہ قال فی تبان ورداء
واخرج البخاری رحمہ اللہ فی صحیحہ موقوفا
عن ابن عباس وجرہد ومحمد بن
جحش عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الفخذ عورۃ وقال ابن الجحش عفر اللہ
وما روی مثل ما روی عن انس حسر
النبی عن فخذہ فالغالب انہ کان
قبل حدیث ابن عباس وجرہد
ومحمد بن جحش وقد اخرجہ الدارقطنی

ہر شخص کو سنت یہی ہے کہ اپنے سب کپڑوں سے
وقت نماز زینت حاصل کرے۔ چنانچہ بخاری
شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور کی خدمت
میں عرض کرنے لگا کہ کیا ایک کپڑے کے
ساتھ نماز ہو جاوے گی آپ نے فرمایا کیا تم سب
کے پاس دو کپڑے ہیں دینے جسکے پاس
دو ہیں وہ دو سے پڑھے ورنہ ایک سے بھی
جائز ہے پھر یہی سوال ایک شخص نے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے کیا آپ نے فرمایا جبتک
ایک ہے ایک سے جب اللہ تمہیں فراخی کرے
اور زیادہ کپڑے دے تو سب کے ساتھ نماز پڑھنا
آدمی کو اپنے سب کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا
چاہیے تہبند اور چادر کے ساتھ۔ تہبند اور
کرتے کے ساتھ۔ تہبند اور قبا کے ساتھ۔
چادر اور پاجامہ کے ساتھ پاجامہ اور کرتے
کے ساتھ۔ پاجامہ اور قبا کے ساتھ۔ گھٹنہ
اور قبا کے ساتھ۔ گھٹنہ اور کرتے کے ساتھ۔
(اور تبان اگرچہ جانگیہ کو کہتے ہیں مگر گھٹنہ ترجمہ

اسواسطے کیا ہے کہ بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور جرہد و محمد بن جحش رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا ران عورت ہے یعنی اُسکا ڈھانکنا فرض ہے ابن نجف عفر اللہ لہما کہتا ہے کہ جو حدیثیں مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مروی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران مبارک کو کھولا غالبًا وہ حدیثیں احادیث مذکورہ ابن عباس اور جرہد اور محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سے پہلے کی ہیں اور ایسا ہونا ہی چاہیئے اسواسطے کہ دارقطنی بھی

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي اَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا فَوْقَ الرُّكْبَتَيْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ اِلٰى رُكْبَتِهٖ مِنَ الْعَوْرَةِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ وَفِيْهِ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ لَيَّنَهُ الْعُقَيْلِيُّ وَلٰكِنْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَقَدْ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ اَمْرِيْ فَوَجَدْتُهٗ يُصَلِّيْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهٖ وَصَلَّيْتُ اِلٰى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ

حضرت عطاء بن یسار سے وہ حضرت ابو ایوب سے راوی ہیں کہ فرمایا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گھٹنوں سے اوپر اور ناف تک کا بدن عورت ہے اور حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک عورت ہے روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی نے ایک حدیث طویل میں اور کہا کہ اس کا ایک راوی سوار بن داؤد کو عقیلی نے لین الحدیث بتایا ہے مگر ابن معین جو مشہور نقاد حدیث ہیں وہ سوار کی توثیق فرماتے ہیں اور صحیح بخاری میں ہے سعید بن الحارث سے فرماتے ہیں ہمنے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی نسبت حضرت جابر بن عبداللہ سے سوال کیا تو فرمایا کہ میں ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا ایک رات کسی کام کو میں حضور کی خدمت میں

جب حاضر ہوا تو آپ کو میں نے نماز پڑھتا پایا میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا اسکو اپنے اوپر لپیٹ کر میں بھی آپ کے برابر نماز پڑھنے لگا جب حضور فارغ ہوئے

قَالَ مَا السُّرٰى يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِحَاجَتِيْ
فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِيْ
رَاَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَاِنْ كَانَ وَاسِعًا
فَالْتَحِفْ بِهٖ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ
لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ
وَمَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوُدَ وَمَالِكٌ فِيْ مُوَطَّاهُ وَالنَّسَائِيُّ
عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ
قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ تُرْخِيْ شِبْرًا فَقُلْتُ اِذًا يَنْكَشِفُ
عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ وَاَخْرَجَ
التِّرْمِذِيُّ عَنْ رُكَانَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ
الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

فرمایا جابر کیا کام ہے میں نے اپنی حاجت
عرض کی جب میں عرض کرنے اپنی حاجت سے
فارغ ہوا آپ نے فرمایا کس ترکیب پر لپیٹا ہے
جو میں دیکھتا ہوں میں نے عرض کی حضور یہی کپڑا تھا
فرمایا اگر کپڑا فراخ ہو جب تو اسطرح لپیٹنا
اور بگل مارنا چاہئے اور اگر تنگ ہو تو تہبند
باندھ لینا کافی ہے (نہ اسطرح لپیٹا کہ نیچے کا
بدن کھلا رہے اور اوپر کے بدن پر کپڑا لپیٹ
لے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے
سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے تہبند مومن کا آدھی پنڈلی
تک چاہئے اور ٹخنے اور پنڈلی کے درمیان
تک اگر رہے کوئی گناہ نہیں اور اگر اس سے
نیچا ہو اور ٹخنے ڈھک جاویں تو اتنا پاؤں
جہنم میں ہے اور ابوداؤد اور موطا امام مالک
اور نسائی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
فرماتی ہیں جب حضور نے مردوں کے تہبند کا
ذکر فرمایا میں نے عرض کیا حضور عورتوں کی تہبند کی

کتنی حد ہے فرمایا بالشت بھر مردوں کی تہبند سے زیادہ چھٹکار کھے مینے عرض کیا حضور
اس صورت میں اسکا پاؤں کھلا رہیگا فرمایا ایک گز شرعی یعنی اس سے زیادہ نہیں اور ترمذی
شریف میں ہے حضرت رکانہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
اور کافروں کے عماموں میں فرق صرف ٹوپی کا ہے (یعنی وہ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں اور
ابوداؤد میں ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا انہوں نے کہ

عَمَّمَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَسَدَلَہَا بَیْنَ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِی وَاخرج
الترمذی وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ
عِمَامَتَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَفِی الْمِشْکٰوۃِ بِرِوَایَۃِ
الْبَیْہَقِیِّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ عُبَادَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّہَا سِیْمَاءُ
الْمَلَائِکَۃِ وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَائِشَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ
دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَعَلَیْہَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْہَا وَقَالَ
یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ
لَنْ تَصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْہَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا
وَاَشَارَ اِلٰی وَجْہِہٖ وَکَفَّیْہِ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ

میرے سر پر حضور نے عمامہ باندھا تو آگے پیچھے دو شملے
چھوڑے اور ترمذی شریف میں ہے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے جب
حضور عمامہ باندھتے شملہ دونوں شانوں کے
درمیان چھٹکاتے علامہ ترمذی فرماتے ہیں یہ
حدیث حسن غریب ہے اور مشکوۃ شریف میں شعب
الایمان بیہقی سے بروایت عبادہ رضی اللہ عنہ سے
وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے عمامہ ضرور باندھا کرو اسواسطے کہ وہ طریقہ
فرشتوں کا ہے اور ابوداؤد میں ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت اسماء بنت
ابوبکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
باریک کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئیں آپ نے
ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسما جب عورت
بالغ ہو جاوے بجز دونوں ہتھیلی اور منہ کے
اسکا کوئی عضو جائز نہیں ہے کہ دیکھنا ہے اور بخاری

رحمه الله عن ابن عباس قال قال النبي
صلى الله عليه وسلم لعن الله المتشبهين
من الرجال بالنساء والمتشبهات من
النساء بالرجال واخرج الشيخان عن
ابن عمر رضي الله عنه قال لعن الله الواصلة
والمستوصلة والواشمة والمستوشمة
وعن عبد الله ابن مسعود قال لعن
الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات
والمتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله فجاءته
امرأة فقالت انه بلغني انك لعنت
كيت وكيت فقال مالي لا العن من
لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم
ومن هو في كتاب الله فقالت لقد قرأت
ما بين اللوحين فما وجدت فيه ما
تقول قال لئن كنت قرأتيه لقد
وجدتيه اما قرأت ما اتاكم
الرسول فخذوه وما نهاكم عنه
فانتهوا قالت بلى قال فانه قد
نهى عنه واخرج الترمذي والنسائي
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس سے فرمایا انہوں نے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کیجو
اللہ عورتوں سے مشابہت حاصل کرنیوالے
مردوں پر اور مردوں سے مشابہت حاصل
کرنیوالی عورتوں پر اور بخاری اور مسلم میں ہے
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا انہوں نے
کہ بالوں میں بال ملانیوالی اور ملوانے والی
اور گودہنے والی اور گودہوانے والی عورتوں پر
خدا کی لعنت ہوجیو اور نیز صحیحین میں ہے
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے
فرمایا انہوں نے لعنت ہوجیو اللہ کی گودہنے والی
اور گودہوانے والیوں پر اور پیشانی کے
بالوں کو نوچوانے والیوں پر اور دانتوں کو
کشادہ کرانیوالیوں پر بغرض زیبائش اللہ کی
پیدا کردہ صورت بدلنے والیوں پر یہ سنکر
ایک عورت انکی خدمت میں حاضر ہوئی
اور عرض کی کہ مینے سنا ہے کہ آپنے اس اس
طرح لعنت کی ہے آپ نے فرمایا میں کیوں نہ
لعنت کروں انپر جنپر لعنت کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اور جنپر قرآن میں لعنت ہے
اُس نے عرض کیا مینے سارا قرآن پڑھا ہے

مینے تو جو تم کہتے ہو قرآن میں کہیں بھی نہیں پایا آپ نے فرمایا اگر تم قرآن پڑھتی تو ضرور جو میں کہتا ہوں اُسکو پاتی کیا تُنے یہ نہیں پڑھا کہ جو تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں لے لو اور جس سے منع فرماویں باز رہو عرض کیا کیوں نہیں (یہ تو مینے پڑھا ہے) فرمایا پس حضور نے ان امور سے منع فرمایا ہے اور ترمذی اور نسائی میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ فِي الرَّضَاعِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْإِمَامُ أَكْمَلُ الدِّينِ فِي الْعِنَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ عَوْرَةٌ خَبَرٌ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَمِثْلُهُ يُفِيدُ التَّأْكِيدَ وَأَخْرَجَ الْعَلِيُّ فِي الْمُنْتَخَبِ عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِهِ وَابْنِ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

عطر یعنے خوشبو مردوں کی وہ ہے جسکی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ چھپا ہوا ہو اور عورتوں کی ایسی چاہیئے کہ رنگ اسکا کھلا ہوا ہو اور خوشبو اسکی چھپی ہوئی اور جامع ترمذی کے باب الرضاع میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپنے عورت کا سارا بدن واجب الستر ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے شیطان اُسکو جھانکتا تاکتا رہتا ہے علامہ امام اکمل الدین عنایہ شرح ہدایہ میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ المرأۃ عورۃ اگرچہ جملہ خبریہ ہے مگر یہ جملہ معنے میں امر کے ہے اور جملہ خبریہ جب بمعنے امر آتا ہے فائدہ تاکید کا بخشتا ہے۔

اور علامہ علی منتخب کنز العمال میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن انصاری سے روایت کرتے ہیں

وہ اپنی پھوپھی ام حمید بیوی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہم سے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

إني أحب الصلوة معك قال قد علمت أنك تحبين الصلوة معي وصلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك وصلوتك في حجرتك خير لك من صلوتك في دارك و صلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك وصلوتك في مسجد قومك خير لك من صلوتك في مسجدي قال فامرت فبني لها مسجد في اقصى شيء من بيتها واظلمه فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عز وجل قال الهيثمي في مجمع الزوائد رجاله رجال الصحيح غير عبد الله ابن سويد الانصاري ووثقه ابن حبان وقال الحافظ ابن حجر في الفتح اسناده حسن واخرج النيموي في آثار السنن برواية الطبراني في الكبير وقال قال الهيثمي رجاله موثقون وعن ابي عمرو الشيباني انه رأى عبد الله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول اخرجن الى بيوتكن

میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو دوست رکھتی ہوں آپ نے فرمایا میں بھی یہ امر خوب جانتا ہوں مگر تمہاری نماز تمہارے سونے کے گھر میں باہر کے رہنے کے گھر سے اور رہنے کے گھر میں بہتر ہے مکان کے احاطے سے اور احاطہ مکان میں بہتر ہے تمہاری قوم کی مسجد سے اور تمہاری قوم کی مسجد میں بہتر ہے میری مسجد سے حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں پس میری بیوی نے حکم کیا کہ انکے واسطے انکے گھر کے ایک کنارہ میں انکے لیے مسجد بنادی گئی بن روشندان اور کھڑکی کی کہ اندھیرا رہے وہ اس میں ساری عمر نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ سوائے عبد اللہ کے تمام راوی اس حدیث کے صحیح بخاری کے ہیں اور ابن حبان عبد اللہ انصاری کی توثیق فرماتے ہیں اور حافظ ابن حجر اپنی کتاب فتح میں فرماتے ہیں کہ اسکی سند حسن ہے اور شیخ نیموی آثار السنن میں اس حدیث کو کبیر طبرانی سے نقل کرکے فرماتے ہیں کہ علامہ

ہیثمی اس حدیث کے تمام راویوں کی توثیق فرماتے ہیں اور ابو عمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سوید انصاری کو دیکھا کہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال رہے تھے اور فرماتے تھے نکلو تمہارے گھر تمہارے لئے

فَاِنَّهَا خَيْرٌ لَّكُنَّ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ الْمُسْلِمُ وَالْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاَخْرَجَ الْعَلَّامَةُ وَلِيُّ الدِّيْنِ فِي الْمِشْكٰوةِ بِرِوَايَةِ الْمُسْلِمِ فِيْ بَابِ الْحَيْضِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهَا فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ

بہتر ہیں اور شیخین بخاری اور مسلم رحمہما اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ وہ فرماتی تھیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو عورتوں سے پاتے جو انہوں نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایجاد کی ہیں تو حضور بتاکید سے عورتوں کو مسجد کے آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئی تھیں اور باب الحیض مشکوٰۃ میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں جب یہود یوں میں کسی عورت کو حیض آتا تو وہ نہ اسکے ساتھ کھانا کھاتے نہ گھر وں میں اسکے ساتھ رہتے لہٰذا جب صحابہ کرام نے اس امر سے سوال کیا تو یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَة بعد نزول آیت آپ نے فرمایا بجز جماع اپنی بیویوں سے حالت حیض میں سب کچھ بوس کنار وغیرہ جائز ہے اور جامع ترمذی میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جماع کیا حائضہ سے یا لواطت کی یعنی اپنی بیوی سے پاخانہ کی جگہ سے ہمبستری کی یا کاہن سے غیب کی باتیں پوچھیں اُس نے بلاشبہ ناشکری کی اس نعمت شریعت کی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیگئی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد

وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَھْلِہٖ وَھِیَ حَائِضٌ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ دَمًا اَحْمَرَ فَدِیْنَارٌ وَاِذَا کَانَ دَمًا اَصْفَرَ فَنِصْفُ دِیْنَارٍ

اور دارمی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھے اسکو چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اور نیز ترمذی میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اگر سرخ خون آنے کی حالت میں حائضہ سے کوئی جماع کر بیٹھے تو ایک دینار اور اگر زرد خون آنے کی حالت میں جماع کر بیٹھے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

پھر اللہ جلشانہ نے بعد تعلیم فرمانے طریق طہارت کے ہر قسم کی نجاست سے اور وقتاً فوقتاً بیان فرمانے اقسام نجاستوں کے اور قائم فرمانے حضور کے منصب رسالت پر ساتھ اس آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ الآیۃ کے اور مامور فرمانے حضور کے تبلیغ احکام پر ہیز پر ہر قسم کی نجاست حکمی و حقیقی سے مثل نجاست شرک و قرب اصنام اور جماع بحالت حیض و نفاس اور وطی فی الدبر وغیرہا کے مطلقاً علی حسب الضرورت سورۂ فاتحہ مکہ معظمہ ہی میں حضور پر نازل فرمائی اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی طریق وضو اور نماز دوگانہ فجر و عصر یا عشا بواسطہ جبرئیل علیہ السلام تعلیم کیا۔ اور معراج جسمانی سے پہلے تک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فقط دو دو رکعت نماز حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ انہی دو وقتوں کی پڑھتے رہے چنانچہ جامع صغیر سیوطی

مِن مسند امام احمد اور دار قطنی اور مستدرک حاکم سے منقول ہے

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَوَّلِ مَا اُوْحِیَ فَعَلَّمَنِی الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ غُرْفَۃً مِّنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِھَا فَرْجَہٗ وَفِی السِّیْرَۃِ الْحَلَبِیِّ عَنِ الْمَوَاھِبِ اللَّدُنِّیَّۃِ رُوِیَ اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَدَأَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ وَاَطْیَبِ رَائِحَۃٍ فَقَالَ لَہٗ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَکَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَادْعُھُمْ اِلٰی قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ ضَرَبَ بِرِجْلِہِ الْاَرْضَ فَنَبَعَتْ عَیْنُ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ بِھَا جِبْرِیْلُ ثُمَّ اَمَرَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَوَضَّأَ وَقَامَ جِبْرِیْلُ یُصَلِّیْ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ مَعَہٗ فَعَلَّمَہُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ وَفِیْہِ فِیْ بَابِ ذِکْرِ وُضُوْئِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَصَلّٰی بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ وَاَیْضًا فِیْ سِیْرَۃِ الْحَلَبِیِّ عَنْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ لِلْوَاحِدِیِّ

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اول زمانہ میں جب مجھکو وحی کی گئی میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے پھر مجھکو وضو اور نماز کا طریقہ سکھلایا اور جب وضو سے فارغ ہوئے ایک چلو پانی لیکر اپنے اندام نہانی کی طرف تہبند پر چھڑکا اور سیرۃ حلبی میں مواہب لدنیہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام عمدہ صورت معطر جسم یا کپڑوں کے ساتھ جب حضور پر ظاہر ہوئے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیک بیشک اللہ جلشانہٗ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میرے رسول ہو جنوں اور آدمیوں کی طرف انکو لا الٰہ الا اللہ کہنے کی طرف بلائیے پھر جبریل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا فوراً زمین سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا پھر حضور کو اس پانی سے وضو کرکے دکھلایا اور عرض کیا آپ بھی اسی طرح وضو فرمائیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نماز پڑھنے لگے اور عرض کیا آپ بھی میرے ساتھ نماز پڑھیں اور سیرۃ حلبی ہی میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضور کے ساتھ

دور کعت پڑھی اور بیان اسباب نزول واحدی سے سیرۃ حلبی ہی میں ہے

عن علی کرم اللہ وجھہ لما سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم النداء یا محمد صلی اللہ علیک قال لبیک قال قل اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ ثم قال قل الحمد للہ رب العالمین الی ولا الضالین ثم قال قل آمین فقال آمین۔

حضرت علیؓ سے فرمایا اُنہوں نے جب ابتدء وحی میں آپکو آواز آئی یا محمد صلے اللہ علیک آپنے فرمایا لبیک یعنی حاضر ہوں آواز دینے والے یعنی جبریل علیہ السلام نے کہا فرمائیے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ پھر کہا پڑھیے الحمد للہ رب العالمین ولا الضالین تک پھر کہا کہیے آمین۔ لہذا آپ نے کہا آمین۔

ان جملہ احادیث کو ملاکر دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد نزول تین آیتوں اقرأ کے کچھ عرصہ تک بحسب اختلاف روایات نزول وحی موقوف رہا اور اس عرصہ میں آپ منازل عشق ومحبت طے فرماتے رہے بعدہ آیہ کریمہ یا ایھا المدثر کے ساتھ مرتبہ تبلیغ احکام الٰہی ونبوت ورسالت پر مامور فرمائے گئے پھر نزول سورہ الحمد کے ساتھ جو اول ابتداء ظہور وحی میں معہ بسم اللہ نازل ہوئی تھی وضو اور ادا کرنے دوگانہ فجر اور عصر یا فجر اور عشا پر مامور ہوئے چنانچہ فرائض وسنن وضو اور نواقض وضو کی تفصیل وارد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم حنفیوں تک پہونچے وہ بموجب آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ اور احادیث صحیحہ وحسنہ آئیہ ہیں گو ابتداء تعلیم میں وقت نزول سورہ فاتحہ اس تفصیل کا ثبوت نہیں ملتا

قال اللہ تبارک وتعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین

فرمایا اللہ جلشانہ نے اے ایمان والو بحالت حدث جب تم ارادہ کرو نماز پر کھڑے ہونے کا تو دہولو اپنے مونہوں کو اور ہاتھونکو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور دہولو اپنے پاؤنکو

فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْوَجْهِ مِنْ قِصَاصِ
الشَّعْرِ إِلَى أَسْفَلِ الذَّقْنِ وَإِلَى شَحْمَتَيِ الْأُذُنِ
وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ
مَعَ الْكَعْبَيْنِ وَمَسْحُ رُبُعِ الرَّأْسِ لِأَنَّ أَقَلَّ مَا
ثَبَتَ مَسْحُ الرَّأْسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ رُبُعُ الرَّأْسِ
فَقَدْ أَخْرَجَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي صَحِيحِهِ
عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَاَخْرَجَ اَبُوْ
دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ فِي صفہ ٥٦ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضـ
قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ
يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ
وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ وَالسُّنَّةُ فِي الْوُضُوْءِ
اَنْ يَتَوَضَّأَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي صفہ ٢٧
اَنَّ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاٰى
عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا
بِاِنَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ
فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْاِنَاءِ

لہذا منہ کا دھونا پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی
کے نیچے تک اور ہر دونوں کانوں کی لو تک
اور ہاتھوں کا دھونا مع کہنیوں کے اور دونوں
پاؤں کا مع ٹخنوں کے اور چوتھائی سر کا مسح
بموجب تحقیق امام اعظم رحمہ اللہ فرض ہوا اور
چوتھائی سر کا مسح اسواسطے فرض قرار دیا گیا
کہ کم سے کم جو مسح سر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پایۂ ثبوت کو پہونچا وہ چوتھائی سر کا مسح ہے
چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ تحقیق وضو
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسح
کیا اپنے ناصیہ پر اور ناصیہ مقدم سر کے چوتھائی
حصہ کو زبان عربی میں کہتے ہیں اور صفحہ ۵۶
سنن ابوداؤد میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے فرماتے ہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے اس حالت میں
کہ سر مبارک پر عمامہ قطریہ (نوع از پارچہ) تھا
لہذا آپ نے دست مبارک عمامہ سے نیچے
داخل کر کے اگلے حصہ سر کا مسح فرمایا اور عمامہ
علیحدہ نہ فرمایا۔ اور سنت وضو میں یہ ہے
کہ اس طریق پر وضو کرے جیسے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم وضو فرمایا کرتے تھے۔ مثلہ بخاری شریف میں ہے حضرت حمران غلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے برتن وضو کا طلب فرما کر تین بار پانی دونوں ہتھیلیوں پر ڈالکر دونوں پہنچوں کو تین بار دہویا۔ پھر برتن میں داہنا ہاتھ ڈالکر ....

فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا ويديه الى المرفقين ثلث مرار ثم مسح برأسه ثم غسل رجليه ثلث مرار الى الكعبين ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لا يحدث[1] فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه وروي في المشكوة برواية البخاري والمسلم ان عثمان رضي الله عنه توضأ فافرغ على يديه ثلثا ثم مضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا ثم غسل يده اليمنى الى المرفق ثلثا ثم غسل يده اليسرى الى المرفق ثلثا ثم مسح برأسه ثم غسل رجله اليمنى ثلثا ثم اليسرى ثلثا ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال من توضأ وضوئي هذا الخ

کلی کی اور ناک کو پانی ڈالکر صاف کیا پھر تین بار اپنے مونہہ کو دہویا اور تین بار مع کہنیوں کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دہویا پھر سر مبارک کا مسح کیا پھر مع ٹخنوں کے تین بار دونوں پاؤں کو دہویا پھر فرمایا فرمایا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے وضو کیا مثل میرے اس وضو کی پھر دو رکعت ادا کی اسطرح کہ دل میں دنیا کی باتیں نہ کرتا رہا اسکے سارے پہلے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اور مشکوۃ شریف میں ہے بروایت بخاری شریف و مسلم شریف دوسری سند سے کہ تحقیق عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا اسطرح کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر اول پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک جہاڑی پھر تین بار اپنے منہ کو دہویا پھر تین بار داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک دہویا اسیطرح پھر بائیں ہاتھ کو تین بار دہویا پھر سر پہ مسح کیا پھر داہنے پاؤںکو تین بار دہویا

[1] لا یحدث فیہما نفسہ ای بشیء من الدنیا کما فی الترمذی فلا یضر مستحب الآخرۃ (مجمع البحار)

پھر بائیں کو پھر فرمایا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر

صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیْ
وَفِیْهِ فِیْ صـ٤٦ مِنْ بَابِ سُنَنِ الْوُضُوْءِ
ذَالِكَ الْاَحَادِیْثُ الْاٰتِیَةُ بِحَوْلَةِ الْكُتُبِ الْمَنْقُوْلَةِ عَنْهُ
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْكُرِ
اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ وَابْنُ مَاجَةَ
وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
وَالدَّارِمِیْ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ عَنْ اَبِیْهِ
وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَخَذَ
كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ
لِحْیَتَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ
یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ
وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ وَعَنْ اَبِیْ حَیَّةَ قَالَ
رَاَیْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّاَ
فَغَسَلَ كَفَّیْهِ حَتّٰی اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ

دو رکعت پڑھی اسطرح کہ دل میں دنیا کی باتیں نہ کرتا رہا اُسکے پہلے سب گناہ بخشدیے جاتے ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صـ٤٦ باب سنن وضو میں ہیں احادیث آئندہ حوالہ کتب

حضرت سعید بن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتا وضو کامل اُس شخص کا جو وضو میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھے اور ترمذی اپنی جامع میں اور ابن ماجہ اپنی سنن اور امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند میں اور دارمی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لیکر ٹھوڑی کے نیچے پانی کا چھپکا لگا کر ریش مبارک میں خلال فرماتے علامہ ولی الدین مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم وضو کرو ہاتھ پاؤں کی

انگلیوں میں خلال بھی کر لیا کرو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور مثل اسکی ابن ماجہ نے۔ اور حضرت ابو حیہ فرماتے ہیں دیکھا مینے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو کہ وضو کیا آپنے پس دھو یا دونوں ہتھیلیوں کو یہانتک کہ انکو خوب صاف کر لیا پھر کلی کی

ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا الخ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِاِبْهَامَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَاَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْمُسْلِمُ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ اَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَتْ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَفِي رِوَايَةٍ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِي جُحْرَيْ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَفِيْهِ فِي بَابِ السَّوَاكِ ضعیف

تین بار اور ناک میں تین بار پانی سونگھا الخ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیشک مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کا اور کانوں کے اندر کا دونوں کلمے کی انگلیوں سے اور کانوں کے باہر کا دونوں انگوٹھوں سے روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا انہوں نے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے آپ نے سر کے مسح کو ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی پر جو ہاتھوں پر تھا کفایت نہ کی (بلکہ نئے پانی سے مسح کیا) روایت کیا اس حدیث کو علامہ ترمذی اور امام مسلم نے اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ دونوں آنکھوں کے کوشے پر بھی تر ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے اور فرمایا کہ دونوں کان جنس سر سے ہیں (یعنی کانوں کا مسح

سر کے ساتھ ہی کیا جائے انکے واسطے نیا پانی لینے کی حاجت نہیں) روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور حضرت ربیع بنت معوذ سے ہے کہ انہوں نے حضور کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا فرماتی ہیں پس مسح کیا آپ نے سر کی اگلی پچھلی دونوں طرفوں کا اور دونوں کنپٹی اور دونوں کانوں کا ایک دفعہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وقت مسح سر کانوں کے سوراخوں میں بھی دونوں انگلی داخل کی روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اور ... باب السواک مشکوٰۃ ہی میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِیْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ اَحَدَّثَكَ جَابِرٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلٰثًا ثَلٰثًا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ وُضُوْءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ فِیْ اِصْبَعِهٖ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَالْاٰيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ اَنَّ غَسْلَ الْوَجْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں اپنی امت پر یہ امر شاق نہ سمجھتا تو میں انکو حکم کرتا کہ نماز عشاء دیر سے پڑھا کریں اور نماز کے وقت مسواک ضرور کرلیا کریں یہ حدیث متفق علیہ بخاری مسلم ہے۔ اور حضرت ثابت بن ابی صفیہ فرماتے ہیں میں نے ابوجعفر یعنے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا حضرت جابرؓ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار بھی وضو کیا اور دو دو بار بھی تین تین بار بھی یعنی کبھی ایک ایک بار اعضا کے دھونے میں کفایت کی کبھی دو دو بار کبھی تین تین بار۔ آپ نے فرمایا ہاں روایت کیا

اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور حضرت ابو رافع سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے وضو فرماتے انگوٹھی کو حرکت دے لیا کرتے تھے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور ابن ماجہ نے۔ آیۃ کریمہ مذکورہ اور ان جملہ احادیث منقولہ مشکوٰۃ شریف سے ثابت ہوگیا کہ منہ کا

وَالْیَدَیْنِ مَعَ الْمِرْفَقَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ مَعَ الْکَعْبَیْنِ مَرَّۃً مَرَّۃً وَمَسْحُ الرَّأْسِ فَرْضٌ مُطْلَقًا مَا تَرَکَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِیْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ وَالْاُمُوْرُ الْبَاقِیَۃُ سُنَّۃٌ اَوْ مُسْتَحَبٌّ وَلَا وَاجِبَ فِی الْوُضُوْءِ اِلَّا مَسْحُ رُبْعِ الرَّأْسِ وَغَسْلُ الْمِرْفَقَیْنِ وَالْکَعْبَیْنِ فَاِنَّہٗ فَرْضٌ اِجْتِہَادِیٌّ وَحُکْمُہٗ حُکْمُ الْوَاجِبِ فَلَا یُکْفَرُ جَاحِدُھَا اَمَّا لَا یَصِحُّ وُضُوْءُ الْحَنَفِیِّ بِتَرْکِھَا بِخِلَافِ الْوَاجِبِ فَاِنَّہٗ بِتَرْکِہٖ یَصِحُّ وَلٰکِنْ یَنْقُصُ اَمَّا غَسْلُ الرِّجْلَیْنِ فَاِنَّہٗ فَرْضٌ قَطْعِیٌّ بِاتِّفَاقِ الْاُمَّۃِ لٰکِنَّ الْعَجَبَ کُلَّ الْعَجَبِ مِنَ الشِّیْعَۃِ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْمَلُوْنَ عَلَی الْحَدِیْثِ الَّتِیْ ھِیَ بِعُمُوْمِیَّۃٍ وَافَقَ لِاَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَھُوَ مَرْوِیٌّ عَنِ الْاِمَامِ الْمَعْصُوْمِ عِنْدَھُمْ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ بَصِیْرِ الَّذِیْ ھُوَ مُحِبُّ اَھْلِ الْبَیْتِ عِنْدَھُمْ وَلَا وَھْمَ ھُنَاکَ

اور ہاتھوں کا کہنیوں تک اور پاؤں کا ٹخنوں تک ایک ایک بار دھونا اور مسح سر کا مطلقا فرض ہے جسکو حضور نے کسی حالت میں نہیں چھوڑا اور باقی امور سنت ہیں یا مستحب اور وضو میں کوئی امر واجب نہیں مگر مسح چوتھائی سر کا اور کہنیوں اور ٹخنوں کا دھونا یہ فرض اجتہادی ہیں اور حکم فرض اجتہادی کا اور حکم واجب کا ایک ہے جیسے واجب کا منکر کافر نہیں ہوتا مگر اس مجتہد خاص کے مقلد کا جیسے مثلا حنفی کا ترک فرضہا مذکورہ اجتہادیہ سے وضو قطعا صحیح نہ ہوگا بخلاف ترک کرنے واجب کے کہ ترک واجب سے کوئی امر باطل نہیں ہوتا بلکہ ناقص ہوتا ہے مگر پاؤں کا دھونا باتفاق امت مرحومہ آیۃ کریمہ فاغسلوا وجوھکم الآیۃ فرض قطعی ہے مگر تعجب شیعوں سے ہے کہ پاؤں کے دھونے کے متعلق اس حدیث پر

عمل نہیں کرتے جسکا مضمون موافق ہے اہل سنت کے حالانکہ وہ حدیث انکے نزدیک امام معصوم سے مروی ہے بروایت ابوبصیر جو انکے نزدیک محب اہلبیت ہے۔ اور اس حدیث میں وہم

الى التقية ايضا يعملون على الروايات
التي يخالف جمهور الامة وهو ما اخرجه الكليني
في صـ١٩ من الكافي عن سماعة عن ابي
بصير عن ابي عبد الله عليه السلام
قال ان نسيت فغسلت ذراعيك
قبل وجهك فاعد غسل وجهك
ثم اغسل ذراعيك بعد الوجه فان
بدات بذراعك الايسر قبل الايمن
فاعد غسل الايمن ثم اغسل اليسار
وان نسيت مسح راسك حتى تغسل
رجليك فامسح راسك ثم اغسل رجليك
اما نواقض الوضوء والتيمم الذي بلغنا
عنه صلى الله عليه وسلم هو هذا
الاول ما خرج من السبيلين دما كان
او قيحا او ريحا او غائطا او بولا او حصاة
او دودا او منيا او وديا والثاني
خروج دم السائل او القيح قابل السيلان
من البدن لا غيرهما من الدود وغيره
والثالث القي ملاء الفم غذاء كان

تقیہ کا بھی قطعاً نہیں اور ان روایتوں پر عمل
کرتے ہیں جنکا مضمون جمہور امت مرحومہ کے
مخالف ہے اور وہ حدیث یہ ہے جسکو یعقوب
کلینی نے جو شیعوں کا امام ثقۃ الاسلام ہے اور
جسکی کتاب کافی کو حقیقۃً قرآن سے زیادہ
معتبر اور بظاہر بعد قرآن کے صحیح ترین کتب
سمجھتے ہیں اپنی کتاب کافی میں) سماعہ سے
اور وہ ابوبصیر سے اور وہ ابوعبداللہ علیہ
السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا
اگر تو بھولکر دونوں ہاتھ منہ سے پہلے وضو
میں دھولے تو پھر منہ کو دھو پھر بعد منہ کے دوبارہ
ہاتھ دھو اور اگر تو بایاں ہاتھ دہنے سے پہلے
بھولکر دھولے تو پھر دہنا ہاتھ دھوکر دوبارہ
بایاں ہاتھ دھو اور اگر سر کا مسح بھول جائے
اور پاؤں دھولے تو سر کا مسح کرکے پھر دوبارہ
پاؤں دھو۔

اور وضو کے توڑنے والے امور جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بوساطت امام اعظم رحمہ اللہ ہم کو
پہونچے ہیں وہ یہ ہیں کنتر ہیں ہے۔

اول ناقض وضو وہ چیز ہے جو پیشاب اور پاخانہ کی راہ مرد اور عورت سے خارج ہو خواہ وہ جن ہو یا پیپ ہوا ہو یا پاخانہ پیشاب ہو خواہ کنکری خواہ کیڑا خواہ مذی خواہ منی خواہ ودی۔ دوم ناقض وضو اتنا خون یا رادہ پیپ کا نکلنا ہے جو زخم کے سرے سے نکل کر بہنے کے قابل ہو خواہ نکلتے ہی زخم سے اسطرح اٹھالیا جائے کہ زخم سے گذر کر دوسری جگہ نہ بہنے پاوے اور سوا رادہ پیپ خون کے جو بھی کچھ زخم سے نکلے جیسے کیڑا یا کنکر وغیرہ کسی چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تیسرے منہ بھر کر قے آنا ہے خواہ اس میں غذا نکلے

اَوْ دَوَاءً اَوْ صَفْرَاءَ اَوْ دَمًا اَوْ مَاءً حَامِضًا۔ وَالرَّابِعُ النَّوْمُ مُضْطَجِعًا اَوْ مُتَّكِئًا اَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰی شَیْءٍ لَوْ اُزِیْلَ لَسَقَطَ وَالْخَامِسُ الْغَلَبَةُ عَلَی الْعَقْلِ بِالْاِغْمَاءِ اَوِ الْجُنُوْنِ وَالسَّادِسُ قَهْقَهَةُ الْبَالِغِ فِیْ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَالْمُرَادُ بِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی يَتَوَضَّاَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِشْكٰوةٌ صفہ باب مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ فِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ الْحَدَثُ يَعُمُّ مَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ وَغَيْرِهِمَا اَخْرَجَ فِی الْعِنَايَةِ عَنِ الدَّارَقُطْنِیِّ قَوْلَہٗ

خواہ دوا صفرا نکلے یعنی پت کیسی ہی ہو خواہ خون یا کھٹا پانی۔ چوتھے ناقض وضو چت سونا ہے خواہ کروٹ پر یا تکیہ لگا کر یا ایسے سہارے سے کہ اگر وہ دور کر دیا جائے زمین پر گر پڑے۔ پانچویں مغلوب العقل ہو جانا ہے بیہوشی سے یا جنون سے یعنی نیند ایسی کہ خبر نہ رہے۔ چھٹے بالغ مرد عورت کا نماز رکوع اور سجدہ والی میں قہقہہ سے ہنسنا کہ بالغ کا بسبب فرمان جناب باری کے رکوع چہارم والمحصنات اور رکوع ششم لا یحب اللہ میں اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ الآیۃ یعنی آوے کوئی تم میں پاخانہ سے یا جماع کرو تم عورتوں سے اور پانی نہ ملے تو تیمم کرو اور مجمع البحار میں ہے کہ غائط اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں آدمی قضاء حاجت کو جائے

جو اکثر پیشاب پاخانہ دونوں سے خالی نہیں ہوتی لامحالہ یہ معنے ہوئے کہ جب کوئی پیشاب
یا پاخانہ سے آوے یا بوجہ ہمبستری مذی یا منی یا ودی کے نکلنے میں مبتلا ہو تو وضو کر لے
اور اگر پانی نہ ملے تیمم کرے پس بوجہ اشتراک مراد آیہ کریمہ کل وہ چیزیں ہوئیں جو پیشاب پاخانہ
کی جگہ سے نکلیں اور بموجب حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمایا اُنہوں نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول فرماتا اللہ نماز اُس شخص کی جو حدث کرے جبتک
وضو نہ کرے یہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم ہے جو مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۴۸ باب ما یوجب الوضوء
میں ہے اور مجمع البحار میں ہے کہ جو بھی کچھ پیشاب پاخانہ کی جگہ سے نکلے خواہ تمام بدن سے
لفظ حدث سب کو شامل ہے اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے دار قطنی سے فرمان

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ
وَقَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ قَاءَ اَوْ رَعَفَ فِيْ
صَلٰوتِهٖ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ ابْنُ
مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ
تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوُضُوْءُ
مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ
وَفِيْ صفہ ۱۴ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ لِلتِّرْمِذِيِّ
عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ بِسَنَدِهٖ عَنْ مَعْدَانَ
ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ وضو ہر قسم
کے خون بہتے ہوئے کے نکلنے سے واجب
ہوتا ہے اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے جس شخص کو نماز میں قے آجاوے یا نکسیر
جاری ہو جاوے اسکو چاہیے کہ نماز سے پھر
کر وضو کر لے اس حدیث کو ابن ملیکہ عائشہ رضی
اللہ عنہا سے نقل فرماتے ہیں اور حضرت عائشہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دار قطنی میں ہے
تمیم داری رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے
کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر
بہتے ہوئے خون کے نکلنے سے وضو کرنا واجب ہے
اور صفہ ۱۴ ترمذی شریف میں ہے حسین معلم سے
انکی سند کے ساتھ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے

کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کر کے وضو فرمایا تھا پھر مسجد دمشق میں جب حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے میں ملا

فِی مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لَہٗ فَقَالَ اَنَا صَبَبْتُ لَہُ الْوُضُوْءَ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی قَدْ رَاٰی غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِھِمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ الْوُضُوْءَ مِنَ الْقَیْءِ وَالرُّعَافِ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانِ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَقَدْ جَوَّدَ حُسَیْنُ الْمُعَلِّمُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَحَدِیْثُ حُسَیْنٍ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ قَالَ ابْنُ ھُمَامٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ صفحہ ۲۶ مِنَ الْھِدَایَۃِ الْمَطْبُوْعَۃِ مَعَ الشُّرُوْحِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ شَرْحِہٖ فَتْحِ الْقَدِیْرِ وَمَا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ مِنْ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ الخ فَضَعِیْفٌ وَاَمَّا حَدِیْثُ مَنْ قَاءَ اَوْ رَعَفَ الخ فَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَہٗ قَیْءٌ اَوْ رُعَافٌ

اور میں نے اُن سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا بعد قے کے میں نے ہی آپ وضو آپ کے لئے ڈالا تھا ابو عیسےٰ ترمذی فرماتے ہیں بہت سے اہل علم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اُنکے سوا تابعین سے قے اور نکسیر سے وضو کرنا واجب سمجھتے ہیں اور یہی قول ہے حضرت سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا اور حسین معلم اس حدیث کو جید الاسناد بتاتے ہیں۔ اور یہ حدیث حسین کی اس باب میں بہت صحیح ہے بعد ابن ہمام رحمہ اللہ ہدایہ مطبوعہ مصر مع الشروح الاربعہ کے صفحہ ۲۶ میں اپنی شرح مسمی بفتح القدیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ جو دار قطنی میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوا کر بن وضو کئے نماز پڑھی وہ حدیث ضعیف ہے اور وہ حدیث ابن ماجہ کی جو اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابن جریج سے وہ ابن ابی ملیکہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو قے آجاوے یا نکسیر

أَوْ قَلْسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ
أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ جِهَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ
ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُرْسَلًا وَقَالَ هٰذَا هُوَ الصَّحِيحُ وَفِي صـ
مِنَ الْمِشْكٰوةِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي
أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ
فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ
عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ
مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا
رَوَاهُ مُسْلِمٌ صـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوءَ عَلٰى
مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ
اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَأَبُو دَاوُدَ صـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یا سوتے ہیں کھانا تھوڑا سا آجاوے یا
مذی آجاوے اسکو چاہیے وضو کرے
اس حدیث کو بیہقی طریق دار قطنی سے اور
وہ ابن جریج سے وہ اپنے باپ جریج سے وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے بطریق مرسل نقل فرماکر
فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور صفحہ مشکوٰۃ
شریف میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا
انہوں نے مجھکو مذی بہت آتی تھی اور بوجہ
رشتہ دامادی کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم
سے پوچھتے شرم آتی تھی لہذا حضرت مقداد
سے میں نے کہا انہوں نے حضور سے پوچھا
آپ نے فرمایا کہ وہ مذی کو سر ذکر سے دھوکر
وضو کرلیا کریں یہ حدیث متفق علیہ بخاری و
مسلم ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے آپ فرماتے ہیں جب کوئی تم میں سے
اپنے پیٹ سے کچھ ریاح خارج ہونیکا خیال
پاوے اور وہ اس شبہ میں مبتلا ہو کہ باہر
یا نہیں وہ مسجد سے یعنی اپنی نماز سے
نہ نکلے جبتک آواز گوز کی یا بدبو نہ پاوے
یہ حدیث صـ مسلم شریف کی ہے اور حضرت

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ تحقیق وضو کرنا واجب اس شخص پر ہے جو لیٹ کر سو جاوے چت خواہ کروٹ پر اسواسطے
کہ جب آدمی لوٹ جاتا ہے اسکے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اس حدیث کو ترمذی اور ابو
داؤد نقل فرماتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ امر صحت کو پہونچا ہے وہ فرماتے ہیں
کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ......

يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اِلَّا اَنَّهُ ذَكَرَ يَنَامُوْنَ بَدَلَ يَنْتَظِرُوْنَ وَلِهٰذَا قَالَ فِي الْعَالَمْگِيْرِيَّةِ لَا تَنْقُضُ بِالنَّوْمِ جَالِسًا حَتّٰى وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ۔ فقط

انتظار جماعت نماز عشا میں یہانتک بیٹھے رہتے تھے کہ اونگھ سے انکے سر جھک جھک جاتے تھے اور پھر بغیر وضو کرنے کے نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد و ترمذی کی ہے مگر ترمذی رحمۃ اللہ نے لفظ يَنْتَظِرُوْنَ کی جگہ لفظ يَنَامُوْنَ کا ذکر کیا ہے
جس کے یہ معنے ہیں کہ انتظار جماعت میں بیٹھے بیٹھے اتنے سو جاتے تھے کہ انکے سر جھک جھک
جاتے تھے اسیواسطے فتاوی عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو
نہیں ٹوٹتا جبتک زمین پر نہ گر جاوے۔ فقط

ان احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ معراج جسمانی تک حضور فقط نماز فجر یا
عصر یا فجر و عشا اسی وضو کے ساتھ پڑھتے رہے کوئی زمانہ ایسا نہیں ثابت ہوتا کہ جسمیں کبھی
نماز بے وضو ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہو یا پڑھنے کا حکم دیا ہو اور قبل نزول
آیت تیمم بعض صحابہ کا بموجب روایت بخاری اپنی مرضی سے بے وضو نماز پڑھنا ثابت نہیں
چنانچہ ایسا ہی باب ذکر وضوئہ وصلاتہ صلے اللہ علیہ وسلم سیرت حلبی میں بحوالہ کتاب الامتاع
کہ معراج جسمانی سے پہلے جو معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری ہوئی تھی دو رکعت
صبح کی تھی اور فقط دو رکعت عصر کی یا عشا کی اور یہی مضمون دوسری کتب معتبرہ اور بعض تفاسیر میں ہے

اسکے بعد کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ تین سال اور بقول بعض دو سال اور بقول بعض چالیس دن تک نزول وحی موقوف رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق وحی پر درجہ بڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض اوقات میں ارادہ کرتا تھا کہ اپنے کو پہاڑ سے گرادوں اسیوقت جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور عرض کرتے کہ گھبراؤ نہیں ضرور آپ پر وحی آوے گی۔ حق یہ ہے کہ یہ زمانہ طے کرانے مراتب ولایت اور عشق ومحبت کا تھا جب یہ وقت پورا ہوگیا تو سورۂ مدثر نازل ہوئی اور اسی سورۂ سے آغاز مرتبہ رسالت ہوا پھر ہجرت سے دو سال پہلے بموجب روایت سیرۃ حلبی معراج مذکورہ ہوئی ورنہ بلا جسم معراج روحانی تو بموجب روایت حلبی ۲۲ ہیں بلکہ ۳۴ اور پنجگانہ نماز فرض کی گئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اول وقت اور آخر وقت نماز پنجگانہ کو اسطرح تعلیم فرمایا اور آخر کار بحسب حکمت حکیم مختار اول اور آخر ہر وقت کا بموجب ان حدیثوں کے قول وفعل سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح قرار پایا جیسے ان تمام احادیث صحیحہ کو ملا کر دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ وَأَبِي دَاؤُدَ فِي سُنَنِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِي جِبْرَئِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ

ترمذی اور ابوداؤد میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے قریب دو بار جبریل علیہ السلام نے میری امامت کی پھر نماز ظہر اسوقت پڑھائی جب آفتاب ڈھل گیا اور سایہ آفتاب کے ڈھلنے سے مثل نعلی جوتی یعنے چپل کے اگلے تسمہ کی برابر زمین پر ظاہر ہوگیا اور نماز عصر اسوقت پڑھائی جب سایہ ہر شئے کا مثل اس شئے کے زمین پر پڑنے لگا اور مغرب اسوقت پڑھائی

جس وقت روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء اُسوقت پڑھائی جب شفق غائب ہو گئی۔ اور نماز فجر اُسوقت پڑھائی جب کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہو جاتا ہے یعنے وقت ظہور صبح صادق کے

فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

پھر دوسرے دن ظہر اُسوقت پڑھائی جب سایہ ہر شئے کا مثل اُس شئے کی ہو گیا اور عصر اُسوقت جب سایہ ہر شئے کا اُس شئے سے دو مثل ہو گیا اور مغرب افطار روزہ کے وقت اور عشا تہائی رات گذرنے تک اور نماز صبح اچھی روشنی کے وقت پھر میری طرف جبرئیل علیہ السلام متوجہ ہوئے اور کہا اے محمد صلے اللہ علیک یہی کیفیت اُن پیغمبروں کے اوقات نماز کی تھی جو تمسے پہلے گذرے ہیں اور ان دونوں دنوں کے اوقات سے درمیان میں جسقدر وقت ہے وہ سارا وقت اُس نماز کا ہے۔

اس حدیث مرویہ ترمذی اور ابوداؤد سے صاف ظاہر ہے کہ نماز پنجگانہ فرض ہونے کے بعد اول حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پنجگانہ نماز کے وقت اس طریق پر تعلیم فرمائے کہ جس سے وقت آخر ظہر کا بعینہٖ اول وقت عصر کا معلوم ہوتا ہے اور حدیث صحیح مسلم شریف سے ثابت ہے کہ عصر کا وقت اُسوقت تک نہیں ہوتا جبتک ظہر کا وقت باقی رہے اور بعد نکل جانے وقت ظہر کے عصر کا وقت شروع ہو کر آفتاب کے زرد ہونے تک باقی رہتا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۸ باب المواقیت مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت

صحیح مسلم شریف ۵ علامہ مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ ۴

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ
وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ
وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَ
وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ
وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ
الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ
الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ
الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا
تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول وقت ظہر کا اُسوقت ہے جب آفتاب
ڈہل جاوے اور آدمی کا سایہ اُسکے قد کی درازی
کے برابر ہوجاوے اور اُسوقت تک رہتا ہے
جبتک نماز عصر کا وقت نہ ہو پھر وقت کامل
عصر کا اُسوقت تک رہتا ہے جبتک آفتاب
زرد نہ ہوجاوے اور وقت نماز مغرب کا اُسوقت
تک رہتا ہے جبتک شفق نہ غائب ہو اور
وقت عشا کا شفق غائب ہوجانے سے ہو
رات تک جو درمیانے حصہ رات کا نصف
حصہ ہوتا ہے اور وقت نماز فجر کا طلوع صبح صادق سے اسوقت تک رہتا ہے جبتک آفتاب
نہ نکلے جب آفتاب نکلنے لگے پھر نماز قضا ادا نفل نماز جنازہ وغیرہ سجدہ تلاوت ناجائز ہے اسواسطے کہ آفتاب
دو سینگوں شیطان کے درمیان سے نکلتا ہے یعنی وہ عبدۃ الشیطان آفتاب پرستوں
کی عبادت کا وقت ہے۔"

اس حدیث صحیح مسلم شریف سے ظاہر ہے کہ پہلی حدیث ترمذی و ابوداؤد سے جو آخر وقت ظہر کا
عین اول وقت عصر کا ثابت ہوتا ہے یہ امر منسوخ ہوگیا اور فرمادیا کہ جبتک ظہر کا وقت باقی رہے
عصر کا وقت نہیں ہوتا اور اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ بعد سایہ اصلی جو ٹھیک دوپہر
کے وقت باعتبار ہر مہینے کے بارہ مہینوں سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے سایہ اصلی چھوڑ کر جب
ڈبلاؤ کا سایہ ہر شخص کا مثل درازی اُسکے قد کی ہوجائے نماز ظہر پڑہی جائے اسواسطے کہ
اگر معنے ظل الرجل کطولہ کے یہ لئے جائیں کہ مع سایہ اصلی کے مثل درازی قد آدم ہوجاوے

اس تقدیر پر لازم آئیگا کہ ظہر کا وقت نصف النہار یعنے دوپہر سے پہلے ہی بعض مہینوں میں ہوجاتا ہے
جو مخالف جمہور اہل اسلام ہے اسواسطے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ آقلیم دوم کے شہروں سے ہیں
جسکے تمام شہروں میں ٹھیک دوپہر کے وقت بعض مہینوں میں سایہ اصلی آٹھ قدم سے بھی
زیادہ ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر کی یہ پہچان بتلائی کہ سایہ
آدمی کا اُسکے قد کی برابر ہوجاوے اور قد ہر آدمی کا اُسکے قدم سے سوا چھ قدم کسی کا
اس سے بھی کم انتہی سات قدم تک کا ہوتا ہے اسیواسطے مقیاس یعنے اُس کیلیے کو جو سایہ
اصلی دریافت کرنے کو دائرہ ہندیہ میں قائم کی جاتی ہے سات حصہ یا ساڑہے چھ حصّہ برابر
تقسیم کرکے ہر حصہ کا نام قدم رکھا جاتا ہے اور سایہ اصلی کی مقدار کہ ایک قدم ہے یا دو
قدم انتہی۔ باعتبار اقلیم دوم آٹھ قدم یا اس سے کچھ زیادہ توجس مقام پر جس مہینے میں سایہ اصلی
جو ٹھیک دوپہر کے وقت ہوتا ہے جب آٹھ قدم یا اس سے زیادہ ہوگا اور بموجب فرمان عالیشان
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَارَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ نماز ظہر قطع نظر سایہ اصلی سے جب
سات قدم یا ساڑہے چھ قدم سایہ مقیاس پر پڑھی جاے گی تو ایک قدم یا ڈیڑھ قدم کبھی اس
سے بھی پہلے جب سایہ اصلی آٹھ قدم سے زیادہ ہو پڑھنا لازم آویگا اور دوپہر سے بہت پہلے پڑھی
جاوے گی اور بوجہ قطع نظر کرنیکے سایہ اصلی سے باتفاق جمہور اہل اسلام بوجہ پڑھے جانے کے
قبل الوقت ناجائز غیر ہووے ٹھہرے گی لہذا بالاتفاق معنے حدیث صحیح مسلم مذکورہ کے یہ ہوں گے
کہ نماز ظہر کا عمدہ وقت یہ ہے کہ سایہ اصلی چھوڑکر آفتاب اتنا ڈھلجاوے کہ سایہ آدمی کا اسکی
درازی قد کی برابر ہوجاے اور حدیث مذکور میں وقت الظہر اذا زالت الشمس و کان ظل
الرجل کطولہ کے یہ معنے عمدہ وقت ظہر کا اُس وقت ہوتا ہے کہ آفتاب ڈھلجاوے اسواسطے
کئے گئے ہیں اور لفظ عمدہ کی قید بڑھائی گئی کہ حدیث مذکور اُن حدیثوں کے مخالف نہ ہوجن
میں جواز ظہر کا بیان اور عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظہر پڑھنے میں اسوقت سے پہلے آچکا ہے
چنانچہ صفحہ ۵۹ مشکوٰۃ شریف میں ہے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے عاملوں کو یہ فرمان لکھا تھا کہ ضرورترین تمہارے کاموں سے میرے نزدیک نماز ہے جس نے انکو یاد رکھا اور انکی محافظت کی اس نے اپنے دین کی محافظت کی اور جس نے انکو ضائع کر دیا وہ علاوہ بریں دوسرے دینی کاموں کا زیادہ ضائع کرنیوالا ہوگا پھر تحریر فرمایا کہ اگر علاوہ سایہ اصلی آفتاب ڈھلنے کا سایہ ایک گز ہو تو ظہر کی نماز اس وقت سے اس وقت تک پڑھو کہ سایہ تم میں سے ہر ایک کا مثل اسکی ہو جاوے اور عصر اس وقت تک کہ آفتاب بلند سفید زردی سے صاف ہو۔ ایسے وقت کہ قبل غروب آفتاب نماز پڑھ کر سوار دو یا تین فرسخ جا سکے۔

(اس حدیث سے بھی جواز ظہر بعد ایک مثل کے ثابت ہے) اور مغرب جب آفتاب بالکل چھپ جاوے اور عشاء جب شفق غائب ہو جاوے تہائی رات تک جو اس سے پہلے سو جاوے خدا کرے اسکی نیند جاتی رہے اور صبح ستارے جب ظاہر رہتے۔

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ نماز ظہر کا وقت سایہ اصلی ایک گز ہو تو ایک گز چھوڑ کر ایک مثل کے بعد نماز پڑھنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا اور اگر فئے کے معنے ڈھلاؤ کا سایہ کیا جائے بتقاضائے حرف إلى تو یہ معنے ہوں گے کہ افضل طریقہ یہ ہے کہ سایہ اصلی کو چھوڑ کر اگر ڈھلاؤ کا سایہ ایک گز ہو تو ایک گز سایہ سے ایک مثل تک ظہر پڑھو

اسکے بعد جواز و عدم جواز کا کچھ ذکر نہیں البتہ نماز عصر کی ابتدا جو بتائی کہ اتنا وقت رہے کہ سوار دو تین فرسخ جا سکے اس سے پہلے نماز ظہر کا وقت باقی رہنے کی طرف بلا شبہ اشارہ پایا جاتا ہے اسواسطے کہ دوسری صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ظہر سے عشا تک کے اوقات میں کوئی وقت خالی ایسا نہیں رہتا جس میں کسی نماز کا ان چاروں نمازوں سے وقت مکروہ بھی نہ ہو چنانچہ کئی سندوں سے امام مسلم رحمہ اللہ مسلم شریف میں اسی ایک مضمون کی حدیثیں حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص اور حضرت شعبہ رضی اللہ عنہم سے نقل فرماتے ہیں جن میں سے ایک حدیث بنظر اختصار نقل کی جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلٰى اَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلٰى اَنْ تَحْضُرَ الْعَصْرُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلٰى اَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلٰى اَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ بیشک نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز فجر پڑھو تو بیشک اول کنارے آفتاب کے نکلنے تک پڑھو اور جب ظہر پڑھو ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہونے تک رہتا ہے اور جب عصر پڑھو عصر کا وقت غیر مکروہ آفتاب کے زرد ہو جانے تک رہتا ہے اور جب مغرب پڑھو تو وقت مغرب (بقرینہ دیگر احادیث آئندہ) شفق سفید کے غائب ہونے تک رہتا ہے بعدہٗ عشاء کا (وقت غیر مکروہ) آدھی رات تک۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قَدْرُ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلٰثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ

اور بروایت ابوداؤد و نسائی یہ حدیث جو مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اندازہ نماز ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمیوں میں علاوہ سایہ اصلی کے

تین قدم سے پانچ قدم تک تھا اور جاڑوں میں (چونکہ سایہ دراز ہوتا ہے) پانچ قدم سے سات قدم تک"۔

یہ بیان واقعہ ہے اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ بعد اس اندازہ اور مقدار کے عدم جواز نماز ظہر کیطرف اشارہ بھی ہو اور ایک مثل کے بعد علاوہ سایہ اصلی کے نماز ظہر پڑھنے کے متعلق یہ حدیث صحیح باب اوقات الصلوٰۃ مسلم شریف میں ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِشْهَدْ مَعَنَا الصَّلٰوةَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ وَقَعَ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ يُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ بَعْضِهِ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ مَا بَيْنَ مَا رَاَيْتَ وَقْتٌ

حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حاضر خدمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر اوقات نماز سے سوال کیا آپ نے فرمایا ہماری نمازوں میں حاضر رہو پھر حضرت بلال رض کو تاریکی فجر میں ارشاد فرمایا اور انہوں نے اذان کہی اور صبح صادق ہوتے ہی آپ نے نماز فجر ادا کی پھر نصف النہار سے آفتاب ڈھلنے کے وقت اذان نماز ظہر کا حکم فرمایا پھر جب آفتاب اونچا تھا (اور ابھی زرد نہیں ہوا تھا) کہ پھر اذان عصر کا حکم فرمایا پھر آفتاب غروب ہونے کے بعد اذان مغرب کا حکم فرمایا پھر اذان عشاء کا حکم فرمایا جب غروب آفتاب علی وجہ الکمال واقع ہو گیا (یعنے آثار آفتاب جو سفیدی شفق ہے یقیناً جاتی رہی پھر دوسرے دن صبح کو خوب روشن کر کے حکم اذان فجر نافذ فرمایا پھر خوب ٹھنڈا وقت کر کے نماز ظہر کا

حکم فرمایا اور اذان عصر کا اُس وقت حکم فرمایا کہ آفتاب سفید بلا آمیزش زردی کے تھا پھر اذان مغرب کا حکم فرمایا شفق غائب ہونے سے پہلے حرمی راوی کو شک ہے کہ تہائی رات گئی یا اسکے بعد عشار کا حکم فرمایا جب صبح ہوئی فرمایا سائل کہاں ہے یہ جو دو دن دو دو مختلف اوقات میں تمنے نمازیں ہمارے ساتھ پڑھیں ہر نماز کے دو مختلف وقتوں کے درمیان اُس نماز کا سارا ہی وقت ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اَتَاہُ سَائِلٌ یَسْئَلُہٗ عَنْ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ شَیْئًا قَالَ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا یَکَادُ یَعْرِفُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ بِالظُّھْرِ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ یَقُوْلُ قَدِ انْتَصَفَ النَّھَارُ وَھُوَ کَانَ اَعْلَمَ مِنْھُمْ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِیْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰی انْصَرَفَ مِنْھَا وَالْقَائِلُ یَقُوْلُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ کَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّھْرَ حَتّٰی کَانَ قَرِیْبًا مِّنْ وَّقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰی انْصَرَفَ

اسی طرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپکی خدمت میں ایک سائل اوقات نماز پوچھتا آیا آپ نے کچھ جواب نہ دیا پھر نماز صبح طلوع صبح صادق ہوتے ہی ایسے وقت پڑھی کہ اندھیرے کوئی ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکتا تھا پھر نماز ظہر آفتاب ڈھلتے ہی ایسے وقت کہ شبہ دوپہر کا ہوتا تھا اور سب سے زیادہ جاننے والے اوقات کے آپ خود تھے پھر عصر جب آفتاب بلند تھا (بہت نیچا نہ ہوا تھا) پھر مغرب بعد غروب آفتاب پھر عشاء بعد غروب ہونے شفق کے پھر دوسرے دن فجر ایسے وقت کہ بعد نماز طلوع آفتاب کا شبہ ہوتا تھا پھر ظہر اتنی تاخیر سے پڑھی کہ پہلے دن کی عصر کے وقت سے قریب تھی پھر عصر اتنی تاخیر سے کہ آفتاب سرخ ہوگیا پھر مغرب شفق غائب ہونے کے قریب قریب پھر عشا اول تہائی رات کم

مسلم

منهاد القائل يقول قد احمرت الشمس
ثم اخر المغرب حتى كان عند سقوط
الشفق ثم اخر العشاء حتى كان ثلث الليل
الاول ثم اصبح فدعا السائل فقال
الوقت بين هذين ـ واخرج علامة
النيموي في آثار السنن عن جابر بن
عبد الله رضي الله عنه قال سأل رجل
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
وقت الصلوة فلما دلكت الشمس
اذن بلال الظهر فامره رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاقام الصلوة وصلى
ثم اذن للعصر حين ظننا ان ظل الرجل
اطول منه فامره رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاقام الصلوة وصلى ثم اذن للمغرب
حين غابت الشمس فامره رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاقام الصلوة وصلى
ثم اذن للعشاء حين ذهب بياض
النهار وهو الشفق ثم امره فاقام
الصلوة فصلى ثم اذن للفجر حين طلع
الفجر فامره فاقام الصلوة فصلى ثم اذن
بلال الغد للظهر حين دلكت الشمس

مؤخر فرمایا پھر سائل کو بلاکر فرمایا کہ
وقت ہر نماز کا ان دونوں دن کے
اوقات کے درمیان وقت ہی
وقت ہے۔

اور علامہ نیموی مرحوم اپنی کتاب آثار السنن
میں اوسط طبرانی سے نقل فرماتے ہیں کہ
فرمایا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز
دریافت کئے پھر جب آفتاب ڈھلا بلال رضی اللہ عنہ
نے ظہر کی اذان کہی پھر فرمان حضور سے تکبیر
ہوئی اور نماز پڑھی پھر اذان عصر اسوقت
کہی جب ہمارا گمان یہ تھا کہ علاوہ سایہ اصلی
کے سایہ آدمی کا اسکی درازی قد سے بہت
دراز ہوگیا ہے پھر حسب فرمائش حضور تکبیر
کہی اور آپ نے نماز پڑھی پھر جب آفتاب
غروب ہوگیا مغرب کی اذان کہی اور بحکم حضور
پھر تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھی پھر جب
سفیدی دن کی جس سے شفق (سفید)
ہے جاتی رہی اذان عشاء کہی پھر تکبیر پھر آپ نے
نماز پڑھی پھر جب صبح صادق ہوگئی اذان
فجر ہوئی پھر حسب ارشاد حضور تکبیر پھر آپ نے نماز ادا کی

فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ
لِلْعَصْرِ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ فَاَمَرَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ
غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ
النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى ثُمَّ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ
صَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ
فَنِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مِرَارًا ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَحَدٌ
مِّنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ
فَاِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَلَوْلَا اَنْ
اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُ بِتَاْخِيْرِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ
اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ اَوْ اَقْرَبَ مِنْ نِّصْفِ اللَّيْلِ
ثُمَّ اَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَاَخَّرَهَا حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ
اَنْ تَطْلُعَ فَاَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ
اَلْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ

پھر دوسرے دن جب آفتاب ڈھل گیا اسقدر
تاخیر کی کہ سایہ ہر شے کا مثل اُسکے ہوگیا پھر
حسب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر
ہوئی اور حضور نے نماز پڑھی پھر اذان عصر کہی
اتنی دیر سے کہ سایہ ہر شے کا اُس سے دو
مثل ہوگیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان کے موافق تکبیر ہوئی آپنے نماز پڑھی پھر اذان
مغرب بعد غروب ہوجانے آفتاب کے اتنی
دیر سے کہی کہ سفیدی دن کی یعنی سفیدی
شفق جو سرخ و زرد شفق کے بعد افق
مغرب میں نمودار ہوتی ہے قریب غروب
کے دکھائی دیتی تھی پھر حضور کے حکم سے تکبیر
ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر بعد غروب
شفق سفید عشاء کی اذان کہی یہانتک
کہ کئی بار انتظار کر کرکے ہم سو گئے اور
کئی بار جاگے پھر سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور فرمایا تمہارے سوا اسوقت
تک اس نماز کی انتظار کرنیوالا کوئی نہیں ہے
اور اگر میں اپنی امت پر موجب مشقت
نہ سمجھتا تو آدھی رات یا آدھی کے قریب
کرکے اس نماز کے پڑھنے کا حکم نافذ فرماتا۔

پھر اذان فجر قریب آفتاب نکلنے کے ہوئی پھر بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور نماز ہوئی پھر فرمایا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان اول دن کے وقتوں سے دو[illegible]
وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ اور علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے لا محالہ یہ حدیث صحیح حدیث کے مرتبہ سے قریب قریب ہے۔

ان تینوں حدیثوں سے ظاہر ہے کہ نماز ظہر کا وقت بعد ایک مثل سایہ کے سایہ اصلی چھوڑ کر دو مثل سایہ سے ورے ورے رہتا ہے اور اُسوقت تک نماز ظہر پڑھنا جائز بلکہ گرمیوں میں تو ہمیشہ بعد ایک مثل کے ہی پڑھنا مستحب ہے جسکے متعلق احادیث صحیح انشاء اللہ زیر بحث وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ بیان کیجاوینگی اور اس حدیث سوم طبرانی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وقت مغرب شفق سفید کے غائب ہونے سے پہلے تک باقی رہتا ہے اور ہر دو حدیث حضرت بریدہ و ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما مذکورہ مسلم شریف کی مانند مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ماثور ہے۔ عقود الجواہر المنیفہ میں ہے اسیطرح امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو کتاب الآثار میں نقل کیا ہے اور یہ حدیث جو بخاری شریف میں ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ	یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز عصر اُسوقت پڑھتے تھے کہ آفتاب باعتبار روشنی کے زندہ اور بلند معلوم ہوتا تھا اور اچھا جانیوالا اور چالاک بعد نماز عصر اُسوقت عوالی مدینہ تک پہونچ سکتا تھا کہ ابھی آفتاب افق سے

اونچا رہے اور بعض عوالی مدینہ طیبہ مدینہ سے چار میل پر ہیں۔

اسکے معنے بھی حدیث اول مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ سے جو عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے کھل گئے کہ عوالی مدینہ تک بحالت بلندی آفتاب پہونچ جانیوالے یا جانیوالے سے حدیث ہذا میں سوار مراد ہے نہ کہ پیادہ اور بیان راوی سے ظاہر ہے کہ وہ عوالی مراد ہیں جو

جو چار میل پر واقع ہیں اور اسی مقدار کا مؤید قول ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے جسکو ابوداؤد نے اپنی سنن میں بسند صحیح نقل کیا ہے حیث قال

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةٍ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ أَوْ أَرْبَعَةٍ

یعنی ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ عوالی مدینہ طیبہ دو میل پر ہیں یا تین میل پر معمر کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یا چار میل پر بھی کہا تھا

پھر سوار تو بلاشبہ دو مثل سایہ ہونے پر علاوہ سایہ اصلی کے گرمی کے دنوں میں متوسط رفتار سے آفتاب افق سے اونچا رہنے تک بخوبی چار میل طے کرسکتا ہے اور پیادہ سے بھی اگر مثل صحابہ کرام کے جفاکش اور مشاق دوڑ بھاگ کا ہو چار میل طے کرنا بعد دو مثل سایہ کے مشکل نہیں البتہ تین فرسخ جسکا ذکر حدیث مذکورہ مؤطا میں ہے بعد دو مثل سایہ کے سوار بھی جب ہی طے کرسکتا ہے جب پویہ چلے اور گھوڑا یا اونٹ بھی تیز رفتار ہو ورنہ بودا اونٹ گھوڑا تو بعد ایک مثل کے چلنے پر بھی آفتاب کے افق سے اونچا رہنے تک تین فرسخ بمشکل طے نہیں کرسکتا اسواسطے کہ ماہرین فن مولٰنا شاہ ولی اللہ و قاضی ثناء اللہ پانی پتی و مولٰنا احمد رضا خانصاحب علیہم الرحمۃ والرضوان کی جداول مستخرجہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ہندوستان میں سوا سایہ اصلی کے سایہ ہر شئے کا دو مثل شئے کو گرمیوں میں پانچ چھ گھڑی یعنے گھنٹہ سوا دو گھنٹہ کہیں پاؤ کم کہیں کچھ زیادہ بحساب تنجیم دن رہے پہونچتا ہے اس میں سے اگر نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ لئے جاویں تو بعد ادائے نماز پونے دو گھنٹہ یا دو گھنٹہ دن باقی رہیگا اور زردی آفتاب پر جو وقت مکروہ عصر کا ہے آدھ گھنٹہ دن باقی رہے آتی ہے اس سے پہلے آفتاب صاف اور افق سے اونچا رہتا ہے لہذا وقت مکروہ اور وقت ادائے نماز پون گھنٹہ منہا کرنیکے بعد سوا گھنٹہ باقی رہا۔ اور سوار اسپ تیز رفتار مثل صحابہ کرام کے جنکے گھوڑوں کو ونرات غزا اور جہاد سے کام تھا بخوبی ایک گھنٹہ سوا گھنٹہ میں

ڈکی اور پو یہ چال سے آٹھ نو میل جو مقدار تین فرسخ کے ہے طے کر سکتا ہے چنانچہ انگریزی سواروں سے جو ہمنے دریافت کیا تو انہوں نے یہی مضمون بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ نو میل تو میٹھی چال سے ہی سوار جا سکتا ہے اور لاہور کا دفتر ریلوے شہر سے دو میل پر ہے دفتر والے شہریوں نے بیان کیا کہ ہم روزمرہ آدھ گھنٹہ بلکہ کچھ کم میں گھر سے دفتر پہونچ جاتے ہیں۔ جب شہری آدھ گھنٹہ میں دو میل طے کریں تو گاؤں والے زمیندار خصوصا عرب کے غازیان نامدار و صحابہ کرام جیسے جفاکش جرار تو آدھ گھنٹہ میں تین میل طے کر سکتے ہوں گے۔ لہذا تحقیق مذکورہ سے خوب ظاہر ہو گیا کہ نماز ظہر بعد ایک مثل سایہ کے جائز بلکہ گرمیوں میں افضل اور وقت عصر کی ابتدا بعد دو مثل سایہ کے سایہ اصلی چھوڑ کر اور انتہائے وقت ظہر دو مثل سے پہلے تک اور اس حدیث سے جو مرتبہ میں حدیث مشہور کے ہے جس میں مدت عمر اس امت مرحومہ کا بمقابلہ یہود و نصاریٰ بیان ہے۔ اور بخاری شریف میں آٹھ دس مختلف سندوں سے مختلف جگہ واقع ہے اور نیز دیگر کتب صحاح ستہ وغیرہ میں۔ یہ مدعا بہت ہی واضح طور سے ثابت ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نسبت پہلی امتوں کے اے امت مرحومہ تمہاری عمر ایسی ہے جیسی عصر سے مغرب تک کا وقت اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے مزدور رکھے نصف النہار آدھے دن تک کام کرنے کو ایک ایک قیراط مزدوری پر پس یہود نے آدھے دن تک ایک ایک قیراط مزدوری پر کام کیا پھر آدھے دن سے

قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ
النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ
ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى
مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ
اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ
اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ
فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا
نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِيْهِ
مَنْ شِئْتُ

عصر تک کام کرنیکو مزدور رکھے ایک ایک
قیراط پر پس نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر
مزدوری پر عصر تک کام کیا پھر عصر سے مغرب
تک کام کرنے کو مزدور رکھے دو دو قیراط
مزدوری پر خبردار تمہیں عصر سے مغرب تک
کام کرنیوالے ہو دو دو قیراط مزدوری پر
تمہارا اجر بہ نسبت تمام امتوں کے دوگنا ہے اس
بات سے یہود و نصاریٰ غصہ ہوئے اور انہوں
نے کہا کہ ہمنے کام زیادہ دیر کیا اور مزدوری ہمکو
اُن سے کم دیگئی اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ تمہارا
پورا حق دینے میں مینے کچھ ظلم کیا ہے انہوں نے
کہا کہ نہیں اللہ جلشانہ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسکو میں چاہوں زیادہ دوں ۔

عبارۃ النص یعنی سیاق عبارت حدیث سے ظاہر ہے کہ اس تشبیہ سے مقصود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس امر کا ظاہر فرمانا ہے کہ زمانہ مدت عمل یہود و عمل نصاریٰ بہ نسبت زمانہ مدت عمل اس امت کے بہت زیادہ ثابت کرنا ہے اور ثواب عمل بہ نسبت امت مرحومہ بہت کم اور زمانہ مدت عمل اس امت کا بہ نسبت یہود و نصاریٰ بہت کم اور ثواب عمل بہ نسبت اُنکے بہت زیادہ اور اطول ایام یعنی اساڑھ اور ساون میں جو پانی پت و دہلی وغیرہ میں بطریق تجربہ گھڑی دیکھا گیا تو بلاشک وشبہ علاوہ سایہ اصلی کے ساون میں سات گھڑی نو پل یا ساڑھے آٹھ گھڑی دن رہے ایک مثل سایہ ہر شئے کا اس شئے سے ہو جاتا ہے اور دوپہر سے مغرب تک کل پندرہ گھڑی دن ہوتا ہے اندریں صورت جب عصر ایک مثل پر پڑھا جائیگا تو عصر سے مغرب تک ساون میں ساڑھے آٹھ گھڑی دن رہیگا اور زوال سے عصر تک ساڑھے چھ گھڑی

اور بلاشبہ اس صورت میں مدت عمل اس امت کی مثال میں ساڑھے آٹھ گھڑی دن ہوگا اور مدت عمل نصاریٰ ساڑھے چھ گھڑی اور مطلب حدیث کا بالکل مخالف عبارت النص حدیث ہو جائیگا اور مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس اسواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وقت عصر کا علاوہ سایہ اصلی جب سایہ ہر شے کا اُس سے دو مثل ہو جاوے ہوتا ہے اسواسطے کہ دو مثل سایہ علاوہ سایہ اصلی پانچ گھڑی سات پل دن رہے ہوتا ہے تو اب زوال سے عصر تک کچھ کم دس گھڑی دن ہوگا اس تقدیر پر معنے بموجب سیاق حدیث اور مقصود شارع علیہ السلام صحیح اور درست بنجاوینگے اور کوئی محذور لازم نہ ہوگا اور بوجہ قوت دلائل مذکورہ اور اُن دلائل اوقات مستحبہ کے جن کو ہم انشاء اللہ زیر بحث آیہ کریمہ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ بیان کرینگے قول مختار و مفتیٰ بہ امام اعظم رحمۃ یہی رہیگا کہ نماز ظہر کا وقت بعد ایک مثل ہو جانے سایہ کے سایہ اصلی چھوڑ کر دو مثل ہونیسے پہلے تک باقی رہتا ہے نہ وہ قول جو صاحبینؒ رحمہما اللہ کیطرف منسوب ہے چنانچہ صفحہ ۲۴۴ جلد اول بحرالرائق میں ہے کہ اول ظہر میں تو کسیکا اختلاف ہی نہیں البتہ آخر وقت میں امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایت ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ راوی ہیں کہ دو مثل سایہ سے پہلے تک رہتا ہے اور حسن بن زیادؒ راوی ہیں کہ ایک مثل تک اور صاحبین کیطرف بھی یہ قول منسوب ہے مگر وہی قول امام جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اولی بالقبول ہے۔ بدائع میں ہے یہی قول اصل میں مذکور ہے اور یہی صحیح ہے نہایہ میں ہے امام اعظم رحمہ اللہ سے یہی قول دو مثل کا ظاہر روایۃ ہے غایۃ البیان میں ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہی روایت مشہور ہے اور مختار امام محیط میں ہے امام اعظم رحمہ اللہ کا قول دو مثل ہی کا صحیح ہے ینابیع میں ہے امام اعظم رحمہ اللہ سے یہی روایت صحیح ہے تصحیح قدوری علامہ قاسم میں ہے برہان الشریعۃ علامہ محبوبی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو مختار رکھا اور اسیطرف رجوع فرمایا علامہ نسفی رحمۃ اللہ نے اور علامہ صدر الشریعۃ نے اسی قول کی دلیل کو ترجیح دی اور اسی قول کے ساتھ موافقت کی۔ غیاثیہ میں ہے یہی قول مختار ہے۔

اور شرح مجمع میں ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہی ہے اسیواسطے اصحاب متون
اور شرح نے اس قول کو مختار اور پسندیدہ رکھا ہے اس سے بھی ثابت ہے کہ مذہب امام
عالیمقام رحمۃ اللہ علیہ یہی ہے اور علامہ طحاوی اور کرکی صاحب فیض کا قول صاحبین کو مفتی بہ
کہنا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ انکے نزدیک مذہب امام یہی ہے اور دلیل راجح امام
کے نزدیک حدیث اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ ہے الخ

بابُ الابراد بالظہر بخاری شریف میں ہے مختلف سندوں معتبر سے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ فَقَالَ اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّۃُ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْئَ التُّلُوْلِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے نماز ظہر کے لئے آپ نے فرمایا ابھی ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ یا فرمایا ابھی وقت کی انتظاری کرو ابھی انتظاری کرو اور فرمایا سختی گرمی کی سخت گرمی جہنم سے ہے، پس ٹھنڈے وقت کی انتظاری کرتے رہے یہانتک کہ ٹیلوں کے سائے ہم زمین پر ظاہر دیکھنے لگے۔"

اور ظاہر ہے کہ ٹیلوں کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے زمین پر ظاہر نہیں ہوتا جبتک سایہ ہر شے کا علاوہ سایہ اصلی کے ایک مثل سے بہت کچھ زیادہ نہ ہو جاوے اور اوقات مستحبہ کے متعلق جو حدیثیں زیر بحث آیۃ کریمہ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ نقل کیجاویگی ان سے قوت قول امام کی انشاء اللہ خوب ہی واضح ہو جاوے گی اور حسب قواعد رسم المفتی یہی قول قوی اور مفتی بہ ہے اور باب رسم المفتی شامی میں ہے کتاب الرضاع بحر سے کہ جب بعض فقہا ظاہر الروایۃ پر فتوی دیں اور بعض قول مخالف ظاہر الروایت کو مفتی بہ لکھیں تو ترجیح ظاہر الروایت کو دیجاویگی

اور باب المصرف بحر میں بھی ایسا ہی ہے اور مختار متون بھی یہی قول ہے۔ البتہ علاوہ ظہر موسم گرما کے بعض اوقات میں جسقدر تاخیر سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے بچنا بلا عذر مومن پر ضرور ہے مثلاً عصر میں اتنی تاخیر سے بچنا ضرور ہے کہ آفتاب میں زردی آجاوے اور دیواروں پر دھوپ میں زردی نظر آنے لگے۔ اور مغرب میں اتنی تاخیر سے کہ ستارے چھتا باندھ لیں اور شفق سرخ زرد ہو کر سفید ہو جاوے اور عشاء میں اتنی تاخیر سے کہ نصف شب گذر جاوے اسواسطے کہ ابوداؤد و مسلم شریف میں ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا	انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا بیٹھا آفتاب کو تکتا رہتا ہے یہانتک کہ جب آفتاب زرد ہو جاتا ہے اور دونوں سینگوں شیطان

کے درمیان کھڑا ہو کر چار ٹھونگ لگا لیتا ہے نہیں ذکر کرتا اللہ کا بیچ اسکے مگر کم۔

(اور مشکوٰۃ شریف میں ہے سنن ابی داؤد اور دارمی سے)

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰی اَنْ تَشْتَبِکَ النُّجُوْمُ	ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت میری بھلائی پر یا فرمایا طریق اسلامی پر جبتک تاخیر نہ کرے گی نماز مغرب

کے پڑھنے میں اتنی تاخیر کہ ستارے چھتا باندھ لیں۔

(اور صفحہ ۸۰ جلد اول بخاری شریف میں ہے)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی	انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے تاخیر فرمائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کے پڑھنے میں

نِصْفُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوْا اَمَا اِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهُ	آدھی رات تک پھر نماز پڑھی نماز پڑھکر سو گئے مگر تم جتنی دیر سے بیٹھے رہے نماز ہی میں تھے۔

اور غالبا اسی مصلحت سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور بعد عشاء دنیاوی باتوں سے کراہت رکھتے تھے اور منع فرماتے تھے کہ پہلے سو جانے سے زیادہ تاخیر نہ ہو جائے اور تہائی یا نصف شب تک تو نماز عشاء پڑھنے کے بعد ہر ایک کو سونے کی سوجھے اور بعد نماز دنیاوی باتوں کا موقع نہ ملے اور مشغولی ذکر اللہ میں ہر ایک کو سونا میسر ہو اور بلا سستی و کسل نماز تہجد کے لئے دو یا تین بجے آنکھ کھل جائے

(چنانچہ صفحہ جلد اول بخاری شریف میں ہے)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عشاء کے سونیکو مکروہ رکھتے تھے اور بعد عشاء دنیوی باتوں کو

(اور تفسیر سورہ کہف تفسیر بالماثور در منثور جلال الدین سیوطی میں ہے)

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِسُوْرَةٍ مَلَاَ عَظَمَتُهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلِكَاتِبِهَا مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمَنْ قَرَاَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَزِيَادَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْهَا عِنْدَ نَوْمِهٖ بَعَثَهُ اللّٰهُ اَيَّ اللَّيْلِ شَاءَ قَالُوْا بَلٰى	سند ابن مردویہ سے وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمکو ایسی سورت سے خبر نہ دوں کہ جسکی عظمت نے میانہ آسمان اور زمین کو بھر دیا اسکے لکھنے والے کو بھی مثل بھرتی میانہ آسمان اور زمین کے ثواب اور جو کوئی اسکو جمعہ کے دن پڑھے اسکے اس جمعہ سے اگلے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ سُوْرَةُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ

جمعہ تک کے مع تین زائد کے گناہ بخشے جاویں
اور جو اسکی دس آیت اخیر کی سونیکے وقت
پڑھ لے اللہ اسکو جگادے جونسے وقت رات سے اٹھنا چاہے۔ سب نے عرض کیا کیوں نہیں
خبر دیتے اس سے اے محبوب خدا۔ آپ نے فرمایا وہ سورہ کہف ہے۔

اور صبح صادق سے طلوع آفتاب تک یعنی جبتک آفتاب پر بوجہ ظاہر ہونے شعاعوں
کے نگاہ ٹھہرے اور نماز عصر کے بعد سے بالکل غروب ہوجانے آفتاب تک مطلقاً فقط نوافل
پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

(چنانچہ صفحہ ۸۲ جلد اول بخاری شریف میں ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے گواہی دی میرے پاس بہت سے پسندیدہ آدمیوں نے جن سب میں پسندیدہ تر میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ تھے فرمایا انہوں نے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے نماز (نفل) سے بعد نماز صبح کے
یہانتک کہ آفتاب خوب روشن ہوجاوے اور بعد عصر کے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوجاوے۔

اور اسوقت نوافل پڑھنے سے اسقدر ممانعت فرماتے تھے کہ اگر صبح کی دو سنت بھی رہجاویں
بعد ادا کرنے دو رکعت فرض صبح کے وہ بھی طلوع آفتاب سے پہلے نہ پڑھی جاویں اسواسطے کہ
بعد نماز فرض حضور سے ایک دوبار بھی انکا پڑھنا ثابت نہیں اسواسطے قبل ادا فرض اگر ادا نہ
ہوسکیں تو سنت موکدہ نہیں رہتیں حالانکہ قبل ادا فرض انکے ادا کرنیکی اس درجہ تاکید فرمائی
کہ اگر گھوڑوں کے سموں میں کہندرہے ہو جب بھی انکو نہ چھوڑنا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو قبل فرض نہ کبھی سفر میں چھوڑتے تھے

نہ حضر میں البتہ بعد طلوع آفتاب کے مثل اور نفلوں کی اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھنے کی اجازت دے دی مگر قبل طلوع شمس بعد نماز فرض انکے بھی پڑھنے سے منع فرمایا۔

(چنانچہ صفحہ ۵۹ جلد اول ترمذی شریف میں ہے)

عَنْ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلَّیْتُ مَعَہُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِیْ اُصَلِّیْ فَقَالَ مَھْلًا یَا قَیْسُ اَصَلَاتَانِ مَعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ رَکَعْتُ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا اِذَنْ۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں حضور تشریف لائے اور تکبیر کہی گئی لہذا میں نے حضور کے ساتھ (صبح کی سنت چھوڑ کر) نماز فرض ادا کرلی جب آپ بعد نماز فرض پھرے مجھکو دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں فرمایا اے قیس کیا دو نمازیں اکٹھے پڑھ رہے ہو میں نے عرض کیا حضور میں نے صبح کی سنت نہیں پڑھی تھی۔ فرمایا پس اسوقت نہ پڑھو۔

لہذا دوسری حدیث میں فرمادیا اگر کوئی صبح کی فوت شدہ فقط سنتوں کو پڑھنا چاہے تو وقت جواز نوافل کا بعد طلوع آفتاب کے ہوتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف ہی میں بعد حدیث مذکورہ قیس رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسطرح منقول ہے کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّھِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

فرمایا آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے صبح کی دو رکعت (سنت) نہ پڑھی ہوں انکو (اگر پڑھے تو) چاہیے کہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔

اور حدیث قیس رضی اللہ عنہ سے لفظ فَلَا اِذَنْ میں یہ جو شبہ پیدا ہوتا تھا کہ فَلَا اِذَنْ کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب حضرت قیس نے عرض کیا کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمادیا فَلَا اِذَنْ یعنی اگر ایسا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نے

اگرچہ اس معنی کا شبہ بھی خلاف محاورہ تھا مگر تاہم اس شبہ کو بالکل ہٹا دیا اور یہی معنے متعین کر دیئے کہ آپ نے حضرت قیس کا قول سنکر فرما دیا فلا اذن یعنی سنت بھی اگر پڑھنی ہو تو بعد ادائے فرض فجر پڑھو یہ وقت سنت پڑھنے کا نہیں ہے اور بصورت متعین ہو جانے اس معنے کے حدیث قیس میں حدیث عبداللہ بن عباس کا تعارض بھی حدیث قیس سے نہ رہا لیکن باوصف حصول توافق کے ان تینوں حدیثوں میں اتنی بات اب بھی محتاج بیان رہی کہ اگر جماعت فرض فجر ہو رہی ہو جس نے سنت فجر نہ پڑھی ہوں فوراً شریک جماعت ہو جاوے یا سنت پڑھکر اسکے متعلق عملدرآمد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتخب کنز العمال میں اسطرح منقول ہے

(صفحہ ۱۵۲ جلد سوم منتخب کنز العمال میں ہے)

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیْ قَالَ رَأَیْتُ الرَّجُلَ یَجِیْئُ وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ۔	ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے ہے وہ فرماتے ہیں دیکھا میں نے (عہد عمر رضی اللہ عنہ میں) کہ آدمی آتے تھے اس حالت میں کہ حضرت عمر نماز فرض پڑھاتے ہوتے پس سنت ادا کر لیتے ایک گوشہ مسجد میں پھر شریک جماعت ہوتے۔"

ہاں البتہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی سنت فجر بعد قیام جماعت گوشہ مسجد میں یا کسی شے کی آڑ میں نہ پڑھے اور جماعت کے برابر یا جماعت کے پیچھے بلا حجاب پڑھنے لگے اسطرح پڑھنا بلا شبہ سخت مکروہ ہے (کبیری) اسواسطے کہ اسطرح پڑھنے میں مخالفت امام اور جماعت لازم آتی ہے اور مخالفت امام اور جماعت سے بچنے کی اسقدر تاکید کیگئی ہے کہ جن نمازوں کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے اور ان میں باقتدار امام نفل پڑھنا ممکن ہے جیسے نماز ظہر اور عشاء۔ اگر کوئی نماز ظہر اور عشاء بجماعت خواہ بلا جماعت پڑھ کر بھی مسجد میں آوے اور جماعت ہوتے پاوے فرمایا فوراً بہ نیت نفل شریک جماعت ہو جاوے تاکہ روگردانی کا جماعت سے کسیکو شبہ نہ پیدا ہو اور اعراض عن الجماعت لازم نہ آوے

(باب من صلی صلوٰۃ مرتین مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت ترمذی ونسائی وابوداود)

عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَانْحَرَفَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ قَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيْئَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اِنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ رَحِمَهُ اللّٰهُ

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حاضر ہوا میں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج میں اور میں نے آپ کے ساتھ نماز صبح مسجد خیف میں پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے اور پھرے آپ نے دو آدمیوں کو نمازیوں سے علیحدہ دیکھا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی آپ نے فرمایا انکو میرے پاس لاؤ انکو اس حال میں حاضر کیا گیا کہ ہیبت نبوی سے انکے بازو کانپتے تھے آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمکو کس امر نے منع کیا انہوں نے عرض کیا حضور ہم گھر نماز پڑھکر آئے تھے آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ اگر گھر میں نماز پڑھکر بھی مسجد جماعت والی میں آؤ تو جماعت میں شریک ہو جاؤ کہ تمہاری یہ نماز نفل ہو جاوے گی اور یہی قول ہے ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کا۔ اور چونکہ احتمال پھرنے ضمیر (فانہا) کا گھر کی نماز کیطرف بھی ہے بوجب اس احتمال کے صلوٰۃ مسعودی میں ضعیف روایت یہ بھی ہے کہ پہلی نماز نفل ہو جاوے گی مگر صحیح یہی ہے کہ پچھلی نفل ہوگی

(اور اسی باب میں ہے بروایت مالک و ابی داؤد رحمہما اللہ)

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ سَأَلَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ يُصَلِّيْ اَحَدُنَا فِيْ مَنْزِلِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَاُصَلِّيْ مَعَهُمْ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ

روایت ہے ایک شخص سے جو قبیلہ بنی اسد کے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ہم میں سے ایک آدمی گھر میں نماز فرض پڑھکر اگر مسجد میں آوے

شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ فَقَالَ اَبُوْاَيُوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلْنَا عَنْ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَالِكَ لَهٗ سَهْمُ جَمْعٍ

اور وہاں جماعت ہوتی پاوے کیا انکے ساتھ پھر نماز پڑھ لے میرے دل میں اس مسئلہ میں شبہ ہے فرمایا ہمنے اس مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا ہے آپ نے فرمایا جماعت کے ساتھ دوبارہ پڑھ لینے میں جماعت کا ثواب ملجاویگا۔ یعنے فرض پہلی ہی نماز رہیگی۔

اور یہ حکم ظہر اور عشاء کے ساتھ اسواسطے مخصوص رکھا گیا کہ مغرب اور فجر کے بعد صراحۃً اسی باب مشکوٰۃ میں ممانعت منقول ہے اور بعد عصر نفل پڑھنے کی ممانعت میں احادیث صحیحہ موجود ہیں جو عنقریب نقل ہوچکیں چنانچہ اسی باب مشکوٰۃ میں ہے بروایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ نَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص مغرب اور فجر کی نماز پڑھ لے اور پھر ان دونوں وقتوں کی نماز کو جماعت کے ساتھ کسی امام کو پڑھتا پاوے تو ان دونو نمازوں کو دوبارہ نہ پڑھے"۔

پھر بعد معراج اور فرضیت نماز پنجگانہ اور تعلیم اول و آخر اوقات نماز پنجگانہ جسکی ابتداء نماز ظہر سے تھی یا بقول بعض نماز فجر سے سیرۃ حلبی میں ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز پنجگانہ فقط دو دو رکعت پڑھتے رہے پھر ایکماہ یا دس دن کے بعد ہجرت سے بحالت سفر نماز پنجگانہ بعض کے نزدیک بدستور سابق دو دو رکعت ہی رہی اور سوائے مغرب اور فجر اور جمعہ کے ظہر عصر عشاء میں دو دو رکعت بموجب روائت سیرۃ حلبی زیادہ کردیگئی اور فجر کی بدستور دو رکعت ہی رہی اور مغرب میں فقط ایک ہی رکعت اضافہ کیگئی اس وجہ سے کہ فجر کے وقت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی لہذا آدم علیہ السلام نے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور ظہر کے وقت بموجب اس روایت کے جسمیں حضرت اسحاق

علیہ السلام کا ذبیح ہونا منقول ہے جب اسحاق علیہ السلام کو اللہ جلشانہٗ نے ذبح ہونے سے بچالیا اور بعوض اسحاق علیہ السلام بغرض ادار قربانی اللہ نے بہشت سے دُنبہ بھیجا دیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے بوقت ظہر چار رکعت نماز شکر پڑھی تھی اور جب عزیز علیہ السلام کو سو برس تک سلا کر اٹھایا آفتاب کا وقت غروب کے قریب تھا حضرت عزیر علیہ السلام نے اسوقت چار رکعت پڑھی تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت لغزش مغرب کے وقت ہوئی تھی اور جوش مسرت میں ارادہ چار رکعت کا کیا تھا مگر تیسری رکعت میں بیٹھکر سلام پھیر دیا لہٰذا مغرب کی تین رکعت رہیں اور بالتخصیص عشاء کی نماز چار رکعت متعین کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں اور سب سے اول نماز عشاء کی چار رکعت آپ نے ادا کیں اور بعینہٖ اسی روائت کو بہت کم اختلاف کے ساتھ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معانی الآثار میں نقل کیا ہے۔ اور

(صفہ ۱۴۸ ابواب تقصیر الصلوٰۃ بخاری میں ہے)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتِ الصَّلٰوةُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ	عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں اول جب نماز فرض کیگئی دو دو رکعت فرض کی گئی تھی مگر سفر میں وہی دو دو رکعت (سوائے مغرب کے)

قائم رکھی گئی اور بحالت قیام سوائے فجر کے چار چار رکعت پوری کر دیگئی۔

بناءً علیہ علامہ حلبی سیرۃ حلبی میں مضمون حدیث مذکورہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ اس تقدیر پر قصر کرنا عزیمت ہوگا یعنی واجب نہ کہ رخصت اور اسی امر کی مؤید ہے روایت یعلی کتاب المسافرین مسلم شریف میں جو صفہ ۱۴۱ باب لا سرا حلبی میں ہے۔

عَنْ يَعْلَى ابْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ وَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ	یعلی بن امیہ سے ہے فرماتے ہیں عرض کیا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تو ارشاد فرماتا ہے کہ تمہیں کوئی گناہ نہیں نماز کی قصر کرنے میں یعنی چار رکعت والی نماز کو دو رکعت سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ قَدْ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ اَىْ فَصَارَ سَبَبُ الْقَصْرِ مُجَرَّدَ السَّفَرِ لَا الْخَوْفُ۔

ادا کرنے میں اگر تم مبتلاء خوف ہو اور اب تو سب امن میں ہیں فرمایا اس آیۃ سے مجھکو بھی تعجب ہوا تھا جیسے تمکو متعجب ہو لہذا مینے جب حضور سے یہی سوال کیا آپ نے فرمایا یہ اللہ جلشانہٗ کا صدقہ ہے جو تمپر کیا ہے تمکو چاہیئے کہ اسکو قبول کرو۔ لہذا سبب قصر کا فقط سفر رہا نہ کہ خوف۔ اور یہی قول ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور وہ روایات اور احادیث صحیحہ جو متمسک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نماز سفر کے متعلق ہیں اور دال ہیں اس امر پر کہ ادنیٰ مدت سفر جس میں مقیم اور مسافر کے احکام بہت امور میں بدل جاتے ہیں۔ یہ ہیں باب صلوٰۃ المسافر ہدایہ اور فتح القدیر و کفایہ میں ہے مسافر کے جو احکام بحالت سفر بدل جاتے ہیں یہ ہیں۔ اول مقیم پر ظہر عصر عشا کی نماز چار چار رکعت پڑھنا فرض ہے اور مسافر پر فقط دو دو رکعت۔ دوم مقیم اگر چمڑے یا ایسے موٹی اونی یا سوتی کپڑے کے موزے یا جراب جنکو پہنکر بغیر باندھے سفر کر سکے کامل وضو کر کے یا فقط پاؤں دھوکر پہن لے اور حدث سے پہلے وضو کامل کر لے۔ مقیم کو پہننے کے بعد جب وضو ٹوٹے اسوقت سے ایک دن ایک رات تک اگر سو بار بھی فقط وضو کی ضرورت ہو پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں فقط تین انگلیوں سے ٹخنوں کے برابر تک مسح سنت ہے اور مقدار تین انگلیوں کی باعتبار طول اور عرض موزے کے ہے اور مسافر کو وقت ٹوٹنے وضو سے بعد پہننے کے تین دن تین رات تک سوم مقیم پر جمعہ اور عیدین کا پڑھنا اور اگر صاحب نصاب ہو قربانی کرنا واجب ہے اور سنن مذکورہ ضروری الاداء اور مسافر پر یہ تینوں امور واجب الادا نہیں۔ اگر ادا کرے مستحق ثواب ہے۔ چہارم مقیم کو بلا عذر شرعی مرض وغیرہ رمضان کے روزے قضا کرنا درست نہیں مسافر کو قضا کر لینے کی رخصت ہے۔ اور وہ سفر جسمیں احکام مذکورہ بدل جاتے ہیں تین دن تین رات تک کے ارادہ سفر سے اپنے شہر یا قریہ کی آبادی سے باہر نکلنے کا نام ہے آبادی شہر میں واپس داخل ہونے سے دو ہی تک

یا اتنا سفر ہیں کسی جگہ پندرہ روز کے قیام کی نیت کرنے تک بسبب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقیم ایک دن ایک رات مسح کرے اور مسافر تین دن تین رات۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ عَنْ خُزَيْمَةَ ابْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثٌ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا الْمَسْحُ لِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَالْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ۔

وَأَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ عَنْ خُزَيْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ

حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح موزوں یعنی مسحوں کی نسبت سوال کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافر کے لئے مدت مسح کی تین دن تین راتیں ہیں اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اصحاب کرام اور تابعین عظام اور انسے پہلے فقہاء عالیمقام کا مثل سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کی۔

اور سنن ابو داؤد میں ہے مدت مسح (مسحوں) کی مسافر کے لئے تین دن تین رات ہیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات۔ فقط

علامہ برہان الدین رحمہ اللہ ہدایہ میں اور مولانا عبد العلی بحر العلوم غفر اللہ لہ رسائل ارکان میں تحریر فرماتے ہیں کہ جیسے دونوں حدیثوں مذکورہ میں بوجہ ہونے لفظ مسافر پر الف لام

استغراق کا عموماً مسافر مراد ہے خواہ مسافر بسفر عبادت ہو مثل سفر حج کے خواہ بسفر معصیت مثل سفر کرنیکی چوری اور قزاقی کے ارادہ سے اسواسطے کہ کسی ہی نیت سے سفر کرے سفر کے سفر ہونےمیں نیت خیر و شر کو کچھ دخل نہیں ایسی ہی جب شارع علیہ السلام نے تین دن تین رات سے کم کے سفر کو موجب مشقت اور تغیر احکام نہ سمجھا بلکہ نامحرم کے ساتھ عدم جواز سفر کی مدت میں بھی عورت کے لئے تین دن رات کامل کا ہی سفر مقرر فرمایا اور اس سے کم میں جائز بیان فرما یا تو خوب واضح ہو گیا کہ جس سفر میں ظہر عصر عشاء میں قصر واجب ہے اور نماز جمعہ اور عیدین واجب نہیں دغیرہ وغیرہ اور جس سفر میں احکام مقیم و مسافر بدل جاتے ہیں وہ عموماً تین دن اور تین رات کامل کا سفر ہے۔

یہی وہ سفر شرعی ہے جس میں ظہر عصر عشا کی نماز بحالت امامت یا تنہا پوری چار فرض پڑھنا گناہ ہے چنانچہ مرقاۃ اور نیز عون المعبود شرح ابوداؤد میں بھی ہے جسکا مؤلف غیر مقلدین حال سے ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ شَيْبَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى الظُّهْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَوْ جَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ لَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ الْمُنْذِرِيُّ وَاَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔	مصنف ابوبکر بن ابو شیبہ میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ آپ نے بصرہ سے جب ارادہ سفر کا کیا ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی پھر فرمایا کہ اگر ہم ان شہر کے چھپروں سے باہر نکل جاتے تو ظہر کی دو رکعت پڑھتے۔ علامہ

منذری فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری شریف مسلم شریف ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔

اور تعلیقات بخاری شریف میں ہے

خَرَجَ عَلِيٌّ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوْتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيْلَ هٰذِهِ الْكُوْفَةُ قَالَ لَا حَتّٰى نَدْخُلَهَا۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک بار بارادہ سفر شہر سے باہر نکلے ابھی شہر کے مکانات نظر آرہے تھے کہ آپنے قصر فرمایا ایسے ہی وقت لوٹنے کے

جب کوفہ نظر آنے لگا آپ سے عرض کیا گیا کہ ابتو کوفہ آگیا۔ آپ نے فرمایا جبتک کوفہ میں داخل نہ ہو جاویں ہم قصر ہی کرینگے۔

اور علامہ برہان الدین نے ہدایہ میں اور صاحب نہایہ اور کفایہ نے بھی اسی حدیث علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ اور رسائل ارکان علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ اور کبیری اور فتح القدیر میں ہے۔

اَخْرَجَ الطَّحَاوِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ قَالَا اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَاَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِیْ نَفْسِكَ اَنْ تُقِیْمَ خَمْسَةَ عَشَرَ لَیْلَةً فَاَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَرَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ اَتَمَّ وَرَوَی الْاِمَامُ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ مُوَطَّاهُ بِسَنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰی اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا فَاَتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی تَظْعَنُ فَاقْصُرْ۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تخریج فرماتے ہیں عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا انہوں نے جب تو سفر شرعی کی حالت میں کسی شہر میں پہونچے اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو نماز پوری چار رکعت پڑھ اور ابو بکر بن ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب بحالت سفر پندرہ دن کے قیام کی کہیں نیت کر لیتے تو نماز پوری (چار رکعت) پڑھتے تھے اور اپنی موطا میں امام محمد رحمۃ اللہ اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا انہوں نے جب تو مسافر ہو اور اپنے دل میں قصد کر لے پندرہ دن کے قیام کا پس پوری پڑھ اور اگر تجھکو اپنے قیام کا علم نہ ہو کہ یہاں سے کب چلنا ہو گا پس قصر کر (یعنی پوری چار نہ پڑھ گو آجکل کے ارادہ میں کتنی ہی مدت گذر جاوے)۔

علاوہ بریں بیس اُنیس دس روز اور اس سے کم و بیش کے قیام کی حالت میں درمیان

کسی شہر یا قریہ کے قصر کرنیکی جتنی بھی روایتیں ہیں اُنمیں سے کسی میں بھی یہ تصریح نہیں کہ باوصف نیت قطعی کر لینے قیام پندرہ روز یا اس سے کم و بیش کے قصر کیا تھا اور ایسی صورت میں بلا نیت قطعی اختیاری اگر برسوں قیام رہے جب بھی بموجب احادیث صحیحہ قصر ہی کرنا واجب ہے۔ اسواسطے کہ بغیر نیت کم از کم پندرہ روز کے قیام کے بعد نکلنے کے وطن اصلی یا وطن اقامت یعنے اُس جگہ سے جہاں بوجہ روزگار وغیرہ ہمیشہ قیام رہتا ہے یا بوجہ شادی کر لینے کے وہاں اکثر قیام رہتا ہے مسافر پر سرے سے وہ نمازیں جو بحالت قیام یا اقتدا کرنے امام مقیم کے چار رکعت پڑھی جاتی ہیں فرض ہی بقصد بجز دو رکعت کی گئی ہیں۔ چنانچہ کتاب تقصیر الصلوۃ نسائی شریف میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالنَّحْرِ رَكْعَتَانِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ مُوْسَى ابْنِ سَلِمَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ اُصَلِّیْ بِمَكَّةَ اِذَا لَمْ اُصَلِّ فِیْ جَمَاعَةٍ قَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ لِبَحْرِ الْعُلُوْمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتَمَّهَا فِی الْحَضَرِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَخْرَجَ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ بَابِ مَتٰى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا اُنہوں نے نماز جمعہ کی دو رکعت ہیں اور نماز عید الفطر کی دو رکعت اور عید الضحیٰ کی دو رکعت اور نماز سفر کی سرے ہی سے بلا قصر دو رکعت رکھی گئیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اور موسیٰ بن سلیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اُنہوں نے عرض کیا مینے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب میں مکہ معظمہ جاؤں تنہا بلا جماعت نماز کیسے پڑھوں فرمایا دو رکعت ہی سنت ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسائل ارکان علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اُنہوں نے

فرض کی اللہ جلشانہ نے نماز (اول) جب فرض کی دو دو رکعت پھر پوری چار کر دی بصورت قیام (اور سفر میں بدستور وہی رہی روایت کیا اس حدیث کو شیخین بخاری ومسلم نے اور باب متی یتم المسافر ابوداؤد میں ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشَرَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي اِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا سَفْرٌ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں جہاد کیا میں نے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حاضر ہوا میں ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں وہاں بعد فتح حضور نے اٹھارہ دن قیام فرمایا اس عرصہ میں حضور دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔ اور بعد سلام فرما دیتے اے شہر والو تم اپنی نماز پوری کر لو ہم مسافر ہیں

البتہ مسافر اگر مقیم کی اقتدا کرے تو اول سے خواہ آخری قعدہ سے باقتداء امام مسافر پر بھی چار رکعت ہی ظہر عصر عشاء کی پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور مسافر سنت اور نفل پڑھنے نماز پنجگانہ میں مختار ہے افضل یہی ہے کہ حتی المقدور سنت نفل پڑھتا ہی رہے اگر سفر سخت عجلت کا نہ ہو۔ چنانچہ رسائل الارکان میں موطا امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ اپنی سند سے نافع رضی اللہ عنہ سے اسطرح راوی ہیں

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي وَرَاءَ الْاِمَامِ اَرْبَعًا وَاِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ اَيْضًا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَرَى ابْنَهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام مقیم کے پیچھے (باقتداء امام) چار رکعت ہی پڑھا کرتے تھے اور جب تنہا اپنی نماز پڑھتے دو رکعت پڑھتے اور حضرت نافع سے ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بحالت سفر اپنے بیٹے عبید اللہ کو نوافل پڑھتا دیکھتے رہتے اور کبھی اس امر سے انکار نہ فرمایا اور ترمذی شریف میں ہے عبداللہ بن عمر

الظُّهرَ فِی السَّفَرِ رَکعَتَینِ وَبَعدَهَا رَکعَتَینِ | رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر کی بحالت سفر دو رکعت پھر بعد فرض ظہر حضور کے سامنے دو رکعت سنت پڑھیں۔

بعدہ بعد تکمیل احکام اور اوقات نماز پنجگانہ جب دو سال بعد معراج جسمانی سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حسب الحکم جناب رب العزت بار ہتعالی ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے رونق افروز مدینہ طیبہ ہوئے پھر دوبارہ سورۂ فاتحہ بحیثیت نزول قرآن مجید مدینہ طیبہ میں بغیر بسم اللہ کے نازل ہوئی اور یہ بتا دیا گیا کہ اول سورہ اقرأ کے ساتھ جو الحمد یعنے سورۂ فاتحہ اعوذ اور بسم اللہ کے ساتھ تعلیم کیگئی تھی وہ نزول سورۂ فاتحہ کا بحیثیت تعلیم طریق نماز تھا اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک مطلقاً جہری اور سِرّی نمازوں میں فقط پہلی رکعت میں اَعُوذ اور بسم اللہ پوشیدہ پڑھنا بعد پوشیدہ پڑھنے ثنا یعنے سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کے حق میں سنت ہے اور بسم اللہ کا بموجب دیگر احادیث صحیحہ ہر سورہ سے اول پوشیدہ پڑھنا مستحب اور اس صورت سے اُن احادیث کی جن میں نزول الحمد کا بسم اللہ اور نزول اقرأ کا اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے ساتھ ذکر ہے اُن احادیث کے ساتھ توفیق بھی ہوگئی جن میں ذکر نزول سورہ فاتحہ کا بغیر اعوذ اور بسم اللہ کے ہے اور یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اعوذ اور بسم اللہ کے ساتھ سورۂ اقرأ بھی نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ صفحہ ۱۱۸ تفسیر کبیر میں ہے رَوَی الضَّحَّاکُ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ اَوَّلَ مَا نَزَلَ بِهٖ جِبرَئِیلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلَیهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ قُل یَا مُحَمَّدُ اَستَعِیذُ بِاللّٰهِ السَّمِیعِ العَلِیمِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ ثُمَّ قَالَ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ اِقرَأ بِاسمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ اسی طرح سورۂ فاتحہ بموجب بعض روایات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ نازل ہوئی تھی مگر جیسے اعوذ اور بسم اللہ بالاتفاق جزو سورۂ اقرأ کا نہیں مانے گئے بسم اللہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک جز الحمد کا بھی نہ مانی گئی ورنہ یہ کسطرح تسلیم کیا جاوے کہ بموجب روایات آئندہ جز الحمد ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتراض

کفار سے باوصف پڑھتے رہنے الحمد کے نماز جہری میں جہراً بسم اللہ پڑھنا تا وقت وفات چھوڑ دیئے
کما سیجیئی تحقیقہ حالانکہ نزول سورہ فاتحہ میں بسم اللہ کے ساتھ اختلاف ہے تفسیر درمنثور
کی بعض احادیث سے نزول الحمد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور حضرت
مولا علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی روایات سے نزول الحمد بلا بسم اللہ
کے ثابت ہے چنانچہ تفسیر درمنثور میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اَخرجَ ابنُ اَبِی شیبۃَ فِی مُصنّفِہٖ وَاَبُو نُعیم
وَالبیہقیُّ فِی دَلائِلِ النّبوّۃِ وَالواحِدِیُّ وَ
الثّعلبیُّ عَن اَبِی مَیسرۃَ عمرِو بنِ شرحبِیلَ
اَنَّ رسُولَ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ قالَ
لِخدیجۃَ رضی اللہُ عنہا اِذا خلوتُ وحدِی
سمعتُ نداءً فقد واللہِ خشیتُ اَن
یکونَ ھذا امرًا فقالت معاذَ اللہِ ما کانَ
اللہُ لِیفعلَ بِکَ فواللہِ اِنّکَ تؤدِّی
الامانۃَ وتصِلُ الرحمَ وتصدُقُ الحدِیثَ
فلمّا دخلَ ابُوبکرٍ ولیسَ رسُولُ اللہِ صلّی
اللہُ علیہِ وسلّمَ ثمّ ذکرتْ خدیجۃُ
حدیثَہٗ لَہٗ وقالتْ اِذھبْ معَ محمّدٍ
صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ الی ورقۃَ فلمّا
دخلَ رسُولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ
اخذَ ابُوبکرٍ بیدِہٖ فقالَ انطلِقْ بِنا اِلی
ورقۃَ فقالَ ومَن اخبرکَ قالَ خدیجۃُ

ابوبکر ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں اور ابونعیم
اور بیہقی دلائل النبوۃ میں اور واحدی اور ثعلبی
حضرت ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہم
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے
فرمایا جب میں تنہا ہوتا ہوں ایسی آواز سنتا
ہوں جس سے کسی خوفناک امر سے ڈر لگتا ہے
حضرت خدیجہ نے عرض کی آپکو اللہ کی امان
ایسا تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کریگا
تم امانتدار ہو صلہ رحمی کرتے رہتے ہو سچ
بولتے ہو جب حضرت ابوبکر عدم موجودگی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ اُن سے
بیان کیا اور فرمایا تم حضور کے ساتھ حضرت
ورقہ کے پاس جاؤ جب حضور تشریف لائے
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور کا دست مبارک

فانطلقا اليه فقصا عليه فقال اذا خلوت
وحدي سمعت نداء خلفي يا محمد
يا محمد فانطلق هاربا في الارض فقال
لا تفعل اذا اتاك فاثبت حتى تسمع
ما يقول ثم ائتني فاخبرني فلما خلا
ناداه يا محمد قل بسم الله الرحمن
الرحيم الحمد لله رب العلمين
حتى بلغ ولا الضالين قال قل لا اله الا
الله فاتى ورقة فذكر ذالك له فقال
له ورقة ابشر ثم ابشر فاني اشهد
انك الذي بشر به ابن مريم وانك
على مثل ناموس موسى وانك نبي مرسل
واخرج ابن ابي شيبة في مصنفه
وابو سعيد ابن الاعرابي في معجمه و
الطبراني في الاوسط من طريق مجاهد
عن ابي هريرة رضي الله عنه ان ابليس
رن حين انزلت فاتحة الكتاب بالمدينة

بکر کر عرض کیا کہ حضرت ورقہ کے پاس تشریف
لے چلئے فرمایا میرے واقعہ کی تمکو کس نے
خبر دی ہے عرض کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ
عنہا نے پھر دونوں صاحب حضرت ورقہ کے
پاس پہونچے اور سارا واقعہ بیان کیا حضرت
ورقہ نے عرض کیا جب پھر ایسا ہو آپ ٹھہریئے
اور سنئے وہ کیا کہتا ہے اور پھر مجھسے بیان
کیجئے جب پھر حضور تنہا ہوئے تو آواز آئی
اے محمد صلی اللہ علیک کہو بسم اللہ الرحمن
الرحیم الحمد للہ رب العلمین ولا الضالین تک
پھر کہا کہو لا الہ الا اللہ یہ سب سنکر حضور نے
حضرت ورقہ سے آکر بیان کیا حضرت ورقہ نے
عرض کیا آپ کو بشارت ہو پھر بشارت ہو
میں گواہی دیتا ہوں آپ وہی رسول ہیں
جنکے آنے کی ابن مریم علیہما السلام نے بشارت
دی تھی اور جیسے موسیٰ علیہ السلام کے
پاس ناموس اکبر یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام
آئے تھے مثل اسی کی آپکے ساتھ برتاؤ ہے اور آپ نبی مرسل ہیں اور مصنف اور معجم اور
اوسط طبرانی میں طریق مجاہد سے مروی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب
سورہ فاتحہ مدینہ طیبہ میں حضور پر نازل ہوئی شیطان لعین بہت چیخا اور رویا۔

اور تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ تفسیر سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ سے

نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ مکّی ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قبل از ظہور رشان نبوت جب میں جنگل میں جاتا دیکھتا کہ ایک شخص نورانی شکل تخت زرین پر درمیان زمین و آسمان کے معلق کھڑا پکارتا ہے یا محمد۔ میں اس آواز سے ڈر کر گھر کیطرف چل دیتا جب یہ واقعہ بارہا پیش آیا مینے ورقہ بن نوفل سے جو توراۃ و انجیل کے عالم تھے اور میری بیوی خدیجہ کے چچازاد بھائی اس امر کا ذکر کیا انہوں نے کہا اب اگر ایسا دیکھو اور سنو تو ہرگز نہ ڈرنا اور سننا کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مینے ایسا ہی کیا اور اس نے حسب سابق جب مجھکو پکارا مینے کہا لبّیک یعنے حاضر ہوں اس شخص نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور آپ اس امت کے نبی ہیں۔ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر کہا پڑھیے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سورہ فاتحہ اول بغیر بسم اللہ کے تعلیم کی اور حضرت ابو میسرہ کی روایت مذکورہ سے ثابت ہے کہ بسم اللہ سے شروع کی لہذا امام شافعی رحمہ اللہ بسم اللہ کو جزو سورہ فاتحہ سمجھکر جہری نمازوں میں فرماتے ہیں کہ بسم اللہ بھی الحمد کے ساتھ جہراً پڑھی جائے اور جہری نمازوں میں الحمد کے ساتھ بسم اللہ کا جہراً پڑھنا بہتسی حدیثوں سے ثابت ہی ہے مگر امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر در منثور میں بعد نقل کرنے احادیث جہر کے تحریر فرماتے ہیں کہ

اَخْرَجَ الثَّعْلَبِيُّ مِنْ طَرِيْقِ الْكَلْبِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَتْ قُرَيْشٌ دَقَّ اللّٰهُ فَاكَ	حضرت ثعلبی طریق کلبی سے حضرت ابی صالح وہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قیام فرما تھے آپ نے جب باواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی مشرکین قریش نے یہ لفظ سخیف منہ سے

واخرج ابوداؤد في مراسيله عن سعيد
ابن جبير رضي الله عنهما قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم يجهر بسم الله
الرحمن الرحيم بمكة وكان اهل مكة
يدعون مسيلمة الرحمن فقالوا
ان محمدا يدعو الى اله اليمامة فامر
رسول الله صلى الله عليه وسلم باخفائها
فما جهر بها حتى مات واخرج الطبراني
من طريق سعيد بن جبير عن ابن
عباس رضي الله عنهما قال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا قرء بسم الله
الرحمن الرحيم هزء منه المشركون و
قالوا محمد يذكر اله اليمامة وكان
مسيلمة يسمى الرحمان فلما نزلت
هذه الآية امر رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان لا يجهر بها واخرج الطبراني
عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم وابوبكر
وعمر رضي الله عنهما واخرج ابن ابي شيبة
والترمذي وحسنه والنسائي وابن ماجه
والبيهقي عن ابن عبد الله بن مغفل رضي الله عنهما

نکالا اللہ تیرے منہ کو کچل دے (نعوذ باللہ منہا)
اور مراسیل ابوداؤد میں ہے سعید بن جبیر
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بسم اللہ بلند آواز سے
پڑھتے تھے (جہری نمازمیں) اور مکہ والے
مسیلمہ کذاب کو رحمن کہتے تھے بسم اللہ الرحمن
الرحیم سنکر مشرکین مکہ کہنے لگے کہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہمکو معبود اہل یمامہ یعنی مسیلمہ
کذاب کیطرف بلاتے ہیں لہذا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم نافذ فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
پوشیدہ پڑھا کرو پھر تا وقت وفات کبھی
نماز میں پکار کر نہیں پڑھی اور طبرانی سعید
بن جبیر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن
الرحیم پڑھتے مشرکین آپ سے ٹھٹھہ کرتے
اور کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معبود یمامہ
مسیلمہ کی یاد کرتے ہیں اور مسیلمہ کا نام رحمن
مشہور تھا لہذا جب بسم اللہ نازل ہوئی آپنے
فرمایا بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی جائے۔
اور طبرانی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بسم اللہ پوشیدہ پڑھا کرتے تھے اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما کے بیٹے سے روایت ہے

قَالَ سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا اَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ یَا بُنَیَّ مُحْدَثٌ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْھُمْ جَھَرَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اَلْجَھْرُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ قِرَاءَۃُ الْاَعْرَابِ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ جَھْرُ الْاِمَامِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِدْعَۃٌ اھ۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالْمُسْلِمُ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ زَادَ مُسْلِمٌ وَلَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَلَا فِیْ اٰخِرِھَا وَاَخْرَجَہٗ بِاَرْبَعِ اَسَانِیْدَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھکو بسم اللہ (باآواز) پڑھتا سنکر فرمایا بیٹا یہ بدعت ہے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھتا رہا ہوں کسیکو آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے پڑھتا نہیں سنا اور ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم آواز سے پڑھنا بدویوں کا طریقہ ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ ہی میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا پکار کر بسم اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ خاکسار ابن یخنف غفر لہما کہتا ہے کہ بخاری اور مسلم شریف میں بھی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز (جہری) الحمد للہ سے شروع فرمایا کرتے تھے مسلم شریف میں اتنا زیادہ ہے کہ اول اور آخر قراءت سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے

وفي آثار السنن اخرج الدارقطني
باسناد صحيح عن الاسود بن يزيد
قال رأيت ابن عمر رضي الله عنهم حين
افتتح الصلوٰة كبر ثم قال سبحانك
اللهم وبحمدك لا اله غيرك ثم
يتعوذ واخرج سعيد بن منصور في سننه
باسناد صحيح عن ابي وائل رضي الله عنه
قال كانوا يسرون التعوذ والبسملة
في الصلوٰة واخرج مسلم عن انس قال
صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم
وابي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم
فلم اسمع احدا منهم يقرء بسم
الله الرحمن الرحيم رواه النسائي
ايضا عن انس بمثله باسناد صحيح۔

اور حضرت انس سے اس حدیث کو مسلم شریف
میں چار سندوں سے نقل کیا ہے اور آثار
السنن میں سنن دار قطنی سے منقول ہے باسناد
صحیح کہ اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز شروع
کرتے وقت دیکھا انہوں نے تکبیر تحریمہ کے
بعد سبحانک اللّٰھم وبحمدک لا الہ غیرک تک پڑھا
پھر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا سعید بن
منصور اپنی سنن میں حضرت ابو وائل سے راوی
ہیں وہ فرماتے تھے کہ صحابہ کرام اعوذ اور بسم اللہ
نماز میں پوشیدہ پڑھا کرتے تھے اور مسلم شریف
میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے
نماز پڑھی ہے میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتا نہیں سنا یہ حدیث نسائی شریف میں بھی باسناد
صحیح منقول ہے۔

لہٰذا بموجب آیہ کریمہ اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان
الرجیم یعنی اے قاری قرآن جب تو قرآن مجید مطلقا کل پڑھے یا بعض اول اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان راندے گئے سے
ضرور پڑھ لیا کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد سبحانک اللّٰھم اعوذ اور بسم اللہ شریف
پڑھی جائے تاکہ ان دونوں کو کوئی جزو الحمد نہ سمجھ لے اور بوجہ نہ ہونے اعوذ کے بالاتفاق پوری

واضح ہو کہ اعوذ باللہ جزو آیت قرآن کا ضرور ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے بغرض دریافت کرنے قاتل ایک مقتول کے اپنی قوم کو گائے ذبح کرنیکا حکم دیا اور قوم نے اسکو ٹھٹھا سمجھا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ یعنے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں (اسواسطے کہ ٹھٹھا مسخری جاہلوں کا کام ہے)۔

البتہ بالاتفاق بسم اللہ ایک آیت تامہ قرآن سے ہے اسی واسطے تراویح میں جو کہ سارے قرآن شریف کا جہراً پڑھنا سننا سنت صحابہ ہے ایکبار جہراً کسی بھی مقام پر بسم اللہ کا پڑھنا بھی سنت ہے اسواسطے کہ بقول صحیح وراجح بسم اللہ قرآن سے ایک آیت مستقل ہے جو ایک سورت سے دوسری کو جدا کرنے اور پہچان لینے کے واسطے نازل ہوئی تھی چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابی حنیفہ میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک اور داؤد اور امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جم غفیر حنفیہ اور ابوبکر رازی رحمہم اللہ کے نزدیک یہی قول مختار ہے اور تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ میں ہے

اَخْرَجَ ابْنُ الضُّرَیْسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیَۃٌ وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَۃِ حَتّٰی نَزَلَ عَلَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ زَادَ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ فَاِذَا اُنْزِلَتْ عَرَفَ اَنَّ السُّوْرَۃَ قَدْ خُتِمَتْ

ابن ضریس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مستقل ایک آیت قرآن ہے اور ابوداؤد اور مسند بزار اور طبرانی اور صحیح حاکم میں ہے بتصحیح سند اور معرفہ بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سورۃ کی دوسری سے علیحدگی نہیں پہچانتے تھے جبتک کہ اس سورت پر بسم اللہ نہ نازل ہوتی

واستقبلت اوابتدات سورة اخرى
واخرج الحاكم وصححه والبيهقى فى سننه
عن ابن عباس رضى الله عنه قال
كان المسلمون لا يعرفون انقضاء
السورة حتى تنزل بسم الله
الرحمن الرحيم فاذا انزلت
عرفوا ان السورة قد انقضت

پہچان لیتے کہ یہ سورت ختم ہوئی اور دوسری
شروع ہوئی اور صحیح حاکم میں ہے تصحیح سند
اور سنن بیہقی میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مسلمان سورت کا
ختم ہونا نہیں پہچانتے تھے جبتک کہ بسم اللہ
نہ نازل ہوتی جب معہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
نازل ہوتی پہچان لیتے پہلی ختم ہوئی یعنے
پہلی ختم ہوکر دوسری شروع ہوئی۔

اور تفسیر عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی دمشقی میں ہے۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما
قال لما نزل بسم الله الرحمن الرحيم
هرب الغيم الى المشرق وسكنت الرياح
وهاج البحر واصغت البهائم باذانها
ورجمت الشياطين من السماء وحلف
الله تعالى بعزته وجلاله ان لا يسمى
اسمه على شئ الا بارك فيه وعن ابن
مسعود رضى الله عنه قال من اراد
ان ينجيه الله من الزبانية التسعة
عشر فليقرء بسم الله الرحمن الرحيم
فيجعل الله له من كل حرف منها
جنة من كل واحد وقال الامام

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب
بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی ابر مشرق
کیطرف روانہ ہوا۔ ہوا ٹھیر گئی دریا جوش میں
آیا جانوروں نے اسکے سننے کو کان لگائے
آسمان سے شیاطین شعلوں سے مارے گئے
اللہ جلشانہ نے اپنی عزت و جلال کی قسم
کھا کر فرمایا کہ بسم اللہ جس شے پر پڑھی جائیگی
میں اُس میں برکت دونگا۔ حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو یہ
چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو انیسوں فرشتوں
عذاب جہنم سے جنکو زبانیہ کہتے ہیں نجات عطا
فرمائے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے اللہ جلشانہ

احمد رضی اللہ عنہ فی مسندہ عن عاصم
قال سمعت ابا تمیمۃ یحدث عن ردیف
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عثر
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
تعس الشیطان فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا تقل تعس الشیطان
فانک اذا قلت تعس الشیطان تعاظم
وقال بقوتی صرعتہ واذا قلت
بسم اللہ الرحمن الرحیم تصاغر حتی
یصیر مثل الذباب وروی فی الیوم
واللیلۃ وابن مردویہ فی تفسیرہ عن
اسامۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال کنت
ردیف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فذکرہ وقال لا تقل ھکذا فانہ
یتعاظم حتی یکون کالبیت ولکن
قل بسم اللہ فانہ یصغر حتی یکون
کالذبابۃ فھذا من تاثیر برکۃ بسم
اللہ ولھذا تستحب فی اول کل عمل
وقول فتستحب فی اول الخطبۃ لما جاء
کل امر لا یبدأ فیہ ببسم اللہ الرحمن
الرحیم فھو اجذم وتستحب البسملۃ

ہر حرف بسم اللہ کو جو اُنیس حرف ہیں اُسکے
لئے عذاب کی ڈھال بنادیگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
اپنی مسند میں حضرت عاصمؓ سے راوی ہیں
کہ عاصم فرماتے تھے کہ مینے ابو تمیمہ رحمۃ اللہ
سے سنا کہ روایت کرتے تھے اُن سے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی سواری
کو کسی چیز کی ٹھوکر لگی مینے کہا ہلاک ہوجیو
شیطان آپنے فرمایا ایسا نہ کہو اسطرح کہنے
سے شیطان بہت پھول جاتا ہے اکڑ میں
بھی کچھ ہوں) اور کہتا ہے میں اسکو پچھاڑ
دونگا اور جب کوئی کہتا ہے بسم
اللہ الرحمن الرحیم ہیبت سے سکڑ جاتا
ہے اور مثل مکھی کی ہوجاتا ہے۔ اور الیوم
واللیلہ اور تفسیر ابن مردویہ میں ہے حضرت
اسامہ سے کہ میں حضور کے پیچھے سوار تھا
پھر واقعہ مذکورہ بالا بیان فرمایا اور فرمایا
ایسا نہ کہو اسواسطے کہ شیطان ایسے کلمہ
سے مثل گھر کے پھول جاتا ہے لہذا چاہئے
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو اسواسطے کہ بسم اللہ
کہنے سے شیطان مثل مکھی کے چھوٹا ہوجاتا ہے

عند دخول الخلاء لما ورد من الحديث
في ذلك وتستحب في اول الوضوء لما جاء في
مسند الامام احمد والسنن الدارمي من
رواية ابي هريرة وسعيد بن زيد وابي سعيد
مرفوعا لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه
وهو حديث حسن وهكذا يستحب
عند الاكل لما في صحيح مسلم ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لربيبه
عمر بن ابي سلمة رضي الله عنه قل
بسم الله وكل بيمينك وكل مما يليك
وكذا تستحب عند الجماع لما في
الصحيحين عن ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لو ان
احدكم اذا اراد ان يأتي اهله قال
بسم الله اللهم جنبنا الشيطان
وجنب الشيطان ما رزقتنا
فانه ان يقدر بينهما ولد لم يضره
الشيطان ابدا وروى ابن جرير
وابن ابي حاتم من حديث بشر
بن عمارة عن ابي روق عن الضحاك
عن ابن عباس رضي الله عنهم

یہ ہے بعض تاثیرات اور برکات بسم اللہ سے
اسی واسطے ہر قول و فعل سے اول بسم اللہ کا
پڑھنا مستحب ہے، جیسے وعظ شروع کرنے سے پہلے
اسواسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں جو کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے
وہ دم بریدہ یعنی ناقص ہے اور بموجب
حدیث صحیح پاخانہ میں داخل ہوتے وقت
لفظ بسم اللہ[له] بغیر رحمٰن ورحیم کے مستحب ہے،
ایسے ہی وضو سے اول پوری بسم اللہ پڑھنا اسواسطے
کہ مسند امام احمد اور سنن دارمی میں ہے حضرت
ابوہریرہ اور سعید ابن زید اور ابوسعید رضی اللہ عنہم
یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کامل وضو نہیں
ہوتا اس شخص کا جو وضو بسم اللہ سے نہ
شروع کرے اور یہ حدیث حسن ہے ایسے
ہی مستحب ہے کھانے سے اول مسلم شریف
میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ نے اپنے ربیب عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ
کو فرمایا کہ کھانے سے اول بسم اللہ پڑھو اور

له تفسیر عزیزی میں ہے کہ فقط پاخانہ پھرنے سے اول اور ذبح کے [illegible]
خواہ اختیاری ہو یا بوقت فقط بسم اللہ بغیر الرحمٰن الرحیم کے ہے
باقی تمام اچھے کاموں کے پہلے پوری پڑھنا مستحب ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

داہنے ہاتھ سے اپنے قریب کے کنارے سے کھانا کھاؤ اور جماع سے پہلے بھی مستحب ہے صحیحین میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم میں سے کوئی ہمبستری سے پہلے یہ دعا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا پڑھ لیا کرے اور اس ہمبستری سے اللہ اولاد عطا کرے تو ہمیشہ ضرر شیطان سے وہ بچہ محفوظ رہیگا ابن جریر اپنی تفسیر میں اور ابن ابی حاتم بشر بن عمارہ سے وہ ابی روق سے وہ ضحاک سے وہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْ اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. ثُمَّ قَالَ قُلْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ قَالَ لَہٗ جِبْرِیْلُ بِسْمِ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَقُوْلُ اِقْرَأْ بِذِکْرِ اللّٰہِ رَبِّکَ وَقُوْمُوْا وَاقْعُدُوْا بِذِکْرِ اللّٰہِ ھٰذَا لَفْظُ ابْنِ جَرِیْرٍ. وَفِی التَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْاَرْضِ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِجْلَالًا لَّہٗ تَعَالٰی کُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَخُفِّفَ عَنْ وَالِدَیْہِ وَاِنْ کَانَا مُشْرِکَیْنِ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ

فرمایا حضرت عبداللہ نے اول جب وحی لیکر جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے عرض کیا کہئے اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر عرض کیا کہئے بسم اللہ الرحمن الرحیم فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور سے جب بسم اللہ کہا اس سے مقصود یہ تھا کہ ہر شے ساتھ ذکر اللہ کے اور اٹھے بیٹھے ساتھ ذکر اللہ کے یہ لفظ ابن جریر کے ہیں اور تفسیر کبیر میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی نے اس کاغذ کو جسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی بلحاظ عظمت خدا اٹھا لیا اسکا نام صدیقوں میں لکھا جاتا ہے اور اسکے ماں باپ سے اللہ عذاب کم کر دیتا ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اباہریرہ

إذا توضأت فقل بسم الله فإن حفظتك
لا تبرح أن تكتب لك الحسنات
حتى تفرغ وإذا غشيت أهلك فقل
بسم الله فإن حفظتك تكتبون لك
الحسنات حتى تغتسل من الجنابة
فإن حصل من تلك الواقعة ولد
كتب لك من الحسنات بعدد نفس
ذالك الولد وبعدد أنفاس أعقابه إن كان
له عقب حتى لا يبقى منهم أحد يا أباهريرة
إذا ركبت دابة فقل بسم الله والحمد لله
يكتب لك الحسنات بعدد كل خطوة
وإذا ركبت السفينة فقل بسم الله
والحمد لله يكتب لك الحسنات حتى
تخرج منها وعن أنس رضي الله عنه
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ستر ما بين أعين الجن وعورات
بني آدم إذا نزعوا ثيابهم أن يقولوا
بسم الله الرحمن الرحيم وأيضا فيه
طلب بعض عابد النار آية من خالد
بن الوليد على حقية الإسلام

جب تم وضو کرو بسم اللہ پڑھ لیا کرو جب تک
تم وضو سے فارغ نہ ہوگے فرشتے تمہارے لیے
نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ اور اپنی بیوی سے
قبل ہمبستری پڑھ لیا کرو جبتک غسل جنابت
سے فارغ نہوگے تمہارے محافظ فرشتے تمہارے
لئے نیکیاں لکھتے رہینگے اور اگر اس ہمبستری سے
اللہ نے اولاد عطا کردی اس بچہ کے سانسوں
کی گنتی کی برابر اور جبتک اسکے بیٹے پوتے
پڑپوتے پڑپوتی نواسے نواسی کا سلسلہ
دنیا میں باقی رہیگا ان سب کے سانسوں کی
گنتی کے برابر تمہارے واسطے نیکیاں
لکھی جاوینگی۔ اے ابوہریرہ جب تم چارپایہ
پر سوار ہو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو جتنے
قدم وہ چارپایہ چلیگا اسیقدر تمہارے واسطے
نیکیاں لکھی جاوینگی اور جب کشتی پر سوار ہو
تب بھی پڑھ لیا کرو جبتک کشتی سے نہ اتروگے
تمہارے واسطے نیکیاں لکھی جاوینگی۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد عورت
برہنہ ہونے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کریں

نوجنوں کی آنکھوں سے بسم اللہ پردہ ہوجاتی ہے۔ تفسیر کبیر ہی میں ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے بعض آتش پرستوں نے حقیقت اسلام کی نشانی طلب کی۔

فَقَالَ ائْتُونِي بِالسَّمِّ الْقَاتِلِ فَأُتِيَ بِطَاسٍ مِّنَ السَّمِّ فَأَخَذَهَا بِيَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَأَكَلَ الْكُلَّ وَقَامَ سَالِمًا بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ الْمَجُوْسُ هٰذَا دِيْنُ حَقٍّ۔ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلٰى قَبْرٍ فَرَأَى مَلَائِكَةَ الْعَذَابِ يُعَذِّبُوْنَ مَيِّتًا فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْ حَاجَتِهٖ مَرَّ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَى مَلَائِكَةَ الرَّحْمَةِ مَعَهُمْ أَطْبَاقٌ مِّنْ نُّوْرٍ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلّٰى وَدَعَا اللّٰهَ تَعَالَى فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَى يَا عِيْسَى هٰذَا الْعَبْدُ مُذْ مَاتَ كَانَ مَحْبُوْسًا فِيْ عَذَابِيْ وَكَانَ قَدْ تَرَكَ امْرَأَةً حُبْلٰى فَوَلَدَتْ وَلَدًا وَرَبَّتْهُ حَتّٰى كَبِرَ فَسَلَّمَتْهُ إِلَى الْمُعَلِّمِ فَلَقَّنَهُ الْمُعَلِّمُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِيْ أَنْ أُعَذِّبَهٗ بِنَارِيْ فِيْ بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهٗ يَذْكُرُنِيْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ

آپ نے زہر کا بھرا ہوا طاش اُنسے طلب کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر سب پی لیا اور بفضلہ تعالیٰ اُنپر کچھ اثر نہ ہوا آخر کار انہوں نے بھی کہا دین یہی دین ہے اور عیسےٰ علیہ السلام کا گذر ایک قبر پر ہوا فرشتوں کو دیکھا کہ صاحب قبر پر عذاب کر رہے ہیں۔ جب واپس لوٹے دیکھا کہ رحمت کے فرشتے طبق لوٗر کے اس میت پر پیش کر رہے ہیں بہت تعجب کیا پھر نماز پڑہی اور کشف حال کے لئے دعا کی اللہ جلشانہٗ نے وحی بھیجی کہ یہ بندہ جب سے مرا تھا میرے عذاب میں مقید تھا اور وقت مرگ بیوی کو حاملہ چھوڑ مرا تھا بعدہٗ بچہ پیدا ہوا اور اسکی ماں نے اُسے پالا اور معلم دین کے سپرد کیا اس نے جب اسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی ہمکو شرم آئی کہ اسکا باپ قبر میں معذب رہے اور اسکا بیٹا زمین پر ہماری یاد کرے۔

اسواسطے کہ یہ آیۃ کریمہ ماحصل اور خلاصہ مقصود اُن تمام کتابوں کا ہے جنکو اللہ جلشانہٗ نے اپنے پیغمبران اولوالعزم پر نازل فرمایا تھا چنانچہ امام رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں

اور بیان لطائف ونکات سورۂ فاتحہ میں مولٰنا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمام علوم اللہ کی کتابوں کے قرآن مجید میں ہیں اور تمام علوم قرآن مجید سورہ فاتحہ میں اور تمام علوم سورۂ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہیں اور خلاصہ تمام علوم کا ب بسم اللہ کی ہے۔ توضیح اس اجمال کی یہ ہے کہ مقصود اور علت غائی تمام علموں کی رسائی بندہ کی ہے بارگاہ حضرت حق سبحانہٗ تک اور بندہ چونکہ نہایت پست فطرت کم حوصلے نجاسات طبعی اور خواہشات نفسانی سے آلودہ ہے بارگاہ قدس بے حد پاک و برتر جناب باریتعالےٰ تک نہیں پہونچ سکتا جبتک اُسکے پاک ناموں کی یاد میں اتنا نہ محو ہو جائے کہ ذکر اور ذاکر اور مذکور ایک ہو جاوے اور پردہ دوئی کا پھٹکر اللہ ہی اللہ نظر آوے اور اسطرح ملا دینے کی خاصیت منجملہ تمام حروف کے ب ہی میں ہے جو الصاق کے واسطے آتی ہے اور اپنے ماقبل اور مابعد کو حکم میں ملا کر ایک کر دکھاتی ہے چنانچہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ گذرا میں ساتھ زید کے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ میں زید کے ساتھ اسطرح گیا کہ میرا اور زید کا جو گذرنا اور چلنا تھا تقریبًا باعتبار گذرنے کی جگہ اور گذرنیکے ایک ہو گیا تھا۔

راقم الحروف ابن النجف غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ ومشائخہ کہتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ کی ب کا متعلق جب بسم اللہ پڑھنے یا بسم اللہ کے ساتھ کسی امر کے شروع کرنیکا خطاب بندے کو خالق اکبر کیطرف سے سمجھا جاوے فعل امر اِبْدَءْ یا اِقْرَءْ ہوتا ہے جسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ شروع کر تو یا پڑھ تو اے بندے ساتھ نام اللہ کے اور جب بندہ پڑھنے لگے تو بسم اللہ سے پہلے اَبْدَءُ یا اَقْرَءُ صیغہ واحد متکلم بالاتفاق محذوف مانا جاتا ہے اور اُسوقت یہ معنے ہوتے ہیں۔ شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے یا واسطے اَبْدَءُ یا اَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰهِ یا اِبْدَءْ یا اِقْرَءْ بِسْمِ اللّٰهِ ذکر متعلق کے ساتھ اگر بسم اللہ نازل فرمائی جاتی بموجب قاعدہ عربیت جائز تھا چنانچہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ میں ایسا ہی ہے مگر یہ خوبی نہ حاصل ہوتی کہ باعتبار نزول کے خالق اکبر کیطرف سے صیغہ امر کا

متعین ہو سکے اور بوقت تلاوت فعل متکلم اَبْدَءُ یا اَقْرَءُ متعین ہو جاوے اور
کسی مخالف بے دین کو یہ موقعہ نہ ملے کہ جب اَبْدَءُ یا اَقْرَءُ کے یہ معنے ہیں کہ شروع کرتا ہوں میں
ساتھہ نام اللہ کے تو ظاہر ہے کہ اسطرح کہنا شایانِ شانِ خدا نہیں اور اگر اِبْدَءْ یا اِقْرَءْ
صیغہ مذکور ہوتا تو یہ معنے متعین ہو جاتے کہ شروع کر یا پڑھ تو اے بندے ساتھ نام اللہ کے
مگر اسطرح کہنا بجز خداوند کریم کے کسی بندے کو زیبا نہیں لہذا بمقتضائے شانِ فصاحت
و بلاغت قرآن مجید ضرور تھا کہ بحذف متعلق اسی طرح نازل ہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
تاکہ علاوہ فائدہ مذکورہ فائدہ حصر کا بھی حاصل ہو جائے اور یہ معنے حاصل ہو جائیں کہ میں
اللہ ہی کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں اور منجانب اللہ یہ معنے ہوں کہ میرے
ہی نام پاک اللہ کے ساتھ جو اسم ذات جامع جمیع کمالات اور منزہ عن جمیع العیوب والنقصانات
ہے ہر جائز کام کو شروع کر اور قرآن مجید اور ہر کلام پاک کو پڑھ تاکہ تیرا فقط بسم اللہ کا پڑھنا
مجھکو میرے تمام ہی بے گنتی ناموں کے ساتھ اور میری تمام صفات اضافی اور وجودی
اور سلبی کے ساتھ یاد کرنیکے برابر ہو جائے اور میرے نام پاک اللہ کو زبان سے نکالتے ہی
تیرے اوپر میرا وہ جلال وہیبت طاری ہو کہ تجھکو اپنے پڑھنے کی بھی خبر نہ رہے۔
اور اَقْرَءُ یا اَبْدَءُ بِسْمِ اللّٰہِ یعنے پڑھتا ہوں یا شروع کرتا ہوں میں ساتھہ نام اللہ کے کہتے
ہی اِقْرَءْ یا اِبْدَءْ یعنے شروع کر اور پڑھ تو اے بندے کی آواز خالق اکبر سے آنے لگے اور
تجھکو یہ مشاہدہ حاصل ہو جائے کہ اللہ جلشانہٗ جیسے پڑھا رہا ہے میں پڑھ رہا ہوں اور پھر استغراق
دریا حضوری ہو کہ جیسے بسم اللہ سے اول کوئی فعل ظاہری طور سے مذکور نہیں ہے تجھکو بھی
نہ اَقْرَءُ یا اَبْدَءُ صیغہ متکلم کی خبر رہے نہ اِقْرَءْ یا اِبْدَءْ صیغہ امر کی نہ اپنے پڑھنے کی نہ اپنی۔
اور بجز پڑھانیوالے خالق اکبر کے کچھ باقی نہ رہے اور تجھکو وہ مقام قرب حاصل ہو جسکی طرف
مولانا روم علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔ اشعار

نے من و ماؤ تونے نام و نشاں
نے بیاں گنجد در یخانے عیاں

ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام　　　　جملگی مذکور ماند والسلام

چنانچہ باب ذکر اللہ عزوجل مشکوٰۃ شریف میں ہے فضائل ذکر لفظ اللہ میں جو اسم ذات ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَقَفَہٗ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتلا دوں میں تمکو وہ عمل جو تمہارے تمام عملوں سے خدا کے نزدیک بہتر اور پاک اور تمہارے درجے بلند کرنے میں موثر ہے اور چاندی ور سونا فی سبیل اللہ خرچ کرنے اور اللہ کے واسطے اپنے سر کٹوانے اور کافروں کے سر کاٹنے سے بھی بہتر ہو صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔ یہ حدیث موطا امام مالک اور مسند امام احمد اور جامع ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے مگر امام مالک رحمۃ اللہ نے اسی حدیث کو حضرت ابو الدرداء پر موقوف رکھا ہے۔ اور عبد اللہ بن بسر فرماتے ہیں ایک بدوی نے خدمت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کونسا آدمی آدمیوں سے بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی عمر دراز ہو اور عمل اچھے عرض کیا عملوں سے کونسا عمل افضل ہے فرمایا تیرا دنیا سے تر زبان رخصت ہونا اللہ کے ذکر سے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ نے مسند اور امام ترمذی رحمۃ اللہ نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے۔

اسی واسطے بزرگان دین خصوصاً مشائخ نقشبندیہ طالبان قرب خداوند کریم کو کم از کم پچیس ہزار روز مداومت ذکر زبانی اسم ذات اللہ کی تعلیم فرماتے ہیں اور علاوہ بریں قلب کیطرف متوجہ ہو کر خیال سے بلا حرکت زبان دل سے اسم ذات اللہ کی اتنی مشق کراتے ہیں کہ ہر وقت سوتے جاگتے چلتے پھرتے دل مشغول ذکر اللہ رہے اور سالک کو بلا حرکت زبان دل سے آواز اللہ کی محسوس ہوتی رہے بلکہ اسی خیال کے جمانے کو فرماتے ہیں کہ ہر وقت بات چیت کرتے وقت خیال اللہ کے ساتھ تسبیح چلتی رہے اور دانہ ہائے تسبیح اس خیال سے قلب غافل نہ ہونے دیں اور اگر حبس دم کے ساتھ جسکے مختلف طریقے ہیں یہی ذکر اسم ذات یعنی اَللّٰہُ دن رات یا جسقدر ہو سکے کثرت سے کیا جاوے تو ذاکر کو بلا آواز ظاہری اور لفظ کے اپنے روئیں روئیں بلکہ ہر در و دیوار اور سبزہ و اشجار سے اور زمین و آسمان اور ہر شے سے صدا اَللّٰہُ آتی رہتی ہے اور ہر شے سے جلوہ مذکور یعنے جلوہ ذات جناب باری نظر آنے لگتا ہے کسی عارف باللہ کا شعر ہے ؎

ان آنکھوں میں آکر تو ایسا سمایا — جدہر دیکھتا ہوں اُدہر تو ہی تو ہے

اور جب اس مرتبے سے بھی آگے ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اسکو اپنے وجود کی بھی خبر نہیں رہتی تو اُسوقت جو یہ کہتا ہے اسکا کہنا اللہ ہی کا کہنا ہوتا ہے اسی مقام کے متعلق مولٰنا روم علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں ؎

اللہ اللہ گفتہ اللہ مے شود — ایں سخن حق است باللہ مے شود

گفتۂ اوگفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور اسی مقام کے متعلق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

باب ذکر اللہ عزوجل مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ جلشانہٗ

قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِہَا الحدیث رواہ البخاری

فرماتا ہے جو کوئی ولی سے میرا مقرب ہونیکی وجہ سے دشمنی کرتا ہے اسکو میں مطلع کرتا ہوں کہ مجھسے لڑنے کو تیار رہے اور کسی بندے نے کسی ایسی عبادت کے ساتھ مجھسے نزدیکی نہیں طلب کی جو عبادت مجھکو بہت ہی عزیز ہو سوا ادا کرنے فرض عبادتوں کے اور علاوہ فرائض جب کثرت سے نفلی عبادتوں کے ساتھہ بندہ مجھ سے نزدیکی کا طالب رہتا ہے میں اسکی قوتِ سماعت ہوجاتا ہوں کہ جسکے ساتھہ ہزاروں کوس کی آواز سنتا ہے اور اسکی بصارت ہوجاتا ہوں جسکے ساتھ عالم کو دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھہ اور پاؤں ہوجاتا ہوں جسکے ساتھ پکڑتا ہے اور چلتا ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف میں ہے۔

اسی مقام پر بعض اولیاء اللہ پر اتنا سُکر غالب ہوتا ہے اور اتنا نشۂ توحید چڑھتا ہے کہ نعرہ اَنَا الْحَق اور اَنَا سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی کے ساتھ ترانہ سنج ہوتے ہیں مگر جب ہوش آتا ہے اور مقام صحو کیطرف رجوع فرماتے ہیں ایسے کلمات کے کہنے والے پر خود کفر وارتداد کا فتوے دیتے ہیں۔ تذکرۃ الاولیا میں مولنا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ پر ایک دن یہ حالت طاری ہوئی اور نشۂ توحید میں بے اختیار فرمانے لگے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی جب حالت صحو کیطرف رجوع فرمایا مریدوں نے جو بعد آپ ہی کی ہدایت سے پابند شریعت تھے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپسے آج ایسے کلمات سرزد ہوئے حکم شریعت ایسے کلمات کی نسبت کیا ہے فرمایا ایسے کلمات کا منہ سے نکالنا کفر ہے اور ایسے کلمات کا کہنے والا مرتد واجب القتل ہے افسوس تمنے مجھسے یہ کلمات سُنے اور مجھکو قتل نہ کیا اگر پھر کبھی مجھسے ایسے کلمات

سرزد ہوں اگر میرے مرید ہو تمپر واجب ہے کہ فوراً قتل کر دینا چنانچہ پھر جب آپ پر وہ حالت طاری ہوئی اور وہی کلمات آپ سے سرزد ہوئے بموجب ارشاد پیر کے جس نے آپ پر تلوار یا چھری سے حملہ کیا اور جس نے آپکے جس عضو پر حربہ اس کا وہی عضو زخمی ہو گیا جب آپ نے اس حالت سے رجوع کیا مریدوں نے کیفیت بیان کی اور اپنے زخم دکھائے آپ نے فرمایا اب تو حق الیقین ہو گیا کہ وہ کلمات نہ بینے پہلے کہے تھے نہ اب گو بظاہر وہ کلمات میرے منہ سے نکلتے ہوئے تمکو معلوم ہوئے مگر حقیقتاً وہ کلمات میرے نہ تھے اور بجز وجود واحد حقیقی میرا وجود مجھسے گم ہو گیا تھا بموجب حدیث مذکورہ بخاری شریف تمام بزرگان دین اسی مقام کے حاصل کرنیکے ہر طالب صادق کو ہدایت فرماتے ہیں۔ مولنا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اشعار

عناں تا کے بدست ننگ سپاری	بہر یک روئے ھٰذا رَبِّی آری تو
خلیل آسا در ملک یقیں زن	نوائے لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن زن
گم ہر وہم و ترک ہر شکے کن	رخ وجہت وجہے در یکے کن
یکے بین و یکے دان و یکے گوے	یکے خواہ و یکے خوان و یکے جوے

اور اسی مقام کے حاصل کرنے کا طریقہ درجہ بدرجہ جسکا نام عرف شریعت میں احسان ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح تعلیم فرماتے ہیں حدیث طویل جبرئیل علیہ السلام میں ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور تمام ہی کتب احادیث میں مختلف سندوں سے موجود اور مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ماثور

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد سوال وجواب اسلام وایمان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ طریقہ مرتبہ احسان حاصل کرنیکا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ کی عبادت اس تصور اور مراقبہ سے کر کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے یعنے

کی کوشش کر جیسا بادشاہوں کے ایسے عجز و نیاز اور خوف اور خشیت اور حضوری حاصل کرنے کی کوشش کر جیسا بادشاہوں کے دربار میں ایسے شخص پر جس نے کبھی دربار شاہی نہ دیکھا ہو خوف غالب ہوتا ہے پھر اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تصور تو یقین کے ساتھ ضرور حاصل کر کر وہ تجھکو دیکھ رہا ہے اور تیرے اللہ اللہ کہنے کو دل سے یا زبان سے سن رہا ہے اور بصورت نماز تیرے ارکان نماز ادا کرنے کو دیکھ رہا ہے اور تیری تسبیح اور تہلیل اور قرأت جہری خواہ سری کو سن رہا ہے اور تیرے وسوسوں اور خیالات پر اسکی نظر ہے تاکہ اس تصور کی تلوار سے خناس لعین کے ساتھ جو تیری ہلاکت اُخروی کی اُمید پر طرح طرح کے وسوسوں کی تلواروں سے تجھپر حملہ کر رہا ہے برابر جہاد جاری رہے اور تجھکو ثواب جہاد حاصل ہوتا رہے اور اللہ تجھکو اُسپر اتنا غلبہ عطا کر دے کہ مراقبہ حضوری یعنے اللہ جلشانہٗ کے دیکھنے کا تصور بطریق مذکور تجھپر آسان اور سہل ہو جاوے یا بتوجہ مرشد کامل اول ہی یہ مراقبہ حضوری کا کم و بیش حاصل ہو جاوے۔ تو اس تقدیر پر معنے حدیث مذکور یہ ہوں گے جسکے اکثر علمائے شریعت و طریقت قائل ہیں اور فی الحقیقت بموجب قواعد عربیت یہی معنے مقصود اور اصح بھی معلوم ہوتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کر تو اللہ کی ذکر اسم ذات اللہ کے ساتھ خواہ ذکر نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ خواہ نماز کے ساتھ خواہ تلاوت قرآن مجید کے ساتھ اس تصور کے سے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے یعنے جو آثار ہیبت و جلال اور خوف و خشیت اور اپنی خودی سے گم ہو جانیکے بصورت دیدار جناب باری متوقع ہیں اُنکے حاصل کرنے میں بتکلف کوشش کر فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ پس اگر اس کوشش یا توجہ مرشد کامل سے تو نہ رہا اور از خود رفتہ ہو گیا تَرَاہُ تو اسکو دیکھ لیگا اسواسطے کہ اللہ کا دیکھنا اپنی خودی اور اپنے وہم و خیال کے پردوں کے پھاڑنے ہی کا نام ہے ؎

بدر و یقیں پردہ ہائے خیال
نماند سرا پردہ اِلّا جلال

کسی اللہ والے نے اردو میں اس مضمون کو کس خوبی سے لکھا ہے۔ **شعر**

دیکھتے دیکھتے اتنا دیکھ
مٹ جائے دوئی کا رہجائے ایک

اسواسطے کہ وہ تجھکو ہر لحظہ و آن میں دیکھتا رہتا ہے۔ شعر

اتصالی بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با جان ناس

اور خود خداوند کریم اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
یعنے ہم اپنے بندے سے اُسکی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ شعر

دوست نزدیک تر از من بمن است
وین عجب تر کہ من از وے دورم

اس مقام عالی پر جب انسان کو عروج کامل حاصل ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ بموجب حدیث مذکورہ بخاری جو کچھ یہ کہتا ہے قوت الٰہی کے ساتھ کہتا ہے اور جو کچھ دور دراز مسافتوں کے حالات دیکھتا ہے سُنتا ہے قوت الٰہی کے ساتھ دیکھتا سنتا ہے ڈوبتے جہازوں کو تھامتا اور پکڑتا ہے تو اُسی کی قوت کے ساتھ اور مسافتہائے بعیدہ کو ذرا دیر میں طے کرتا ہے تو اُسی واحد حقیقی کی قوت کے ساتھ اور جو اولیاء اللہ اس مقام پر زیادہ قیام فرماتے ہیں اُنسے بعید خرق عادات اور کرامتیں سرزد ہوتی ہیں اور جب اس نشۂ توحید کے متحمل ہو جاتے ہیں اور مقام عبودیت کیطرف رجوع فرماتے ہیں مقام رضا و تسلیم میں گامزن رہتے ہیں اور سب کچھ بقوت الٰہی کر سکتے ہیں مگر بلا رضا رسولا کچھ نہیں کرتے بلا د تکلیف سب کچھ سب سہتے ہیں اور اُف مُنہ سے نہیں نکالتے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک نظر فیض اثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مقام عالی تک پہونچکر چونکہ فوراً مقام عبودیت پر نزول فرما ہو جاتے تھے اور انکا عروج و نزول فقط نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یکساتھ ہو جاتا تھا اصحاب کرام سے بہ نسبت دوسرے اولیاء امت کرامتیں بہت کم منقول ہیں نہ وہ محتاج ذکر و شغل مروجہ کے تھے نہ مراقبہ وغیرہ کے اور بعد زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اگر پیر صاحب کمال ملجائے جو پیر کی نظر کام کرتی ہے وہ نہ ذکر و شغل سے حاصل ہو نہ مجاہدہ و مراقبہ سے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ شعر

آنچہ بر رومے نمود یک نظر شمس دیں
طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند ہر چلہ

مگر با اینہمہ وہ نظر محمدی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کہاں جو تمام غلاموں کے ساتھ ہر وقت انکی استعداد کے موافق یکساں اثر رکھتی تھی اب بعد زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ذکر و شغل اور مجاہدہ و مراقبہ بہت کم بزرگوں سے بعض مریدین کا نظر سے کامل بنا دینا منقول ہے مگر نہ ویسا کہ عروج و نزول ساتھ ہی ہو بلکہ بموجب احادیث مذکورہ بعد زمانہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کثرت ذکر اسم ذات اَللّٰہُ یا ذکر نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو مختلف طریقوں سے مع بعض مراقبات ہی ذریعہ حصول قرب الٰہی قرار دیا گیا اور یہی عملدرآمد مشائخ کرام چلا آتا ہے اسواسطے کہ اَللّٰہ ہی منجملہ اسماء الٰہی ایک ایسا اسم الٰہی ہے کہ بوجہ جامع جمیع کمالات ہونیکے اگر ہر فرد بشر کا مربی بلا تخصیص ہے تو یہی ایک اسم ذات ہے برخلاف دوسرے اسمائے صفاتی کے کہ ہر اسم صفاتی جیسے رَحمٰن ۔ رَحِیم ۔ کَرِیم ۔ حَکِیم ۔ عَلِیم ۔ سَمِیع ۔ بَصِیرُ وغیرہ اسی شخص کے مربی ہیں جو مظہر اس صفت خاص کا ہے لہذا بعض مشائخ کرام اگر کسی مصلحت سے علاوہ اسم ذات دوسرے اسماء صفاتی کے ساتھ تعلیم ذکر کرتے ہیں تو اوّل ایک دو چلہ مناسب کرکے اُسکے سامنے ننانوے ۹۹ نام الٰہی پڑھتے ہیں اور جس اسم پر اسماء الٰہی سے دیکھتے ہیں کہ حالت مرید پر کچھ تغیر پیدا ہوا اور حالت ذوق شوق پیدا ہوئی اُسی نام کو اسکا مربی اور اُسکو اُسی صفت کا مظہر سمجھکر وہ نام تعلیم فرماتے ہیں برخلاف اس اسم ذات اللہ کے کہ نقشبندیہ تو اول ہی سے کثرت مزاولت ذکر قلبی و لسانی اس اسم پاک کے ساتھ تربیت طالب فرماتے ہیں اگرچہ دوسرے سلسلوں میں بعد مزاولت ذکر نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ذکر اسمِ ذات کی تعلیم دیجاتی ہے مگر اصل اصول ایمان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بھی اسمِ ذات اَللّٰہُ ہی ہے تفسیر کبیرہ وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ سے سوال کیا کہ وہ کونسا کلمہ ہے جسکا اول کفر ہے اور آخر ایمان تو آپنے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اسواسطے کہ لَآ اِلٰہَ میں معبود حقہ اور باطلہ دونوں کی مطلقاً نفی ہے اور یہ معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی معبود نہیں جو بوجہ نفی معبود حقہ صریح کفر ہے مگر جب کہا

اِلَّا اللّٰہُ سوائے اللہ کے یہ عین ایمان ہوگیا اسیواسطے تشہد میں بعد التحیات لَآ اِلٰہَ کے وقت انگشت شہادت اُٹھاکر اثبات کا اشارہ کرنا سنت ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک پھر اِلَّا اللّٰہُ پر انگلی بچھادیتے ہیں کہ بعد صراحۃً اِلَّا اللّٰہ کہدینے کے اشارہ سے ایک معبود حقیقی کے اثبات کی ضرورت نہیں رہی اسی بناء پر حدیث میں آیا ہے کہ لَآ اِلٰہَ کے وقت انگلی اُٹھانا شیطان کو مثل برچھی کے لگتا ہے کہ بندہ اتنی دیر بھی اثبات توحید سے خالی نہ رہا اور جن آیتوں میں لفظ اَللّٰہُ آیا ہے انکو اسم اعظم اسی لفظ اللہ کی وجہ سے بموجب روایات صحیحہ کہا گیا ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید بلکہ تمام سورتوں کو بِسْمِ اللّٰہِ کے ساتھ جسکا رکن اعظم لفظ اللہ ہے شروع کرنا نماز وغیر نماز میں سنت ہے البتہ نماز میں بجز سورہ فاتحہ کے دوسری سورتوں کا بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب و مستحسن ہے۔ علیٰ ہذا تمام اچھے اور جائز کاموں کا بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے بلکہ ایمان ہی معنے اللہ کے سمجھکر اللہ پر ایمان لانیکا نام ہے اگر اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کہکر مثلاً کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ جلشانہٗ سے صدور دروغ و کذب جہل و سفاہت و دیگر عیوب کا ممکن ہے تو بلاشبہ معتزلی ہے بلکہ زندیق اور منکر فرمان خدا قال اللّٰہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ یعنے اللہ سے گفتگو اور بات چیت میں کون سچا ہے چنانچہ بموجب انہی آیات کے نبراس شرح عقائد نسفی میں ہے کہ تمام اصحاب مذاہب کا مذہب اسلام سے اس امر پر اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب و دروغ وغیرہ عیوب کا صدور ذات خداوند کریم سے محال ہے اور علامہ کمال ابن ہمام رحمہما اللہ اپنی کتاب مسائرہ میں ناقل ہیں کہ صاحب عمدہ ابوالبرکات نسفی حنفی اپنی کتاب عمدہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ کو صفت ظلم اور کذب اور سفاہت پر قادر ماننا جائز نہیں اسواسطے کہ عیبوں کا صدور ذاتِ جناب باری سے محال ہے اور محال جمہور اہلسنت کے نزدیک تحت قدرت داخل نہیں ہوتا ہاں معتزلہ صدور ان عیوب پر قادر مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باوصف قدرت ایسے عیب اُس سے صادر ہوئے نہ ہوں اور صفحہ ۱۷۶ مسائرہ مذکور میں عمدہ نسفی سے اس سے

بھی زیادہ اسطرح مفصل تحریر فرمایا ہے کہ اگر اللہ جلشانہٗ تمام مومنوں کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور تمام کافروں کو جنت میں تو امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کے نزدیک عقلاً جائز ہے اسواسطے کہ مالک اپنے ملک میں ہر قسم کے تصرف کا عقلاً مختار ہوتا ہے جو بھی چاہے اپنے ملک میں تصرف کرے مالک کے اپنے ملک میں ہر قسم کے تصرف کو کوئی ظلم اور سفاہت نہیں کہتا مگر جب قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ایسا ہرگز نہ کریگا لہذا ہم حنفیوں کے نزدیک ایسا کرنا اس حکیم مطلق سے عقلاً ہی جائز نہیں اسواسطے کہ حکیم مطلق سے ایسا کرنا عقلاً خلاف شان حکمت ہے اسیواسطے اللہ جلشانہ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ مَالَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ کیا ہم مسلمانوں کو مثل مجرموں کی یعنے کافروں کی جہنمی بنا دینگے تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسی باتیں بناتے ہو۔ اور مسائرہ کی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ابی شریف تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے اور اشعریہ وغیرہ کسیکے نزدیک بھی اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ وصف قبیح خواہ وہ کذب ہو یا جہل یا اور کچھ جو بندوں کے حق میں موجب عیب ونقصان شمار کئے جاتے ہیں اللہ جلشانہ ان تمام عیوب ونقصانات سے پاک ہے۔ اور ان تمام عیوب کا صدور ذات جناب باری سے محال اور ظاہر ہے کہ جھوٹ بندوں کے حق میں موجب نقصان عقلاً ونقلاً سمجھا جاتا ہے اور ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں علامہ زین الدین قاسم حنفی اپنے حاشیہ میں جو مسامرہ پر ہے اور شرح عقائد جلالی میں ہے محالات سے قدرت خداوندی کی نفی کرنا مستلزم عجز جناب باری ہرگز نہیں اسواسطے کہ عجز نام نفی کرنے قدرت کا ہے مقدورات سے تفسیر جلالین میں ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یشاء لا قدیر بے شک اللہ جس چیز کو موجود کرنا چاہے اسپر قدرت رکھنے والا ہے لہذا اہل حق اہلسنت وجماعت خصوصاً جملہ احناف جو فی الواقع اصولاً وفروعاً حنفی ہیں نہ وہ جو مثل بعض مرجیوں کے اور ہمارے زمانہ میں مثل مرزائیوں اور نیچریوں کے فروع میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اپنے آپ کو مقلد مشہور کرتے ہیں اور عقائد میں بالکل امام اعظم رحمہ اللہ کے عقائد سے جدا اور نہ مثل نجدیوں کے جو اپنے آپکو

فروع میں حنبلی مانتے ہیں اور عقائد میں بالکل عقائد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ سے بیگانہ وحنفی کہتے ہیں کہ نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالفت وعدو وعید اور ظلم وسفاہت اور جہل وغیرہ عیبوں کے صدور کو اپنی ذات سے اللہ جلشانہ نے چاہا نہ چاہے لہذا عیبوں کا اسکی ذات کے ساتھ قائم ہونا یا اس سے صادر ہونا قطعا محال ہے اسواسطے کہ بعض عیب یا کل عیب کے ساتھ اگر اسکی ذات پاک کو متصف بالفعل یا بالقوۃ مانا جاویگا تو لامحالہ لازم آویگا متصف بالعیوب ماننا ازلاً ابداً ذات جناب باری کا جو فی الواقع تمام عیوب سے مطلقا منزہ اور پاک ہے اور یہ بھی محال ہے کہ ازلاً ابداً صدق وکذب دونوں کے ساتھ مطلقا متصف مانا جائے تمام اور بعض عیوب تک سے منزہ اور پاک بھی ہو اور متصف بالعیوب بھی البتہ انسان کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان وقت سچ بولنے کے بالفعل صادق ہے اور بالقوۃ کاذب اسواسطے کہ متصف بالکذب ہونا انسان کا ممکن ہے ایسے ہی اگر جناب باریتعالی سے اسکے کلام میں امکان کذب مانا جائیگا یا ذات جناب باری سے مثل انسان کے امکان جہل یا سفاہت یا ظلم تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا ونعوذ باللہ عن ذالک القول عوذاً عظیما لازم ہوگا ماننا امکان زوال صفات کمال قدیمہ جناب باری کا ذات جناب باری سے جسکا ماننے والا اہلسنت کے نزدیک زندیق اور کافر مانا جاتا ہے جب بطریق اختصار معلوم ہوگیا کہ بسم اللہ کے ساتھ تمام قرآن مجید اور ہر سورت بلکہ تمام نیک کاموں کے شروع کرنے کی تاکید اسوجہ سے ہے کہ بسم اللہ اسم مبارک اللہ پر جو اسم ذات اور اسم اعظم ہے جسکے جاننے بغیر انسان نہ صاحب ایمان ہو سکتا ہے نہ مقرب خدا نہ مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی ایک نام جامع جمیع صفات کمال ہے جسکا مظہر تام بجز ذات مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی ہوا نہ ہو سکتا ہے تو اب بیان کرنا اس امر کا ضروریات سے ہے کہ منجملہ بیشمار صفات کاملہ خداوند کریم بسم اللہ میں جو تمام قرآن مجید بلکہ ہر سورت قرآن بلکہ تمام نیک کاموں کے لیے بمنزلہ دروازہ کے ہے مکان سے اسم ذات اللہ کو صفت رحمانیت اور رحیمیت ہی کے ساتھ

کیوں مخصوص کر کے بیان کیا گیا۔ نکتہ اس میں یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے مقبول بندوں پر
تین طریق سے جلوہ فرما ہے اور بندگانِ خدا بھی تین قسم پر منقسم ہیں۔ اول عام مومنین دوم
اولیاء اللہ ان سب سے بڑھ چڑھ کر مرتبہ قرب الٰہی میں انبیاء اللہ اور اُن سب سے بڑھکر سارے انبیاء و اولیا
کے سردار ہمارے آقائے نامدار سراپا مظہر شان رحمت پروردگار لہذا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
کے ساتھ سرورِ عالم رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ شروع کرو تم ہمارے
ہدایت نامہ کو جسکا نام قرآن ہے ساتھ ہمارے اسم ذات کے جو اللہ ہے جسکی تم بلا ریاضت
و مشقت محض ہمارے فضل و کرم سے مظہر اتم بنائی گئی ہو اور بوجہ حصول مرتبہ خلافت
تامہ ہماری صفات کاملہ علم و حلم رحمت عدالت حکمت ہدایت کا دن و ونی رات سوائی
ذرات تمسے ظہور ہو رہا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ ہماری ذات و صفات کے دریا ناپیدا کنار
کی سیر سے کبھی ایک آن بھی جدا نہ ہو۔ اور باوجود اس استغراق تام کے ہدایت کرنے میں
نہ کبھی ظاہری شرارتوں سے ڈرو اور نہ اس استغراق میں کسی قسم کے نقصان کا خوف کرو
اور فرمایا قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ یعنی اے ہمارے محبوب کہو اللہ پھر
چھوڑ دو ان معاندوں کو انکے عناد و بیہودگی کے میدان میں کھیلتا یعنی جو اللہ کہکر دریائے
ناپیدا کنار ذات و صفات ایزدی میں جس ذات کا نام اللہ ہے غوطہ زن رہتا ہے اُسکو کسیطرح
کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا مَنۡ كَانَ لَهُ الۡمَوۡلٰى فَلَهُ الۡكُلُّ یعنی جو مولی کا ہو جاتا ہے
اور مولی اسکا تمام ما کان و ما یکون اسکے زیر نگینہ حکم ہوتا ہے پھر جب تم بسم اللہ کہکر
محض ہمارے فضل سے بلا مشقت و مجاہدہ مراتب عرفان ہماری ذات و صفات کے
تمام انبیاء سے زیادہ طے کر چکے اور کر رہے ہو اور ہمیشہ کرتے ہی رہو گے اور جو مرتبہ معرفت کا
ہمنے تمکو عطا فرمایا ہے نہ وہ آجتک کسیکو عطا کیا گیا نہ کیا جاوے نہ کسی میں اُسکے حصول کی
قابلیت رکھی گئی لہذا تم ہمارے دریائے تجلی ذاتی میں ہر دم غوطہ زن رہکر اولیاء امت کی پرورش
ہمارے نام نامی رحمان کے ساتھ کرتے رہو اسواسطے کہ ہمارے اسمائے صفاتی سے ہمارا

نام رحمان ہی اعظم اسماء صفاتی ہے اسواسطے ارشاد فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اے ہمارے محبوب اپنے محبون سے کہدو کہ اللہ کہکر اسکو پکارو یا رحمن کہکر جونسے بہی نام سے تم اسکو پکارو گے سب اُسکے اچھے نام ہیں مگر ہر شخص کی رسائی اُسی مرتبہ عرفان تک ہوگی جو نام اسکا مربی ہے اور جس اسم صفاتی کا وہ مظہر ہے البتہ تمہارا تعلق ہر ولی کے ساتھ بمقتضاء اسی صفت رحمانیت کے ہے جسکے تم باوجود سباح بحار ذات صفات ہونیکے مظہر اتم ہو علیٰ ہذا آپکا مظہر تمام شان رحیمی ہونا ہی مقتضی پرورش عامہ مومنین اور ہدایت و رہنمائی امت دعوت کا ہے اور انہی دونوں صفات کے غلبہ نے آپ کو ہر وقت امت مرحومہ پر رحیم اور مہربان اسدرجہ بنا رکھا ہے کہ خود خالق اکبر ارحم الراحمین اپنے کلام پاک میں آپ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ " بے شک اے مومنو تمہارے پاس تشریف لائے تم ہیں سے وہ رسول جنپر گراں ہے وہ بات جو تمکو باعتبار آخرت کے رنج و مشقت میں ڈالنے والی ہے تمہاری بہلائی کے بہت ہی چاہنے والے اور اُسپر حریص اور مومنوں کے ساتھ بیحد رحمت کا برتاؤ رکھنے والے اور مہربان " دوسری جگہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ " نہیں بہیجا ہمنے تمکو اے محبوب مگر سرتاپا رحمت بناکر تمام عالم کے لئے " ۔ اور بہ نسبت ہماری تمام صفتوں کے صفت رحمت کا تمکو اسدرجہ مظہر بنایا کہ تمکو سرتاپا رحمت مجسم کردیا ۔ چنانچہ آخر باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد شاراللہ رحمت ہوکر حصر کے ساتھ خود ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّہْدَاۃٌ اخرجہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان یعنی بجز اسکے نہیں کہ میں سرتاپا رحمت اور ہدایت مجسم ہوں ۔ اور اسی باب مذکور مشکوٰۃ شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نفع رسانی کی غرض سے اپنے اسماء گرامی بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ فرمایا میں محمد یعنی اللہ کا سراہا ہوا ہوں میں احمد ہوں یعنی اللہ کا بہت سراہا ہوا ہوں میں مقفی یعنے تمام پیغمبروں سے پیچھے آنیوالا اب میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا میں حاشر ہوں یعنی تمام پیغمبر میرے ہی قدم بقدم میدان حشر میں میرے ہی جمع کیے ہوئے جمع ہونگے میں ہوں نبی التوبہ کہ سب کی توبہ میرے ہی طفیل سے قبول ہوتی ہے اور میں ہوں نبی الرحمۃ یعنی نزول رحمت ایزدی تمام مخلوق پر عرش سے فرش تک میرے ہی ساتھ وابستہ ہے لہٰذا ابتداء وحی بسم اللہ ہی کے ساتھ کی گئی تاکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسم ذات اللہ کے ساتھ بحار تجلی ذات وصفات ایزدی میں علی وجہ الکمال غوطہ زن رہکر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام اور جملہ اولیاء امت کو اظہار شان رحمانی کے ساتھ تجلی ذاتی تک سرفراز فرماکر عامہ مومنین کو اظہار شان رحیمی کے ساتھ مراتب علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین علی حسب الاستعداد اور قابلیت ہر شخص کے طے کراتے اور امت دعوت کی ہدایت عام کے ساتھ پرورش فرماتے رہیں۔ علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان تفسیر سورہ فاتحہ میں اس مضمون کیطرف بیان نکات بسم اللہ میں اشارہ فرمایا ہے اور دوسری جگہ صراحۃً بیان تخصیص بسم اللہ میں اس ترتیب خاص کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے ساتھ اللہ جلشانہٗ نے جنکو مخاطب فرمایا ہے وہ لوگ تین قسم پر منقسم ہیں۔ چنانچہ کلام اللہ ہی میں اللہ جلشانہٗ انکا بیان اسطرح ارشاد فرماتا ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ یعنی بعض ہمارے بندوں سے وہ ہیں جو اپنے نفسوں پر ہماری نافرمانی کے ساتھ ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو حتی المقدور گناہوں سے بچتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں ودمیانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو نیک کاموں میں سبقت کرنیوالے ہیں لہٰذا ارشاد فرمایا پڑھو تم اے مومنو ہمارے کلام کو اور شروع کرو تم ہر نیک کام کو ساتھ نام ہمارے اللہ کے

جو رحمان ہے اور رحیم اور رجان لو اس امر کو کہ وہ اللہ ہے سابقین بالخیرات اصحاب نفوس مطمئنہ کا یعنے جنکے نفس نیکیوں کے ساتھ آرام پکڑتے ہیں اور اسی وجہ سے ہر نیکی میں ہر شخص سے پیشقدمی کرتے رہتے ہیں اور رحمان ہے مقتصدین اصحاب نفوس لوامہ کا یعنے جنکے نفس گناہ پر افسوس اور ندامت ظاہر کرتے رہتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں اور میانہ رَو ہیں انپر بہت ہی مہربان ہے اور ندامت اور توبہ اور استغفار کو بہت ہی دوست رکھنے والا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب الاستغفار والتوبہ میں ہے بروایت مسلم شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ النَّهَارِ وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم بالکل گناہ نہ کرو تو اللہ جلشانہ تمکو کتم عدم میں لیجاکر دوسری ایسی قوم پیدا کرے کہ وہ گناہ کرکے اللہ سے بخشش طلب کرے پھر اللہ انکے گناہ بخشے اور ظہور شان غفاری ہو حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ جلشانہ رات بہر ہاتھ پھیلائے رہتا ہے تاکہ دن بہر کے گنہگار توبہ کریں تو انکی توبہ قبول کرکے جلوہ فرمائے شان ربوبیت ہوئے ایسے ہی دن بہر رات کے گنہگاروں کے لئے اور رحیم ہے یعنی مہربان اُن لوگوں پر جو جان بوجھکر گناہ کرتے رہتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے توبہ کرنے میں سُستی اور گناہ کرنے میں چست رہتے ہیں اسیواسطے کسی گناہ پر قطعی وعدہ عذاب کا نہیں فرمایا بلکہ سزائیں ہر گناہ کی بیان فرمادیں اور پھر فرمادیا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی شرک کو اگر مشرک بلا توبہ مرگیا اللہ بیشک نہ بخشیگا

ماسوا شرک کے جتنے بھی صغیرہ و کبیرہ گناہ ہیں انپر سزا ہائے معینہ کا قطعی وعدہ نہیں جاہے بخشے چاہے سزا دے چاہے سزا میں تخفیف کر دے چنانچہ جملہ احناف اور اکثر شوافع اور حضرت ابوالمنصور ماتریدی رحمہ اللہ کا جو ناقل ہیں عقائد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہی مسلک اور مذہب ہے، البتہ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اور بعض شوافع جو اُنکے پیرو ہیں وہ خلف وعید یعنی عذاب کا وعدہ کر کے اسکے مخالف کرنے اور بمقتضائے کرم عذاب نہ دینے اور معاف کر دینے کے محض اپنے کرم سے یا بشفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائل ہیں مگر وہ خلف وعید کو کرم کہتے ہیں جو صفات حسنہ سے ہے نہ کہ کذب و دروغ جو داخل عیب و نقصان ہے اللہ ہکو اور تمام مسلمانوں کو اُن تمام دیوبندیوں سے اپنے حفظ وامن میں رکھے جو خلف وعید کو کذب و دروغ قرار دیکر امکان کذب کے ذات جناب باری سے باوجود دعوی حنفیت مثل معتزلہ کے قائل ہیں اور قدماء اہلسنت کا اپنے اس عقیدہ کے ساتھ اتفاق بیان کرتے ہیں انکے پیشوا مولوی خلیل احمد انبٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اسمٰعیل دہلوی کی پیچ کرتے ہوئے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں! امکان کذب کا مسئلہ کچھ نیا تو نہیں بلکہ قدما میں مختلف فیہ رہا ہے چنانچہ شامی میں خلف وعید کو جائز لکھا۔ انتہی خلاصہ ما فیہ اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے بھی اسکی تائید میں ایک رسالہ جہد المقل نامی تحریر کیا ہے۔ الحاصل بسم اللہ ہی کیا تمام کلام اللہ کی ایک ایک آیت دریائے ناپیداکنار علم و حکمت ہے اور بسم اللہ کے متعلق تو امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ہزار مسائل عقائد میں بسم اللہ سے بیان کرسکتا ہوں اور ظاہر ہے کہ تمام کتب عقائد کا اکثر حصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلکہ فقط اللہ سے تعلق رکھتا ہے لہذا تفسیر بسم اللہ میں اسیقدر بیان پر بس کر کے اب تفسیر سورہ فاتحہ شروع کیجاتی ہے اسواسطے کہ سورۂ فاتحہ حقیقۃً تفسیر اور شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی کی ہے اور بعض فقہا کے نزدیک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کی سات آیتوں سے ایک آیت ہے اور ابتداء وحی میں تو مثل تین آیتوں سورہ اقرأ کے سورۃ نون اور بعض

بن قیس لان اعض علی جمرۃ احب الی
من ان اقرأ خلف الامام وعن ابراھیم
قال ان اول من قرأ خلف الامام رجل اتہم
قال محمد اخبرنا داؤد بن قیس قال اخبرنی
بعض ولد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
عنہم ان سعدا قال وددت ان الذی
یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ وعن محمد
بن عجلان ان عمر بن الخطاب قال لیت فی
فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا وعن محمد
بن زید عن موسی بن سعد بن زید بن
ثابت یحدثہ عن جدہ انہ قال من
قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ واخرج
الطحاوی فی شرحہ لمعانی الآثار عن
علی رضی اللہ عنہ قال من قرأ خلف
الامام فلیس علی الفطرۃ وعن ابن مسعود
لیت الذی یقرأ خلف الامام ملئ فوہ
ترابا وعن عبید اللہ بن مقسم انہ سأل
عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر
بن عبد اللہ فقالوا لا تقرؤا خلف الامام
فی شیء من الصلوات وعن عطاء بن یسار
عن زید بن ثابت [illegible] وعن ابی حمزۃ قال قلت لابن

فرمایا امام کے پیچھے چپ رہا کرو اسواسطے کہ امام
کے پیچھے قراءت امام کو دوسری طرف مشغول کرتی
ہے تمکو امام کافی ہے یعنے امام کا پڑھنا کافی ہے
اور حضرت علقمہ بن قیس سے روایت ہے
وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
امام کے پیچھے نہ پہلی دو رکعتوں میں قرآن سے
کچھ پڑھتے تھے نہ پچھلی دو رکعتوں میں نہ جہری
نماز میں نہ سری ظہر عصر میں اور علقمہ رضی اللہ عنہ
سے راوی ہیں کہ فرمایا انھوں نے اگر میں آگ
کی چنگاری منہ سے کاٹوں مجھکو محبوب ہے اس سے
کہ امام کے پیچھے کچھ قرآن سے پڑھوں اور حضرت
ابراہیم تابعی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا انھوں نے
کہ اول جس شخص نے امام کے پیچھے طریق قراءت
شروع کیا وہ متہم (با لکذب تھا) امام محمد رحمہ اللہ
فرماتے ہیں خبر دی مجھکو داؤد نے کہا خبر دی مجھکو
بعض بیٹوں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے
کہ حضرت سعد نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قراءت
کی نسبت آگ کی چنگاری منہ میں رکھنے کو دوست
رکھتا ہوں اور محمد بن عجلان سے راوی ہیں کہ
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص
امام کے پیچھے پڑھے کاش [illegible]

عَبَّاسٍ أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ فَقَالَ لَا

اور تخریج فرماتے ہیں محمد بن زید سے وہ موسیٰ بن سعد بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کہ موسیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑھے یعنی کچھ قرآن سے اسکی نماز نہیں ہوتی اور علامہ طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں فرمایا آپ نے امام کے پیچھے قرأت کرنیوالا طریق سنت پر قائم نہیں رہتا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا جو امام کے پیچھے پڑھے کاش اسکا منہ مٹی سے بھر دیا جائے اور عبداللہ بن مقسم سے ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ سے جب سوال کیا تو سب نے فرمایا امام کے پیچھے کسی نماز میں (قرآن سے) کچھ نہ پڑھ اور عطاء ابن یسار رحمۃ اللہ بھی حضرت زید سے مثل اسی حدیث کی راوی ہیں اور نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج فرماتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے بیٹے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ امام کے پیچھے میں قرآن سے کچھ پڑھوں فرمایا نہیں"

اور جتنی حدیثیں مثل مضمون حدیث صحیح بخاری شریف لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کے موافق آئی ہیں وہ سب مخصوص ہیں ساتھ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے یا مسبوق کے جب وہ نماز باقیماندہ اپنی ادا کرے اسواسطے کہ دوسری صحیح حدیثیں اس امر کی صریح موجود ہیں کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے اور مسبوق کے بیچ ادا کرنے اپنی اس نماز کے جسمیں امام کے ساتھ شریک نہ تھا چنانچہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ میں ہے بسند صحیح اور ترمذی شریف میں

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ انتهى وَشَرْحُ مَعَانِي الْآثَارِ مَرْفُوعًا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

وہب بن کیسان رحمۃ اللہ سے فرماتے ہیں کہ سنا بیٹے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے فرماتے تھے جس نے کسی رکعت میں الحمد نہ پڑھی وہ نماز بوجہ نقص ہونے کے نہ پڑھنے کے برابر ہے مگر جب کوئی امام کے پیچھے پڑھے تو حکم اس کے برخلاف ہے یعنی اسکی نماز کامل ہوگی

جب امام کے پیچھے کچھ بھی قرآن سے نہ پڑھے پھر فرمایا ترمذی علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث حسن ہے اور یہی حدیث جابر سے طحاوی شریف میں مرفوع منقول ہے۔

اور باقی احادیث صحیحہ مرفوعہ جو مطلقاً ممانعت قرأت میں امام کے پیچھے وارد ہوئی ہیں انشاء اللہ بیان وصف نماز مندرجہ تفسیر آیۂ کریمہ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں نقل کیجاویگی۔ اب ضرورت بیان کرنے اُس چوتھے فائدہ کی ہے جو حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مذکورہ موطا امام مالک سے حاصل ہوا اور وہ جسکا اس حدیث سے بیان کرنا استفہام پر مقصود بالذات تھا وہ یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا پہلا نام سورۃ الصلوٰۃ ہے اسواسطے کہ حدیث مذکور میں یہ ارشاد فرمایا کہ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے کہ میں نے صلوٰۃ کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان آدھا آدھا کرکے تقسیم کردیا ہے ساری نماز کو تقسیم کرکے نہ بتایا بلکہ الحمد ہی کو تقسیم کرکے جلوہ رحمت کریم ورحیم دکھایا اس سے صراحۃً معلوم ہوگیا کہ صلوٰۃ نام شریعت میں جیسے ساری نماز کا ہے ویسے ہی شرعاً الحمد کو بھی صلوٰۃ کہتے ہیں۔ دوسرا نام سورۃ الحمد ہے چنانچہ جلد اول منتخب کنز العمال میں شعب الایمان بیہقی اور مستدرک حاکم سے ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَفِیْہِ عَنْ مُسْنَدِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَابِرِ الْبَیَاضِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَخْیَرِ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور تیسرا نام سورۃ الشکر جسکی وجہ ان ناموں ہی سے ظاہر ہے اسواسطے کہ حمد صفت وثنا اور شکر تینوں معنوں میں مستعمل ہے اور یہ دونوں ہی امر اللہ کو بہت محبوب ہیں اور باب التسبیح والتحمید مشکوٰۃ میں ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ

حضرت جابر فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو لوگ قیامت کے دن جنت کی طرف بلائے جاوینگے۔

والضراء وعن عبد الله بن عمرو قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد
رأس الشكر ما شكر الله عبد لا يحمده
رواهما البيهقي في شعب الايمان و
اخرج الترمذي وابن ماجة افضل
الذكر لا اله الا الله وافضل الدعاء
الحمد لله واخرج الترمذي فقط عن
عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم التسبيح نصف الميزان
والحمد لله تملأه وعن انس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم مر على شجرة
يابسة الورق فضربها بعصاه
فتناثر الورق فقال ان الحمد لله وسبحان
الله ولا اله الا الله والله اكبر تساقط
ذنوب العبد كما تساقط ورق هذه
الشجرة رواه الترمذي واخرج مسلم
عن ابي هريرة احب الكلام الى الله اربع
سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله
والله اكبر

وہ ہونگے جو آرام اور تکلیف میں اللہ کی حمد
کرتے رہتے ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے الحمد للہ بمنزلہ سر کے ہے شکر سے
جس نے حمد الہی یعنی اسکی صفت وثنا نہ بیان کی
وہ شکر گذار اللہ کا نہیں سمجھا جاتا یہ دونوں حدیثیں
شعب الایمان بیہقی کی ہیں اور ترمذی اور ابن
ماجہ میں ہے افضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے
اور افضل ترین دعا الحمد للہ ہے حضرت
عبد اللہ ہی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سبحان اللہ آدھے پلہ میزان کو
بھر دیتا ہے اور الحمد للہ تو ساری ہی میزان کو
بھر دیتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک
سوکھے درخت پر ہوا آپ نے اپنا عصاء مبارک
اسپر مارا تو تمام پتے اسکے جھڑ گئے آپ نے فرمایا
بلا شبہ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور
اللہ اکبر بندے کے گناہوں کو ایسے ہی گرا دیتے
ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہے (ترمذی میں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب ترین کلام اللہ کی طرف لیجانیوالے چار کلمے ہیں
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

اور شکر کی فضیلت میں تو بہت سی آیات کلام اللہ علاوہ احادیث صحیحہ موجود زبیدی شرح احیاء العلوم میں ہے۔

اعلم ان الله تعالیٰ قرن الشکر بالذکر فی کتابه مع انه قال ولذکر الله اکبر فقال تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون وقال تعالیٰ ما یفعل الله بعذابکم ان شکرتم وآمنتم وقال تعالیٰ وسنجزی الشاکرین وقال عز وجل اخبارا عن ابلیس اللعین لاقعدن لهم صراطك المستقیم قیل هو طریق الشکر ولعلو رتبة الشکر طعن اللعین فی الخلق فقال ولا تجد اکثرهم شاکرین وقال تعالیٰ وقلیل من عبادی الشکور وقد قطع الله بالمزید مع الشکر ولم یستثن فقال تعالیٰ ولئن شکرتم لازیدنکم وهو من اخلاق الربوبیة اذ قال تعالیٰ والله شکور حلیم قال الزبیدی رحمه الله تعالیٰ فی شرحه لانه سماه باسم من اسمائه والمزید هو الی المنعم یجعله ما شاء فافضل المزید

اللہ جل شانہ فرماتا ہے میرا ذکر کل عبادتوں سے بڑا ہے پھر دوسری جگہ شکر کو ذکر کے ساتھ بیان فرما کر شکر کا مرتبہ ذکر کے برابر ظاہر کر دکھایا اور پھر دوسری جگہ فرمایا اللہ تمکو عذاب دے کر کیا کریگا اگر تم ایمان لا کر شکر گذار بنے رہو (عذاب تو گنہگاروں کو ناشکر گذاری کی نجاست سے پاک کرنیکو مقرر کیا گیا ہے) پھر تیسری جگہ فرمایا شکر گذاروں کو عنقریب اللہ پورا بدلا دیگا اور بوجہ بلندی مرتبہ شکر کے ابلیس لعین نے صراط مستقیم شکر پر بیٹھنے کا وعدہ کر کے بطریق طعن عرض کیا کہ الٰہی ان میں سے بہتوں کو تو شکر گذار نہ پاویگا اور خود خداوند کریم نے فرمایا میرے بندے شکر گذار تم میں سے تھوڑے ہی ہیں اور قطعی طور سے بغیر معلق کرنیکے مشیئت کے ساتھ فرما دیا کہ اگر تم شکر کرو گے البتہ میں تمکو زیادہ دونگا اسواسطے کہ شکر میری صفت ہے خود میرا نام شکور ہے صاحب کتاب البصائر فرماتے ہیں مراد اللہ کے شکور ہونے سے بندوں کی عبادتوں کا بدلا دینے والا

حسن اليقين ومشاهدة الصفات وادنى
المزيد شهود النعمة وانها من المنعم
بها من غير حول ولا قوة الا بالله
واوسط المزيد دوام الحال ومطالعة
والخذ منه وقد يكون المزيد اخلاقا و
قد يكون علوما وقد يكون في الآخرة
بعد فراق الدنيا قال صاحب البصائر
واذا وصف الله بالشكر في قوله ان الله
شكور حليم فانما يعني به انعامه على
عباده وجزاءه بما اقاموه من العبادة
وقد جعل الله الشكر مفتاح كلام
اهل الجنة وختام تمنيهم فقال تعالے
وقالوا الحمد لله الذي صدقنا وعده
نتبوا من الجنة حيث نشاء وقال عز جز
وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين
فلولا حب الاعمال اليه بقاهم عليه لديه
اما الاخبار فقال صلى الله عليه وسلم
الطاعم الشاكر بمنزلة الصائم الصابر
قال العراقي علقه البخاري واسنده الترمذي
وحسنه وابن ماجه من حديث ابي هريرة رضي الله عنه
وابن ماجه من حديث سنان قلت وكذالك

اور بندوں پر طرح طرح کے انعام کرنیوالا ہے
پھر بندوں کے شکر کے مقابلہ میں جو زیادہ
دینے کا وعدہ ہے وہ اختیار و مشیت مولیٰ پر
موقوف ہے جو چاہے جتنا چاہے دے
مگر سب زیادتیوں سے افضل حسن یقین اور
مشاہدہ صفات جناب باری ہے یعنی سارے
عالم کو مظہر صفات الٰہی دیکھنا اور اول درجہ
اس زیادتی کا جسکا وعدہ بعوض شکر ہے
یہ ہے کہ تمام نعمتوں ظاہری اور باطنیوں کو
یہانتک کہ توفیق شکر اور شکر ادا کرنے کی
نعمت کو بغیر اپنی طاقت وقوت کے منجانب اللہ
سمجھنے لگے اور متوسط درجہ اسکا یہ ہے کہ یہ
بندہ کا حال ہوجائے اور ہر وقت اسی خیال
میں غرق رہنے لگے اور پے درپے عبادت
کا شوق ترقی پذیر رہے اور کبھی وہ زیادتی
ہو کہ وہ بندہ شاکر کو عطا کرنے طرح طرح کے
علوم ظاہری و باطنی اور اخلاق حسنہ کے منجانب
اللہ ظہور پذیر ہوتی ہے اور منجملہ فضائل شکر ایک
یہی ہے کہ جنتیوں کا اول اور آخر کلام شکر ہی
ہوگا چنانچہ وقت دخول جنت کہینگے شکر ہے
اس اللہ کا جسنے اپنا وعدہ سچا کر دکھلایا کہ ہم جہاں

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْہَقِیُّ ۔ | اچاہیں جنت سے ٹھکانا پکڑ رہے ہیں اور اخیر

آرزو اور پکار انکی یہی ہوگی کہ تمام قسم کے شکر ثابت ہیں واسطے اللہ کے جو تمام یعنے اٹھارہ ہزار عالموں کا پروردگار ہے۔ یہاں سے ثابت ہے کہ اگر سب عملوں سے زیادہ محبوب اللہ کو عمل شکر نہ ہوتا تو اہل جنت کو جنت میں عمل شکر پر قائم نہ رکھتا اور فضیلت شکر میں منجملہ بہت سی احادیث حسن وصحیح ایک حدیث بھی ہے کھانا پینا شکر گذار مرتبہ میں مثل روزہ دار صابر کے ہے۔ شارح عراقی فرماتے ہیں یہ حدیث تعلیقات بخاری میں بھی ہے اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے اسکو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حسن ہے اور ابن ماجہ نے حضرت سنان سے۔ میں کہتا ہوں امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے بھی اسکو اسیطرح نقل کیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صفت اور ثنا خدا کی اور شکر نعمتہا لاتعد ولاتحصی جناب کبریا کا ایک ایسا مرحلہ دشوار گذار اور ایک ایسی منزل ناپیداکنار ہے جس سے گذرنا کسی مخلوق کا مخلوقات سے دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اسواسطے کہ کوئی بغیر توفیق ایزدی اسکا شکر اور اسکی صفت وثنا نہیں کرسکتا پھر جن لفظوں سے بھی صفت وثنا کریگا اور جس طریق سے بھی مشغول شکر ہوگا جب بنظر غور دیکھیگا کہ سب اسی کا دیا ہوا پاویگا تو پھر اس شکر ادا کرنے اور اسکی توفیق اور سامان ادا شکر و بیان صفت وثنا مہیا کردینے پر دوسرا شکر اسپر واجب ہوگا پھر جب دوبارہ شکر کریگا اور مشغول صفت وثنا ہوگا تو پھر اس صفت وثنا اور شکر کی توفیق کا تیسری بار شکر واجب ہوگا علیٰ ہذا الیٰ غیر النہایۃ شکر پر شکر اسپر واجب الادا ہوتے ہی رہینگے عمر ختم ہوجاویگی اور کوئی بندہ ادائگی شکر اور بیان صفت وثنا سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا اسی واسطے اس کریم کارساز نے اول ہی آقائے نامدار محبوب کردگار سرور انبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے محض فضل وکرم سے ابتداء وحی کے ساتھ ہی بوساطت جبرئیل علیہ السلام جبکہ آپ جبرئیلی میں تعلیم نماز اور سورۃ الحمد کے ساتھ وہ مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ الحمد شریف نے ہی انتہی غرق دریا حضور جناب باری ہوتے ہیں کہ فرماتے ہیں قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی بوجہ

حصول غایت قرب ونزدیکی کے نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک میری نماز ہی میں ہے اور پھر
باوجود اس حضوری حضور جناب باری کے شوق ترقی مراتب قرب اتنا ترقی پذیر تھا کہ حدیث
صحیح میں وارد ہے کان له ازیز کازیز المرجل وقت نماز کے سینۂ مبارک سے ہنڈیا کے جوش
کی سی آواز محسوس ہوتی رہتی تھی اسی مقام قرب کو کسی نے کس خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے،

رباعی

بلبلے برگ گل خوش رنگ در منقار داشت — واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل این نالہ و فریاد چیست — گفت ما را جلوۂ معشوق براین کار داشت

ورنہ آپ کو تو وہ مرتبہ قرب حاصل تھا کہ ارشاد فرماتے ہیں لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْھَا
مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنی مجھکو اللہ جلشانہ کے ساتھ وہ مقام قرب ونزدیکی حاصل ہے
کہ اس مقام قرب میں میرے ساتھ نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے نہ کسی نبی رسول کی بلکہ
بعض اہل تصوف تو یہی فرماتے ہیں کہ نبی مرسل سے خود ذات مقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مراد ہے اور اس تقدیر پر یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی فرشتے مقرب کا تو ذکر ہی کیا باوجودیکہ میں
نبی مرسل ہی نہیں سید المرسلین ہوں مگر وقت غلبہ توحید اور ظہور تجلی ذاتی مجھکو میرے وجود
کا بھی پتہ نہیں لگتا بلکہ اپنے وجود کو وجود واجب الوجود تعالیٰ شانہ کے ساتھ قائم دیکھتا ہوں
اور اپنے وجود بلکہ وجود جملہ عالم کو مرتبہ علم جناب باری کے اعتبار سے مرتبہ ظہور میں فانی پاکر
عین وجود واجب پاتا ہوں پھر یہ مرتبہ قرب گرچہ واہب العطایا کیطرف سے علی حسب المراتب جملہ
انبیاء اللہ اور رسولوں کو بلا کسب محض وہبی ہوتا ہے مگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
جو کہ مظہر اتم اسم ذات اللہ ہیں اسدرجہ بمرتبہ آپکو حاصل ہوا کہ آجتک اس مقام قرب
تک کوئی پہونچا نہ پہونچے اور پھر باوجود قرب ونزدیکی یہ ظرف عالی عطا فرمایا کہ یہی فرماتے رہے
مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ یعنی تیری پہچان کا جو حق تھا
ویسا ہمنے تجھکو نہیں پہچانا اور تیری عبادت کا جو حق تھا ویسی ہمسے عبادت نہ ہوسکی اور باوصف
اس استغراق اتم کے رعایت خلق اللہ اور صحابہ کرام اور تربیت مقام کو تمام حسب المراتب والاستعداد احسن

مرتبہ قرب کیطرف کھینچنے میں اسقدر جہ مشغول رہے کہ صحابہ اور اہلبیت کو تو ایک نظر فیض اثر سے
یہ دونوں مرتبہ ایک ساتھ ہی طے کرا کے مقام عبودیت تک جو اعلیٰ مقام رضا و تسلیم ہے
پہونچا دیتے تھے حضرت قطب عالم مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے
ہیں کہ اسیوجہ سے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام سے بہت کم کرامت اور خرق عادات
منقول ہیں اسواسطے کہ وقت عروج تام اور فنا کامل جسقدر کرامتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں بعد
نزول تام کے طرف مرتبہ عبودیت کی اسقدر ظہور پذیر نہیں ہوتے اور زمانہ حضور سے
آجتک آپ کی ہدایت اسقدر جہانگیر ہے کہ زمین پر وہ کونسی جگہ ہے جہاں آپکے فیضان
ہدایت کا دریا موجزن نہ ہوا اور جہاں آپکا پرچم رشد و ارشاد نہ لہرا رہا ہو وجہ اسکی یہ ہے کہ آپکو
یہ سورۂ الحمد للہ وہ سورت عطا کی گئی کہ مثل اسکے کسی پیغمبر کو پیغمبروں سے کبھی عطا نہ کی گئی
تھی منتخب کنز العمال میں ہے مسند عبد بن حمید سنن دارمی صحیح ابن خزیمہ زوائد ابن الامام
احمد مستدرک حاکم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ حضرت
کعب فرماتے ہیں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُکَ سُوْرَۃً مَا اُنْزِلَ فِی التَّوْرٰۃِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُھَا قَالَ بَلٰی قَالَ کَیْفَ تَقْرَأُ اِذَا قُمْتَ تُصَلِّیْ قَالَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ قَالَ ھِیَ ھِیَ وَھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے کعب کیا نہ سکھلا دوں تمکو وہ سورت کہ مثل اسکی نہ تورات میں نازل کی گئی نہ زبور میں نہ انجیل میں نہ قرآن میں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہو اول کونسی سورت پڑھتے ہو میں نے عرض کیا سورۂ فاتحہ فرمایا وہ یہی ہے یہی ہے اسکا نام سبع مثانی ہے اور اسکا نام قرآن عظیم جسکو میں دیا گیا ہوں"۔

اسواسطے کہ مقصود واجب کرنے قراءت اس سورت مبارکہ سے

تمام نمازوں میں فرض ہوں خواہ واجب خواہ سنت موکدہ خواہ نفل یہ ہے کہ بندہ تکبیر تحریمہ
کہکر بسن حضوری جناب باری تمام امور یہانتک کہ وہم وخیال اور وساوس تک کو اپنے اوپر حرام
کرکے اتنا مشغول تسبیح وتحمید سبحانک اللہم پڑھتے پڑھتے ہو کہ اسکو نہ اپنی خبر رہے نہ اپنے پڑھنے
کی اور اس مراقبہ میں گم ہوجاوے کہ اللہ اپنی حمد وثنا آپ کر رہا ہے اور آپ ہی سن رہا ہے
وہی شکور ہے اور وہی مشکور وہی حامد ہے اور وہی محمود جو نتیجہ نماز اور جمیع عبادات کا ہے
چنانچہ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ
کے ساتھ حصول اسی مقام قرب کیطرف عامہ مومنین کو ارشاد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مفصل
بیان معہ بیان طریقوں حصول اس مقام کی تفسیر بسم اللہ اور بیان ذات اللہ میں گذر چکا اب تو مقام
بیان کرنے اس امر کا ہے کہ علاوہ دو نام سبع مثانی اور قرآن عظیم کے چوتھا نام اس سورہ
مبارکہ کا سورۃ الشفا ہے۔ چنانچہ منتخب کنز العمال میں ہے شعب الایمان بیہقی سے۔

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ لَا يَقْرَاُهُمَا عَبْدٌ فِيْ دَارٍ فَتُصِيْبُهُمْ ذَالِكَ الْيَوْمَ عَيْنُ اِنْسٍ اَوْ جِنٍّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ۔ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ اِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ

عبد الملک بن عمیر صحابی فرماتے ہیں سورۃ فاتحہ شفا ہے واسطے ہر درد کے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محال ہے کہ کسی گھر میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھی جاوے اور اس گھر والوں کو اسدن جن اور انسان کی نظر بد کا بھی اثر پہونچے اسے دیلمی نے اپنی کتاب فردوس میں نقل کیا ہے اور مشکوۃ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ چند اصحاب کرام کا اتفاق ایک پانی کی جگہ پر ہوا وہاں کوئی سانپ کا کاٹا ہوا تھا پانیوالوں سے ایک شخص نے آکر کہا کہ تم میں کوئی سانپ کا منتر جانتا ہے

مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ
فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَالِكَ
وَقَالُوا أَخَذْتَ بِكِتَابِ اللهِ أَجْرًا حَتّٰى
قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْكَ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا فَقَالَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ
مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ كِتَابِ فَضَائِلِ
الْقُرْآنِ مِنْ صَحِيْحِهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ مَسِيْرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا
فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ
سَلِيْمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غُيَّبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ
فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ
فَرَقَاهُ فَبَرَءَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلٰثِيْنَ شَاةً وَسَقَانَا
لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ كُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً
أَوْ كُنْتَ تَرْقِيْ قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا
بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا
حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ
يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ

اصحاب کرام سے ایک شخص اُٹھے اور کچھ بکریاں
ٹھہراکر اسپر الحمد پڑھی وہ اچھا ہوگیا پھر یہ اجرت درست
میں بکریاں لیکر آئے تو دوسرے اصحاب کرام نے
کراہت کی اور کہا کہ قرآن کے عوض اجرت لی ہے
جب مدینہ طیبہ پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا آپنے فرمایا قرآن
زیادہ حقدار ہے اسبات کا کہ اسپر اجرت
لی جائے یعنی مریض پر دم کرکے رواہ البخاری
اور بخاری شریف کے باب فضائل القرآن
میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے
ہیں ہمنے ایک سفر میں ایک جگہ قیام کیا تھا ایک
لڑکی نے آکر ہمسے کہا کہ ہمارے قبیلہ کے سردار
کو سانپ نے کاٹا ہے اور ہمارے مرد موجود
نہیں ہیں تم میں کوئی سانپ کا منتر جانتا ہے
(یہ سنکر) ہم میں سے ایک شخص جسکو ہم منتر جاننے والا
نہیں جانتے تھے اُسکے ساتھ کھڑا ہوا اور اسپر
منتر پڑھا اسکو آرام ہوگیا انہوں نے اُس کو
تیس بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ پلایا۔
جب وہ لوٹ کر آئے تو ہمنے اُنسے کہا تم منتر
جانتے تھے کہا نہیں میںنے سورۃ فاتحہ کے سوا
کوئی منتر نہیں پڑھا لہذا ہمنے اپنا ابھی اہل میں

وَقَدْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِ
الطِّبِّ وَاَبْوَابِ الْاِجَارَۃِ بِطُرُقٍ شَتّٰی
وَکَانَ الَّذِیْ یَعْنِیْ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ
قَدْ لُدِغَتْهُ الْحَیَّةُ هٰکَذَا بَلَغَنَا عَنْ
اَسَاتِذَتِنَا۔

کچھ تصرف نہ کرو تاوقتیکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہ پوچھ لیں جب ہم مدینہ طیبہ
پہونچے یہ واقعہ ہمنے حضور کی خدمت میں بیان کیا
آپ نے فرمایا انکو کیسے معلوم ہو گیا کہ سورہ فاتحہ
سانپ کا منتر ہے ان بکریوں کو آپسمیں بانٹ لو

اور ان میں میرا بھی حصہ رکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو کتاب الطب اور باب الاجارہ وغیرہ میں بھی مختلف سندوں سے تخریج فرمایا ہے اور لدیغ اور سلیم اگرچہ سانپ اور بچھو دونوں کے کاٹے ہوئے کو کہتے ہیں مگر ہمارے اساتذہ سے ہمکو بھی پہونچا ہے کہ وہ مار گزیدہ تھا اور بعض روایات میں اس امر کی تصریح بھی آئی ہے۔

علاوہ بریں غالباً ۱۳۰۲ھ میں جب جامع مسجد ریاست الور میں جو وطن مالوف خاکسار تھا ہر جمعہ کو خاکسار ابتدا بسم اللہ سے تفسیر کلام اللہ بیان کیا کرتا تھا بیان سورۂ فاتحہ میں ایک جمعہ کو اسی حدیث کا ذکر آ گیا علاقہ الور میں ایک گانوں راٹھ کا نامی ہے وہاں کے دو زمیندار میواتی اس حدیث کو سن گئے تھے دو تین ماہ کے بعد اتفاقیہ جب ملنے کو آئے تو بہت شکر گذار ہوئے اور کہنے لگے کہ بلاشبہ سورۂ فاتحہ سورۃ الشفا ہی ہے ہماری والدہ کو ایک ماہ کا عرصہ ہوا بہت بڑے کالے سانپ نے کاٹ کھایا تھا ہمنے سانپ کو تو مار ڈالا اور رات بھر بموجب آپکے بیان کے ہم سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر والدہ مار گزیدہ کے زخم پر تھتکارتے رہے بفضلہ تعالیٰ سانپ کی زہر کا کچھ اثر نہ ہوا اور بفضلہ تعالیٰ تقریباً دو ماہ ہو گئے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔

شعر

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

حق یہ ہے کہ الحمد بلاشبہ سورۃ الشفا ہر درد و دکھ کی دوا ہے اگر نقصان ہے تو ہمارے ضعف ایمان اور تذبذب کا ہے۔ مگر ترمذی شریف میں علامہ ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو

اسطرح نقل کیا ہے ممکن ہے کہ دو واقعہ ہوں ایک واقعہ یہ جو مذکور ہوا اور دوسرا یہ جو

اَخرجَ التِّرمذی فی ابوابِ الطِّبِّ مِن
جامِعِہٖ عَن اَبی سعیدِ الخدریِ رضی اللہ عنہ
قالَ بعثنا رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم
فی سَرِیَّۃٍ فنزلنا بقومٍ فسألناھم القِریٰ
فلم یقرونا فلُدِغَ سیّدُھم فاتونا
فقالوا ھل فیکم من یَرقی من العقرب
قلتُ نعم انا ولکن لا ارقیہ حتّی
تعطونا غنماً قالوا فانا نعطیکم ثلثین
شاۃً فقبلنا فقرأتُ علیہ الحمدُ سبعَ
مرّاتٍ فبرأ فقبضنا الغنم قال فعرض
فی انفسنا منھا شیٌٔ فقلنا لا تعجلوا حتی
تاتوا رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال
فلما قدمنا علیہ ذکرتُ لہ الذی صنعتُ
قالَ وبِمَا انّھا رُقیۃٌ اقبضوا
الغنمَ واضربوا لی معکم بسھمٍ
ھذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ وروی شعبۃ
وابو عوانۃ وغیر واحدٍ عن ابی
المتوکل عن ابی سعیدٍ ھذا الحدیث
واخرج علامۃ ولی الدین فی المشکوۃ عن
خارجۃ بن الصلت عن عمّہٖ قال اقبلنا

ابواب الطب جامع ترمذی میں ہے ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے
بھیجا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیچ ایک چھوٹے لشکر کے پھر ہم ایک قوم میں
جاکر اترے ہمنے اُنسے دعوت طلب کی مگر
اُنہوں نے انکار کردیا لیکن اُنکے سردار کو
جب بچھو نے کاٹ لیا تو ہمارے پاس آئے
اور کہنے لگے تم میں کوئی بچھو کا منتر جانتا ہے
ہمنے کہا ہاں میں جانتا ہوں مگر جبتک کچھ
بکریاں دینے کا تم اقرار نہ کرو ہم منتر نہ پڑھینگے
اُنہوں نے کہا ہم تمکو تیس بکریاں دینگے۔
ہمنے انکا اقرار منظور کرکے اسپر سات بار الحمد
کو پڑھا وہ اچھا ہوگیا اور ہمنے ان سے تیس
بکریاں لے لیں مگر ہمارے دل میں انکے عدم
جواز کا شبہ پیدا ہوا لہذا ہمنے کہا کہ ان بکریوں
کے کام میں لانے کی جلدی نہ کرو جبتک حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہونچ
لیں جب ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جو
ہمنے کیا تہا اُس امر کو حضور میں عرض کیا۔
آپنے فرمایا تمکو کیسے معلوم ہوا یہ منتر ہے

مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَتَيْنَا عَلٰى حَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا اِنَّا
اُنْبِئْنَا اَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا
الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ اَوْ
رُقْيَةٍ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِي الْقُيُوْدِ
فَقُلْنَا نَعَمْ فَجَاءُوْا بِمَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ فَقَرَأْتُ
عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اَجْمَعُ بُزَاقِيْ ثُمَّ اَتْفُلُ
قَالَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْنِيْ
جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰى اَسْاَلَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِيْ
لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ
حَقٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاَخْرَجَ الرَّازِيُّ
رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِهِ الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتِحَةُ
الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ سُمٍّ وَمَرَّ بَعْضُ
اَصْحَابِهِ بِرَجُلٍ مَصْرُوْعٍ فَقَرَأَ هٰذِهِ
السُّوْرَةَ فِيْ اُذُنِهِ فَبَرِئَ فَذَكَرُوْهُ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ هِيَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

بکریاں لے لو اور میرا بھی انمیں حصہ رکھو۔
کہا ترمذی علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث حسن صحیح ہے
اور شعبہ اور ابو عوانہ اور بہت سوں نے
ابو المتوکل سے انہوں نے ابو سعید خدری
رحمہ اللہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔
اور مشکوۃ شریف میں ہے خارجہ سے وہ روایت
کرتے ہیں اپنے چچا سے وہ فرماتے ہیں ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت
ہو کر ایک عرب کے قبیلہ پر پہونچے انہوں نے
کہا ہمنے سنا ہے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت سے بھلائی کے ساتھ آئے ہو
تمہارے پاس کوئی دوا یا منتر ہے ہم میں
ایک شخص دیوانہ ہو گیا ہے جو پابزنجیر ہے۔
ہمنے کہا ہاں ہے وہ اس دیوانہ پابزنجیر کو لے
آئے میں نے صبح و شام اسپر تین تین بار الحمد پڑھنا
شروع کیا اور اسپر تھوکتا وہ اس مرض سے
ایسا صاف ہو گیا جیسے رسی سے گرہ کھل جاتی
ہے انہوں نے ہمیں کچھ اجرت دی ہمنے کہا
بلا اجازت حضور ہم نہیں لینگے جب ہمنے
حضور سے پوچھا آپنے فرمایا کھاؤ جائز ہے
جو باطل منتر کیساتھ کھائے اسکو ڈر ہے تمنے تو سچے منتر کیساتھ لیا

ثُمَّ قَالَ الرَّازِیُ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْاَمْرَاضُ مِنْهَا رُوْحَانِيَّةٌ وَمِنْهَا جِسْمَانِيَّةٌ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّهُ تَعَالٰى سَمَّى الْكُفْرَ مَرَضًا فَقَالَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ وَهٰذِهِ السُّوْرَةُ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى مَعْرِفَةِ الْاُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ وَالْمُكَاشَفَاتِ فَهِيَ فِي الْحَقِيْقَةِ سَبَبٌ لِحُصُوْلِ الشِّفَاءِ فِيْ هٰذِهِ الْمَقَامَاتِ الثَّلٰثِ۔

رواہ احمد وابوداؤد۔ اور امام رازی تفسیر کبیر میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ تمام بیماریوں کی شفا ہے اور بعض صحابہ کرام کا اتفاق مرگی والے پر ہوا انہوں نے الحمد پڑھکر اسکے کان میں پھونکدی وہ اچھا ہوگیا جب آپ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ اُم القرآن ہے یہ ہر درد کی شفا ہے۔ امام رازی علیہ الرحمۃ بعد نقل روایات مذکورہ فرماتے ہیں۔ مرض دو قسم کے ہیں ایک روحانی دوسرے جسمانی چنانچہ کفر کو اللہ نے مرض سے تعبیر فرمایا اور فرمایا اُنکے دلوں میں مرض ہے یعنے اُنکے دل مریض ہیں۔ اور یہ سورت مشتمل ہے اصول اور فروع اور مکاشفات پر لہذا یہ تینوں ہی قسم کے امراض کے لئے شفا ہے۔

اور اسکو جملہ امراض لاعلاج ظاہری اور حل مشکلات کے لئے چالیس روز تک صبح کی سنتوں کے بعد فرضوں سے پہلے اکتالیس بار معہ بسم اللہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود کے ساتھ بلاناغہ پڑھکر دعا مانگنا اور مریض پر پھونکنا مجرب اکثر بزرگان دین ہے۔
اور چالیس روز تک الحمد کو معہ بسم اللہ آخر تک معہ آمین کے چینی کی رکابی پر شہد خالص سے جس میں اول کچھ زعفران حل کرلی ہو لکھکر مینہہ کے اور بمجبوری تالاب یا نہر یا ندی کے پانی سے دہوکر مریض لاعلاج کو پلانا سوائے مرض موت کے نہایت ہی مجرب ہے بلکہ ایک ہمارے ملنے والے کی بیوی کے پاس ہر شب تنہائی کے وقت کوئی بھوت یا جن مجسم ہوکر آتا تھا اور ستاتا تھا بفضلہ تعالے دس بارہ روز ہی کے پینے سے اُسکا آنا موقوف ہوگیا اور جو تکلیف اُسکو رہتی تھی رفع ہوگئی۔ اور پانچواں نام اس سورہ مبارکہ کا

ام القرآن اور نیز اُمّ الکتاب ہے۔ اسواسطے کہ ام زبان عربی میں ہر شئے کی اصل اور جڑہ
کو کہتے ہیں اور مقصود قرآن سے چار باتوں کا بیان کرنا ہے اول بیان الٰہیات کا یعنی ان امور کا جو ذات
الٰہ العالمین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور الحمد للہ سے الرحیم تک اس سورۃ میں ذات وصفات جناب
باری تعالیٰ اسمہٗ کا ہی بیان ہے اور مقصود دوم تمام قرآن کے نزول سے معاملات آخرت کا بیان
کرنا اور عقبیٰ کو یاد دلانا ہے یہ مدعا مالک یوم الدین سے ظاہر ہے اور مقصود سوم ثابت کرنا اس امر کا
ہے کہ بغیر تقدیر الٰہی ہم کچھ نہیں کر سکتے مگر ہمارے تمام افعال بلا اختیار ایسے ہی سرزد نہیں
ہوتے جیسے مرض رعشہ والے کے ہاتھ کی حرکت جسکو وہ کتنا ہی چاہے نہیں روک سکتا۔ اس سورت
میں ایاک نعبد کے ساتھ بندہ سے یہی اقرار لیا گیا ہے کہ مثل مرتعش کی ہم بے اختیار محض نہیں بنائے
گئے اور مقصود چہارم یہ ثابت کر دکھانا ہے کہ تم بغیر مشیت ایزدی کچھ نہیں کر سکتے تمہارے
تمام کام مقدر بتقدیر اللہ ہیں لہذا اس سورۃ مبارکہ میں ایاک نستعین سے آخر تک اقرار اس امر کا
کرایا جاتا ہے کہ بغیر مقدر کرنے اللہ کے ہم کچھ نہیں کر سکتے اسیواسطے اسی سے اپنی عبادت کرنے
میں مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے راہ راست دکھانے کی دعا مانگتے ہیں گویا الحمد متن ہے اور
تمام قرآن اسکی شرح الحمد جڑ ہے اور تمام قرآن اسکا تنہ اور شاخسار اسیواسطے اللہ جلشانہ نے آیۂ کریمہ
وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ میں جیسے بقول مختار الحمد کا سبع مثانی
نام رکھا دوسرا نام قرآن عظیم معین فرمایا جو باعتبار اسماء مذکورہ کے چھٹا نام ہے اور اس ساتویں
نام یعنی سبع مثانی کے ساتھ نامزد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سات آیات ہیں اور امام رازی
علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسکی ہر آیت کا ثواب ساتویں حصہ قرآن یعنی ایک
منزل قرآن کے برابر ہے گویا ہر آیت فاتحہ کا ایک بار پڑھنا ایک منزل کی برابر ہے اور سارے
الحمد کا ثواب سارے قرآن کے برابر اور اسوجہ سے مثانی کہتے ہیں کہ ہر رکعت میں بار بار دہرائی
جاتی ہے اور اسوجہ سے بھی مثانی کہتے ہیں کہ حضور پر دوبار جبریل علیہ السلام اس سورۂ مبارکہ کو لیکر
اللہ جلشانہ کیطرف سے اترے ایکبار ابتداء وحی میں سورۂ اقرء کے ساتھ وقت تعلیم وضو اور نماز

فقط فجر اور عصر یا فجر اور عشاء کے اور دوسری بار مدینہ طیبہ میں ۔ اور آٹھواں نام اس سورۃ کا سورۃ الدعا ہے اسواسطے کہ اکثر حصہ اسکا مشتمل معنی دعا پر ہے اسیواسطے بہ نیت تلاوت قرآن اگرچہ حائضہ نفسا جنبیہ جنبی کو اسکا پڑھنا جائز نہیں مگر بہ نیت دعا امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک بلکہ دوسرے اماموں کے نزدیک بھی اسکا پڑھنا جنبی اور جنبیہ کو بھی جائز ہے اور حائضہ اور نفسا کو بھی اور یہی حکم ہے اُن تمام آیتوں کا جو مشتمل معنی دعا قرآن مجید میں ہیں۔ اور نواں نام اس سورۃ کا سورۃ السوال ہے اسواسطے کہ تفسیر کبیر میں ہے

رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَکٰی عَنْ رَبِّ الْعِزَّۃِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ عَنْ سُوَالِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَقَدْ فَعَلَ الْخَلِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذٰلِکَ حَیْثُ قَالَ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ اِلٰی اَنْ قَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ فَفِیْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ اَیْضًا وَقَعَ الْبِدَایَۃُ بِالثَّنَاءِ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَھُوَ قَوْلُہُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ثُمَّ ذَکَرَ الْعُبُوْدِیَّۃَ ھُوَ قَوْلُہٗ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ثُمَّ وَقَعَ الْخَتْمُ عَلٰی طَلَبِ الْھِدَایَۃِ ھُوَ قَوْلُہٗ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ اَکْمَلَ الْمَطَالِبِ ھُوَ الْھِدَایَۃُ فِی الدِّیْنِ وَھُوَ اَیْضًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ جَھَۃَ الْمَعْرِفَۃِ خَیْرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ جلشانہٗ ارشاد فرماتا ہے جس شخص کو میرا ذکر مجھسے سوال کرنے سے غافل کردے میں اسکو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں اور حضرت خلیل علیہ السلام نے یہ کر دکھایا (آپکی قوم نے جب بت پرستی پر اصرار کیا انیسویں پارہ میں ہے آپنے فرمایا) سب میرے دشمن ہیں سوا میرے ربکے جس نے مجھکو پیدا کیا وہی مجھکو راہ راست دکھلاویگا جو مجھکو کھلاتا پلاتا ہے بیماری سے شفا دیتا ہے جو مجھکو ماریگا پھر زندہ کریگا جس سے مغفرت ملنے کی قیامت کے دن امید ہے اے میرے رب مجھکو حکم عطا فرما اور اپنے مقربین سے ملا اس سورت میں اسی مرتبہ کے حاصل کرنیکی تعلیم ہے الحمد للہ سے مالک یوم الدین تک اول اللہ کی حمد و ثنا ہے پھر نستعین تک بندگی کی شان

مِنْ جَنَّةِ النَّعِیْمِ لِاَنَّهٗ تَعَالٰی خَتَمَ الْکَلَامَ هٰهُنَا عَلٰی قَوْلِهٖ اِهْدِنَا وَلَمْ یَقُلْ اُرْزُقْنَا الْجَنَّةَ۔ انتهٰی۔ وَفِی الْمُنْتَخَبِ کَنْزِ الْعُمَّالِ مِنْ حِلْیَةِ اَبُو النُّعَیْمِ وَالدَّیْلَمِیْ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ شَغَلَهٗ ذِکْرِیْ عَنْ مَّسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُهٗ قَبْلَ اَنْ یَّسْئَلَنِیْ۔

ظاہر کر دکھانیکا طریقہ ہے پھر خاتمہ اسکا دعا پر ہے جس میں طلب ہے ہدایت نامہ کی جو دلیل ہے اس امر کی کہ دین میں کاملترین مطالب سوال ہدایت ہے (جس سبب سے اس سورت کا نام سورۃ السوال رکھا گیا) اور اس طریق پر تعلیم سوال میں دلالت ہے اس امر پر کہ جہت معرفت الٰہی نعمتوں کے جہت سے بہتر ہے اسواسطے کہ خاتمہ اس سورۃ کا اس امر پر ہے کہ ہمکو اپنی پہچان کا سیدھا راستہ دکھادے یہ نہیں سکھایا گیا کہ یوں کہو الٰہی ہمکو جنت النعیم عطا فرما۔ اور منتخب کنز العمال میں ہے حلیہ ابو نعیم اور دیلمی سے کہ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ جس شخص کو میرا ذکر مجھسے سوال کرنے سے روکے میں اُس کو مانگنے سے پہلے دیتا ہوں۔

اور دسواں نام اس سورۃ مبارکہ کا حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے منقول سورۃ الوافیہ ہے۔ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں کہ اس نام سے اس سورۃ مبارکہ کو نامزد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ کو نصف نصف کرکے دو رکعت میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ یہ وافیہ ہے کہ پوری ہی پڑھی جاتی ہے بخلاف دوسری سورتوں کے کہ انکی تین تین آیتوں کے ساتھ دو رکعت ہوسکتی ہیں۔ اور گیارہواں نام اس سورۃ مبارکہ کا سورۃ فاتحہ ہے اسواسطے کہ فتح باب قرآن مجید اسکے ساتھ ہوتا ہے اور قرآن مجید اسی سورۃ سے شروع کیا جاتا ہے۔ اور بارہواں نام سورۃ اساس ہے اسواسطے کہ اساس بنیاد یعنی نیو کو کہتے ہیں اور یہ سورۃ نماز کے لئے جو اشرف عبادات ہے بمنزلہ بنیاد کے ہے مکان کی کہ بغیر اسکے نماز ناقص رہتی ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلثا غیر تمام ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے نماز بغیر الحمد کے پڑھے وہ نماز ناقص ہے کامل اور پوری نہیں ہوتی ۔"

اور تیرہواں نام اس سورۃ کا سورۃ الکافیہ ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے کہ اسکا نام سورۃ الکافیہ اور سورۃ الوافیہ بھی ہے یعنے تمام ضروریات دین ودنیا کو کفایت کرنیوالی اسواسطے کہ بڑی ضرورت دینی اپنے خالق سے تعلق پیدا کرنا ہے اور اپنی حقیقت کا جاننا کہ میں ہر طرح ہر بات میں اُسکا محتاج ہوں اور اسکی شان عظمت کا جاننا اور یہ ماننا کہ سوا اُسکے فی الحقیقت کوئی مدبر اور ہر فرد عالم کا حاجت روا اور مشکلکشا مستقل نہیں لہذا مجھکو چاہیے کہ ہمہ تن اسکا ہو رہوں اور جو کام کروں اسکی رضامندی کے لئے کروں اور بڑی ضرورت دنیوی امن وامان کے ساتھ رہنا ہے دنیا میں بلا خوف فتنہ وفساد اور چونکہ یہ امر یقینی اور سب کا مانا ہوا بدیہی ہے کہ کوئی دنیا میں ہمیشہ رہا نہ رہے ایک دن سب کو مرنا ہے لامحالہ ہر عاقل کو اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ مرنا بالکل نیست اور نابود اور گل سڑ کر خاک میں خاک کے ملجانیکا نام ہے یا اس قالب جسمانی سے رہائی پاکر دوسرے عالم روحانی میں جانیکا اور پھر اُس عالم میں جاکر وہاں ہمیشہ رہنا ہے یا وہاں بھی جاکر مرنا ہے اور اُس عالم سے انتقال کرکے اور کسی دوسرے عالم میں جانا اور اگر اس موت دنیاوی کے بعد پھر مرنا نہیں ہے اور ہمیشہ وہاں ہی رہنا ہے تو وہاں عیش وآرام سے رہنے کے کیا اسباب ہیں اور وہاں رنج ومصیبت اور تکلیف وصعوبت میں رہنے کے کیا اس سورۃ مبارک نے ان تمام ہی ضرورتوں کو پورا کردیا اور سب کا طریق انتظام بتا دیا چنانچہ فرمایا کہ اے بندے جب تو یقیناً جانتا ہے کہ میرا کوئی پیدا کرنیوالا مارنیوالا میرے ارادوں اور تدبیروں کو توڑنیوالا اور جب چاہے پورا کرنیوالا ہر شے میں جو اثر رکھا ہے جبتک چاہے اُس اثر کا رکھنے والا اور جب چاہے اسکا مٹا دینے والا ذرات کے مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ ضرور ہے لہذا جب تو نماز میں مجھکو

کے فرض سنت واجب۔ اور نفلوں میں جو کل باون رکعت ہیں اور حسب رواج جو پڑھتے ہیں چوالیس اور بلا نفل بتیس ورنہ ات ہیں کم از کم باون دفعہ باون رکعت میں اور یہ نہ ہوسکے تو بتیس بار تو فرض اور واجب اور سنتوں کی ہر رکعت میں اسطرح اپنے خالق کا حمد و شکر ضرور ادا کر لیا کرکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی جملہ قسم کی حمد اور ہر نوع کا شکر ثابت ہے واسطے اُس ذات پاک کے جو جامع جمیع کمالات ہے اور پاک ہے تمام عیوب و نقصانات سے جسکو اللہ کہکر پکارتے ہیں جو رب ہے تمام عالموں کا چنانچہ تفسیر ابن جریر میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ جِبْرَئِیْلُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلْحَمْدُ ھُوَ الشُّکْرُ وَالْاِسْتِجْزَاءُ بِاللّٰہِ وَالْاِقْرَارُ بِنِعْمَتِہٖ وَ ھِدَایَتِہٖ وَابْتِدَاعِہٖ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَعَنْ کَعْبِ الْاَحْبَارِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَذٰلِکَ ثَنَاءٌ عَلَی اللّٰہِ۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سید المفسرین فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ پڑھیے الحمد للہ پھر فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حمد سے مراد شکر ہے اور طلب کرنا اللہ سے اسکی رضامندی کے لئے قوت ادا کرنے بدلے نعمتوں خدائی کے وہ اسکی ثنا و صفت کرنا اور اسکا شکر کرنا ہے اور اقرار کرنا اسکی نعمتوں کا اور اسکی رہنمائی اور اس امر کا کہ اس نے ہمکو پیدا کیا اور ماسوا اسکے بے شمار انعامات کا اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے الحمد للہ اللہ جلشانہ کی صفت و ثنا ہے۔ الحمد میں الف و لام استغراق کا ہے لہٰذا یہ معنے ہوئے کہ ہر قسم کی حمد و ثنا و ہر قسم کا شکر ثابت ہے واسطے اللہ کے جو اٹھارہ ہزار عالم اور سارے جہان کا ہر زمانہ میں پالنے والا ہے اسواسطے کہ جہان میں جو بھی کسی شے میں وصف کمال پایا جاتا ہے وہ اُسیکا پیدا کیا ہوا اور دیا ہوا ہے اور جو بھی کسیکے ساتھ احسان اور سلوک کرے اور وہ دوسرا اسکا شکر و تعریف کے ساتھ ادا کرے یا کچھ دیکر یا خدمت کرکے وہ اسکی توفیق پر موقوف ہے اگر وہ نہ چاہے نہ کوئی کسیکو دے لے سکتا ہے نہ کسیکا کوئی کسیطرح شکر ادا کر سکتا

لامحالہ جو بھی کسیکے حسن و جمال کی یا کسی صفت کمال کی صفت و ثنا کی جاوے وہ حقیقۃً اسیکی صفت و ثنا ہے اور جو بھی کسیکا شکر خدمت کے ساتھ یا کچھ دیکر یا تعریف کرکے ادا کیا جاوے بندہ مومن کی نظر میں اُسیکا شکر ہے وہ یقیناً جانتا ہے کہ کوئی مجھکو کچھ دیتا ہے یا میرے ساتھ سلوک کرتا ہے یا میں کسیکو دیتا ہوں یا کسیکے ساتھ سلوک کرتا ہوں یہ سب اسکی توفیق کے ساتھ والبستہ ہے اگر وہ نہ چاہے نہ میں کسیکو کچھ دے سکتا ہوں نہ کوئی مجھکو نہ میں کسیکے ساتھ کچھ سلوک کرسکتا ہوں نہ کوئی میرے ساتھ لہذا اگر میں کسیکا شکر ادا کروں یا صفت و ثنا یا کوئی میری صفت کرے یا میرا شکر تو فی الواقع وہ اللہ ہی کی حمد اور اللہ ہی کا شکر ہے اسواسطے کہ فی الحقیقت وہی سب کا پروردگار اور پالنے والا ہے اور سب کاموں کی توفیق اور قوت دینے والا اور جب بندے کو اس امر کا یقین کامل ہوگیا تو اب جو بھی کام اس سے وقوع میں آویگا اللہ کے واسطے ہوگا۔ اور جو کوئی اسکے ساتھ نیکی یا بدی کریگا سب اللہ کیطرف سے سمجھے گا۔ شعر

از خدا داں خلاف دشمن و دوست
کہ دلِ ہر دو در تصرف اوست

تو اب کسیکا کسیطرح بھی شکر کرے گا تو شکر خدا سمجھکر خالصاً اللہ کے واسطے کریگا اور جو کسی سے اُسکو نیکی بدی پہونچیگی تو اسکو بھی یقیناً اللہ کیطرف سے سمجھیگا اب اُسکو نہ کسی پر احسان رکھنے کا موقع ملیگا نہ کسی سے شکایت کی گنجائش جب تمام مسلمان باہم ایسی سمجھ حاصل کرلینگے تو بناء فتنہ و فساد ہی دنیا سے نیست و نابود ہو جاویگی اور ہر فرد بشر کو آرام سے زندگی بسر کرنیکا موقع ملیگا اور جب ہر مسلمان جو کام کریگا اللہ کے واسطے تو سارے کام اُسکے عبادت ہو جاوینگے اور کوئی وقت بلکہ کوئی پل اور آن اُسکی غفلت میں نگذرے گی اسواسطے کہ جب ہر دم رضاء مولیٰ پیش نظر رہیگی تو کسیکے ساتھ احسان یا کسیکا شکر ادا کریگا تو بغرض اطاعت خدا اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شراب محبت میں بھی اگر چور رہیگا اور انکی اطاعت میں سرگرم تو انکی اطاعت اور محبت کو بھی عین اطاعت و محبت خدا سمجھکر اور موجب رضاء مولیٰ جانکر اسواسطے کہ اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع الله + قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ۔

جو ہمارے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ ہماری ہی فرمانبرداری ہے اے میرے محبوب میرے بندوں سے فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے لین دین سوتے جاگتے چال ڈھال تمام امور میں میرے پیرو اور متبع ہوجاؤ اللہ جلشانہٗ کے تم محبوب ہوجاؤ گے اسیطرح بادشاہ اسلام یا امام المسلمین صحابہ کرام یا اہلبیت عظام علماء دین یا ائمہ مجتہدین پیران طریقت یا حاملان شریعت سے محبت رکھیگا تو انکی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اطاعت سمجھکر۔

یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور والیان حکم کی جو تم میں نفاذ حکم شریعت اور استنباط احکام شریعت پر قادر ہوں خواہ وہ بادشاہ ہوں یا امام اور خلیفۃ المسلمین یا امیر المومنین صحابہ کرام سے ہوں یا اہلبیت عظام سے مجتہدین دین سے خواہ علماء راسخ متین سے۔ اور یہ سمجھکر کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی وانما الامام جنة یقاتل من ورائه ویتقی به فان امر بتقوی الله وعدل فان له بذلك اجرا وان قال بغیره فان علیه منه

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری اطاعت کی اس نے بے شک اطاعت کی اللہ کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے بیشک نافرمانی کی اللہ کی اور جس نے فرمانبرداری کی امیر المومنین کی اس نے بیشک میری فرمانبرداری کی اور جس نے نافرمانی کی امیر اسلام کی بلاشبہ نافرمانی کی میری بیشک امام اسلام ڈھال ہے اسکو پشت پناہ بناکر جہاد کیا جاوے پھر اگر وہ اللہ سے ڈر کر حکم کریگا اور عدل تو اسکے بدلے اجر عظیم پاویگا ورنہ جیسا کریگا پاویگا۔ یہ حدیث باب الامارۃ مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری ومسلم رحمہما اللہ ہے۔

پھر بخاری شریف اور مسلم میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا یَکْرَھُہٗ فَلْیَصْبِرْ فَاِنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے امیر المؤمنین سے ایسی بات دیکھے جو اسکو بوجہ سختی کے مکروہ معلوم ہو چاہیئے کہ صبر کرے اسواسطے کہ جب تک حکم امام مخالف شریعت نہ ہو فقط اپنے نفس کی کراہت کی وجہ سے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو اور اسی حالت میں مرگیا تو ایام جہالت کی موت مریگا اسواسطے کہ اطاعت امیر سے مراد فی الواقع اطاعت خدا و رسول ہے نہ فقط اطاعت امیر۔ اسیواسطے صاف فرمادیا بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد مسلمان پر حکم امیر کا سننا اور اسکی اطاعت کرنا لازم ہے خواہ اسکو وہ حکم اچھا لگے یا برا جبتک مخالف حکم خدا اور رسول کے کوئی حکم نہ کرے۔

علیٰ ہذا ماں باپ کی خدمت و تعظیم کرے تو اللہ کے اس حکم کی اطاعت سمجھکر قَالَ تَعَالٰی وَاشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اے میرے بندے میرا بھی شکر بجالا اور اپنے ماں باپ کا بھی وَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا اور ماں باپ کے سامنے کبھی اُف بھی منہ سے نہ نکال اور اُن سے بات چیت کر مگر تعظیم و تکریم کے ساتھ اور انکے ساتھ یہی سمجھکر احسان کر تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور خدا کے شکر میں داخل ہو جائے اور انکے ساتھ عجز و نیاز کے ساتھ پیش آ اور اُن کے حق میں دعا خیریت وادب کر تو یہ سمجھکر کہ میرا مالک پروردگار اپنے کلام پر انوار میں فرماتا ہے وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا اے میرے بندے اپنے ماں باپ کے سامنے عجز و نیاز کا بازو بچھا نرمی سے اور یہ دعا

کرتا رہے کہ اے میرے پروردگار حقیقی تو ان دونوں پر رحمت کی جھڑی لگا دے جیسے اُنہوں نے مجھے بچپن میں رحمت سے پالا ہے اور احسان کے بدلے احسان کر زندوں سے یا مُردوں سے مثلاً کھانے کے بدلے کیسکو اپنوں کو یا غیروں کو کھانا کھلا دے یا کپڑے پہنا دے یا مدح وثنا کرے یا بغرض ایصال ثواب کیسکے نام پر کچھ دے یا کیسکو کچھ کھلا دے تو یہ سوچکر کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ اپنے کلام مقدس میں فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ احسان کا بدلہ نہیں ہے مگر احسان اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام معجز نظام میں فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْكُرِ اللّٰهَ جو آدمیوں کا شکر ادا نہ کرے وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں سمجھا جاتا اسواسطے کہ جب مومن الحمد للہ کہکر دل وجان سے یہ اقرار کرچکا کہ تمام افراد اور اقسام شکر اور ثنا وصفت اللہ کے واسطے ثابت ہیں تو لامحالہ کیسکا بھی شکر کسی بھی طرح کرے اُسکو اطاعت امر خدا اور شکر توفیق کبریا ہی سمجھکر کریگا چچا تایا پھوپی خالہ بھائی دوست استاد پیر بزرگان دین شرع متین کی تعظیم وتکریم کریگا یا اپنے سے چھوٹوں پر رحم کریگا تو یہ سمجھکر کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور اپنے سے بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ یعنی چچا تایا اعلیٰ پھوپی اور باپ سب بھتیجوں کے حق میں ایک ہی جڑ کے متعدد درخت ہیں یعنی دادا ہی سے باپ پیدا ہوا اور اُسی سے چچا تایا لہذا باپ کیطرح وہ بھی واجب التعظیم ہیں مشکوۃ شریف میں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھسے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے میرے لئے کوئی توبہ کا راستہ ہے۔ فرمایا تیری ماں زندہ ہے عرض کیا نہیں

قَالَ فَابَرِّهَا ۔

فرمایا کوئی خالہ زندہ ہے عرض کیا ہاں فرمایا اُس کے ساتھ سلوک کیا کر ۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُكَ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

حضرت معاویہ بن جاہمہ فرماتے ہیں جاہمہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کیا میرا ارادہ جہاد کا ہے مگر یہ امر حضور سے مشورہ طلب ہے ۔ فرمایا تیری ماں زندہ ہے عرض کیا ہاں فرمایا اُسکی خدمت اپنے اوپر لازم اور واجب سمجھ لے اور جنت بلاشبہ ماں کے پاؤں کے قریب ہے

وَعَنْ اَبِىْ اُسَيْدٍ قَالَ بَيْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِىْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ هَلْ بَقِىَ مِنْ بِرِّ اَبَوَىَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِىْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا

حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں ہم حاضر حضور تھے کہ ایک نے قبیلہ بنی سلمہ سے آکر عرض کیا کہ بعد انتقال والدین کے اُنکے ساتھ احسان وسلوک کا کوئی طریقہ باقی ہے فرمایا ہاں اُنکے اوپر رحمت بھیجنا اُنکے لیے دعاء مغفرت کرنا اُنہوں نے اگر کسی سے کچھ عہد کیا ہو اسکو پورا کرنا اُن رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ احسان وسلوک جاری رکھنا جنکے ساتھ سلوک بوجہ قرب رشتہ ماں باپ کے لازم ہے اور ماں باپ کے دوستوں کی تعظیم وتکریم

اور علماء دین کی تعظیم وتکریم کرے تو یہ سمجھکر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

وَفِىْ كِتَابِ الْعِلْمِ مِنَ الْمِشْكٰوةِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اور کتاب العلم مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ

کے حضور میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا کہ ایک اُن دو سے عابد ہے اور دوسرا عالم فرمایا بزرگی عالم کی عابد پر اتنی ہے جتنی بزرگی مجھکو حاصل ہے تم میں سے ادنیٰ درجہ کے صحابی پر پھر فرمایا اللہ اور اُسکے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں رحمت بھیجتی رہتی اور دعا رحمت کرتی رہتی ہیں آدمیوں کی بھلائی سکھانے والے پر۔

وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ

اور حضرت کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انکی خدمت میں ایک آدمی نے آکر عرض کیا کہ میں مدینہ طیبہ سے فقط ایک حدیث بلا واسطہ سننے کو حاضر ہوا ہوں جسکی خبر مجھکو پہونچی ہے کہ تم اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو اسکے سوا میرا آنا کسی غرض سے نہیں فرمایا بیشک مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص طلب علم دین میں کوئی راہ طے کرے اللہ اسکو جنت کے راستوں سے کسی نہ کسی راستہ میں ضرور چلاویگا اور بلاشبہ فرشتے طالب علم دین کے

كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔

قدموں تلے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔ تاکہ طالب علم خوش ہو اور بیشک آسمان زمین والے یہانتک کہ مچھلیاں پانی میں عالم دین کے لئے دعاء مغفرت کرتی رہتی ہیں اور بیشک عالم دین کو عابد پر اتنی فضیلت حاصل ہے جتنی چودہویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بیشک علماء نبیوں کے وارث ہیں اور بیشک نبیوں سے دینار و درہم میراث میں نہیں ملتے اُن سے تو میراث میں علم دین ملتا ہے جس نے میراث انبیاء حاصل کرلی اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کرلیا۔"

پھر علماء دین دو قسم پر منقسم ہیں۔ ایک علماء علم احکام ظاہری نماز روزہ حج زکوٰۃ حلال و حرام جائز ناجائز کہ جنکو عالم اور فقیہہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے علماء علم باطن اور علم اسرار جنکو اہل اللہ اور عارف باللہ کہتے ہیں چنانچہ کتاب العلم مشکوٰۃ شریف میں ہے سنن دارمی سے۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ عِلْمٌ نَافِعٌ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم دو ہیں ایک وہ ہے جسکا تعلق دل کے ساتھ ہے اور اس علم کے ذریعہ سے دل ذکر اللہ یادِ خدا اور معرفت اور حضوری خدا کے ساتھ آباد کیا جاتا ہے یہ علم تو دین و دنیا میں بہت ہی نفع دینے والا ہے اور دوسرا علم وہ ہے جسکا تعلق زبان کے ساتھ ہے جسکے ساتھ بندگانِ خدا کو ہدایت کیجاتی ہے گمراہی اور بدعات۔ اور گناہوں سے بچایا جاتا ہے الخ۔ اور خود اسکا عالم بچتا ہے اور مصداق آیۃ کریمہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کا بنتا ہے یعنی اللہ کے بندوں سے حلال حرام نیکی بدی کے جاننے والے عالم ہی ڈرتے ہیں اللہ سے۔" اور انہی دو علموں کی

طرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اشارہ فرماتے ہیں بخاری شریف میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِیْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ یَعْنِیْ مَجْرَی الطَّعَامِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برتن علم کے محفوظ کئے تھے ایک کو تو تم میں پھیلا ہی دیا اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے۔

علامہ طیبی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً مراد پہلے برتن سے علم احکام اور اخلاق مرضیہ مسنونہ ہے اور دوسرے برتن سے مراد علوم اسرار کا برتن مراد ہے جس سے عامہ مؤمنین عاجز ہیں اور وہ علم اصحاب عرفان ومعرفت کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے حالانکہ دونوں علم قرآن مجید ہی میں ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰیَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ وَمُطَّلَعٌ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر قرآن مجید سات حرفوں یعنے سات قرأتوں پر نازل کیا گیا ہے اسکی ہر آیۃ کے ایک ظاہری معنے ہیں جنکا تعلق احکام ظاہری کے ساتھ ہے اور دوسرے معنے باطنی ہیں جسکے ساتھ انبیاء اولیاء مخصوص ہیں۔ پھر ہر ظاہری اور باطنی معنوں کے انکشاف کے لئے ایک حد ہے اور ایک مطلع کہ جن دونوں کی کوئی غایۃ ہے نہ انتہا۔ ہذا خلاصۃ ما فی الشرح الطیبی۔

اور حضرت عارف باللہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کے دیباچہ میں بعد نقل حدیث مذکور تحریر فرماتے ہیں کہ ظہر سے مراد حدیث مذکور میں تفسیر الفاظ وآیات قرآنی ہے اور بطن سے مراد تاویل یعنے تمام معانی محتملہ آیت ولفظ سے کسی ایک معنی کو بقواعد عربیت

اور با عانت احادیث اور اقوال صحابہ کے متعین کرنا۔ اور حد سے مراد وہ معنے ہیں جہانتک فہم انسان کی رسائی ہے۔ اور مطلع سے مراد وہ طریقہ غور و فکر کا تلاوت قرآن میں ہے کہ جس طریقہ سے اس درجہ حضوری خداوند کریم حاصل ہو جاوے کہ قاری کی نظر میں قاری کا وجود باقی نہ رہے اور بلا واسطہ کلام اللہ کو ذات خدا کے ساتھ قائم دیکھے اور بلا واسطہ خدا ہی سے سُنے بلکہ اپنے وجود سے اتنا غافل ہو کہ قاری اور سامع اللہ ہی کو جانے سیدنا امام جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ اپنے کلام پاک کے ساتھ بندوں پر تجلی فرماتا ہے مگر تم نہیں دیکھتے اور غور نہیں کرتے۔ چنانچہ روایۃ ہے کہ ایک دن آپ نماز میں بیہوش ہو کر گر پڑے جب آپ سے پوچھا گیا فرمایا بار بار میں کلام اللہ پڑھتا رہا یہانتک کہ کلام اللہ کو خود اللہ سے سُن لیا۔ لہذا علم ظاہری دین کے اُستادوں کی تعظیم و تکریم کرے اور انکا شکر نذر و نیاز کے ساتھ خواہ کسی خدمت کے ساتھ بغرض حصول قرب الٰہی کرے تو انکو اپنے لئے نعمت الٰہی سمجھکر اور انکو ان کمالات کے ساتھ متصف فرمانیوالا رب العلمین کو یعنے پروردگار عالم کو جانکر اور اُن سے جو کچھ حاصل ہو من جانب اللہ مانکر اور یہ یقین کرکے کہ انکی حمد و ثنا اور انکا شکر حقیقۃً اللہ ہی کا شکر اور اُسکی حمد و ثنا ہے اسواسطے کہ دینے والا اور انیوالا ہر ایک کمال کے ساتھ مشرف فرمانیوالا ہمارا اور انکا وہی ایک رب العلمین ہے۔ اسیطرح کسی حسین و خوبصورت یا کسی خوشنما چیز پر نظر پڑے تو فوراً اس سے نظر اُٹھا کر اس احسن الخالقین کو دیکھے جسکی قدرت کا جلوہ تمام عالم میں جلوہ گر ہے اور عالم ہی تمام مظاہر قدرت الٰہی اور مظاہر صفات ایزدی کا نام ہے۔ **شعر**

نو بچشمان دل مبیں جز دوست ہر چہ بینی بداں کہ مظہر اوست

دیگر

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر از معرفت کردگار

اسیواسطے ابتدار قرآن کی اور نزول قرآن کی اسی سورۃ مبارکہ کے ساتھ کی گئی تاکہ ہر مومن قرآن

اور حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر جان لے کہ یہ سورۃ جسکا نام اُمّ القرآن اور سورۃ الکنز اور سورۃ الشفا بھی ہے بمنزلہ متن کے ہے اور تمام قرآن اسکی شرح اور اسکا بیان اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام قرآن کی شرح اور بیان۔

اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ الف لام عہد ذہنی ہے اندرینصورت یہ معنی ہوں گے کہ وہ حمد کامل جس سے زیادہ حمد کرنا ممکن نہیں وہی حمد ہے جسکے ساتھ اللہ جلشانہ نے خود اپنی حمد و ثنا بیان فرمائی ہے وہی حمد اُس ذات پاک کو سزاوار ہے بندۂ عاجز کو کہاں طاقت کہ اُسکے میدان حمد میں قدم رکھے یہ وہ میدان ناپیداکنار ہے کہ جہاں خود عقل حیران ہے اور میدان بیان تنگ۔ شعر

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار | کہ پیدا نشد تختہ بر کنار
کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند | بہ لَآ اُحْصِیْ از تگ فرو ماندہ اند

اشعار

میدان حمد خدا میں جب شبدیز قلم کا روانہ ہوا | پہلے ہی قدم میں چکرا کر وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا
منشئی عقل جو لکھنے لگا حمد اُس محمود یکتا کی | رکر رہگا بجا یکدم مدہوش ہوا دیوانہ ہوا
ہے حمد وہی لائق اُسکے جو اُس نے اپنی حمد ہے کی | یہ میری زباں اور حمد خدا کیا حمد بھی اک افسانہ ہوا

یا وہ حمد مراد ہے جو انبیاء علیہم السلام نے اُسکی حمد و ثنا بیان فرمائی بلکہ وہ حمد جو مخلوقات کی زبان حال و قال سے ظہور میں آرہی ہے اور آئی اور آوے گی۔ کما قال جل مجدہٗ۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی پاکی اور تسبیح بیان کرتی رہتی ہے اللہ کی جو بھی آسمانوں اور زمینوں کے درمیان مخلوقات ہے دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ یعنی کوئی ایسی شے نہیں جو اللہ کی پاکی اُسکی حمد و ثنا کے ساتھ نہ بیان کرتی رہتی ہے

شعر۔ ہر گیاہے کہ از زمیں روید | وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

اور تفسیر روح البیان میں ہے علامہ شیخ داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حمد باعتبار

صدور کے بندہ سے تین قسم پر منقسم ہے۔ حمد قولی۔ حمد فعلی۔ حمد حالی۔

قسم اول حمد قولی۔ زبان سے حمد و ثنا کرنے کو کہتے ہیں اُن صفات کے ساتھ کہ جنکے ساتھ اللہ نے اپنے پیغمبروں کی زبان پر اپنی صفت و ثنا بیان فرمائی۔ قسم دوم حمد فعلی۔ اُن عبادات اور حسنات بدنیہ کو کہتے ہیں جو انسان کے تمام اعضائے بدنی سے خالصاً لوجہ اللہ اور ڈھونڈنے رضامندی اللہ کے ظہور پذیر ہوں اسواسطے کہ جیسے انسان پر زبان سے حمد و ثنائے الٰہی کرنا واجب ہے ایسے ہی تمام اعضاء کے ساتھ ہر عضو کے لائق اُسکا حمد و شکر ہر حال میں واجب چنانچہ جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے الحمد للہ علیٰ کل حال اور ہر حالت میں حمد و ثنا خداوند کریم نہیں ہوسکتی بجز اس طریق کے کہ جس عضو کو جس کام کے واسطے اللہ نے پیدا کیا ہے اُس سے وہ کام بطریق مشروع بہ نیت فرمانبرداری و اطاعت جناب باری لیا جاوے نہ بغرض پوری کرنے خواہش نفس کے (مثلاً کھانا کھاوے تو اس نیت سے کہائے کہ میں بموجب خواہش نفسانی کے نہیں کھاتا بلکہ اس غرض سے کھاتا ہوں کہ بدن میں اللہ جلشانہٗ کے احکام بجالانے کی اور ذکر اور عبادت جناب باری کی قوت قائم رہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شعر

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ۔۔۔ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

علیٰ ہذا پاخانہ کو جاوے تو اس نیت سے جاوے کہ مجھ میں قابلیت نماز اور حضوری درگاہ بے نیاز تعالیٰ شانہٗ پیدا ہو جاوے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز مت پڑھو کہ پیشاب اور پاخانہ کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہو اور وہ بوجہ خبیث نماز میں حضوری حاصل ہونے کا مانع رہے۔ فقط) قسم سویم حمد حالی۔ اسکا تعلق روح اور دل کے ساتھ ہے لہذا حمد حالی روح اور دل کے متصف ہونے کا نام ہے کمالات علم و عمل اور اخلاق الٰہی کے ساتھ کہ جن صفات کریمہ کے حاصل کرنیکے لئے تمام انبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام جملہ افراد بشر کو علیٰ حسب مراتب تاکید فرماتے رہے ہیں

اور اس امر کی تنبیہ کہ یہ کمالات ہر انسان سے اُسکے اس درجہ ذاتی ہو جاویں کہ اسکو مظہر جملہ صفات باری حسب پیروی اور اتباع اپنے پیغمبروں کے کہنا صحیح ہو لہٰذا معنے آیۂ کریمہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ یہ ہوئے۔ شعر

حمد قولی حمد فعلی حمد حال ہے سزاوار خدائے ذوالجلال

اور ان تینوں قسم کی حمدوں کا ظہور چونکہ فی الواقع بندے سے حسب توفیق الٰہی ہے اور فی الواقع ان صفات کا پیدا کرنیوالا بندے میں وہی خالق مختار لہٰذا یہ تینوں قسم کی حمد بھی فی الواقع اسم جلشانہ کا اپنی حمد اپنے آپ بیان کرنا ہے اور اپنی صفات کاملہ اپنی ذات جامع الکمالات پر آپ ظاہر کر دکھانا۔ علیٰ ہذا جو بلاواسطہ اپنی حمد اپنی کتابوں میں اُس خالق اکبر نے آپ بیان کی ہے وہ حمد قولی ہے اور اُس خالق اکبر کا اپنے کمالات جلالی اور جمالی کو اپنے مخلوقات میں جو اسکی جلوہ گاہ قدرت ہے کہیں بشان جمال صفات حسنہ کے ساتھ اور کہیں بشان جلال بصورت قہر وضلال صفات سیئہ کے ساتھ ظاہر فرمانا اور کہیں اپنے اسماء رحمت رحمان ورحیم رؤف وکریم ذوالفضل العظیم وغیرہم کے ساتھ جلوہ فرمانا اور کہیں اسماء قہریہ قہار ومضل وغیرہم کے ساتھ جلوہ دکھانا وہ اسکی اپنی حمد حمد عملی ہے۔ جب منازل حمد سے اس منزل حمد کو عارف طے کرتا ہے تو ہر عارف اس مقولہ کے ساتھ مترنم ہوتا ہے

كُنْتُ دَهْرًا قَبْلَ اَنْ يَكْشِفَ الْغِطَا
اِخَالُكَ اَنِّيْ ذَاكِرٌ لَكَ شَاكِرٌ

فَلَمَّا اَضَاءَ اللَّيْلُ اَصْبَحْتُ شَاهِدًا
بِاَنَّكَ مَذْكُوْرٌ وَذِكْرٌ وَذَاكِرٌ

ایک مدت تھا میں جب محجوب غفلت تھا خیال
میں ہوں ذاکر میں ہوں شاکر بے شبہ بے قیل وقال

جب ہوئی صبح سعادت مٹ گئے سارے خیال
دیکھا تجھکو ذکر و ذاکر شکر و شاکر حال وقال

تو ہی تھا مذکور اور مشکور اے صاحب جلال
تو ہی اول تو ہی آخر تو ہی ظاہر بے مثال

تو ہی باطن اور علیم جملہ باہر یک خصال
گاہ ظاہر با جلال و گاہ ظاہر با جمال

اور اس مقام پر عارف کے نزدیک تفسیر الحمد ﷲ یہ آیۂ کریمہ ہوتی ہے قال جل مجدہٗ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہی ہر شے کا (ہر شے کے وجود ظاہری سے قبل اور وجود ظاہری کے بعد اور بعد فنا ہو جانے وجود ظاہری کے) جاننے والا ہے۔ اسکو بھی حمد حالی کہتے ہیں۔ خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ وہ سات گھاٹیں سلوک کی جنکا ہر سالک مسالک شریعت وطریقت کو طے کرنا لابدی اور ضروری ہے وہ الحمد سے ہی شروع ہوتی ہیں اور الحمد ہی پر ختم تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ المشائخ سید الطائفہ علامہ امام احمد غزالی رحمہ اللہ کی کتاب منہاج العابدین سے علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح البیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ سات گھاٹیں جنکا ہر طالب حق عاشق خلاق مطلق پر طے کرنا ضروری اور لابدی ہے انکی ابتداء اول مرتبہ حمد سے ہوتی ہے اور انتہا بھی آخر مراتب حمد پر اور بغیر طے کرنے ان سات گھاٹیوں کے واصل الی اللہ اور باقی باللہ کوئی سالک نہیں ہو سکتا وہ یہ ہیں۔ اول گھاٹی بندہ کے دل میں خاص توفیق الٰہی اور فضل جناب باری سے شوق عبادۃ اور ذوق طلب اور معرفت پیدا ہونا ہے جسکی طرف حبیب اللہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام معجز نظام میں اسطرح اشارہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ جب بندے کے دل میں نور الٰہی جلوہ افروز ہوتا ہے بندے کا دل اللہ کی عبادت اور اطاعت رسول اللہ کیطرف متوجہ رہتا ہے اور اسکا سینہ کھل جاتا ہے۔ عرض کیا گیا اس مرتبہ کے حاصل ہونے کی کوئی علامت ہے کہ جس سے معلوم ہو جاوے کہ فلاں شخص کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا۔ فرمایا اس مرتبہ کی پہچان یہ ہے دنیا سے جو دھوکے کا گھر ہے نفرت اور جدائی حاصل ہو جاوے اور ہمیشہ رہنے کے گھر یعنی عالم آخرت کیطرف رجوع اور رغبت پیدا ہو اور قبل آنے موت کے مرنیکے لئے تیار رہے اس گھاٹی کی ابتداء اول اس امر کے ساتھ شروع ہوتی ہے کہ بندے کے دل میں محض فضل خدا سے اس امر کا یقین پیدا ہوتا ہے کہ میرا طرح طرح کے انعامات کے ساتھ مجھپر کوئی انعام کرنیوالا ہے کہ جس نے اول مجھکو کتم عدم سے نکالکر نعمت وجود سے سرافراز فرمایا اور پھر حواس خمسہ ظاہری

قوت سماعت قوت بصارت قوت شامہ (یعنے ہر شے کی اچھی بری بو سونگھنے کی قوت) قوت ذائقہ (یعنے ہر شے کا مزہ دریافت کرنیکی قوت) قوت لامسہ (یعنے گرمی سردی ہر آرام اور تکلیف کے ادراک کرنیکی قوت) عطا فرماکر ہر حس کے لائق بے شمار نعمتیں کھانے پینے سونگھنے دیکھنے سننے پہننے آرام حاصل کرنے کی عطا فرمائیں جنکے شکر کا مطالبہ ہر ایک میرے عضو سے ضرور ہے کہ ہو اور بصورت عدم شکر خوف ہے کہ یہ نعمتیں مجھسے چھین لی جاویں اور مجھکو ذائقہ عذاب چکھایا جاوے اسی امر پر خبردار کرنیکے لئے اس خالق اکبر نے میریطرف اپنے پیغمبر کو مختلف معجزوں کے ساتھ بھیجا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اور ہر فرد بشر کو اسی امر کی اطلاع دی کہ ضرور تمہارا خالق ایک پروردگار ہے جو تمہارے تمام ظاہری و باطنی امور کا جاننے والا ہے اور اس امر پر قادر کہ نیکی کے بدلے جنت عطا فرمادے اور بدی کا عذاب چکھاوے اور اس قادر مطلق کے وجود پر یقین حاصل کرنیکے لئے ہمکو یہ طریقہ بتلایا کہ بغیر کئے کسیکے جب کوئی شے نہیں ہوتی تو لامحالہ تیرا اور تمام مخلوقات اور زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ایسا واحد مختار ہے کہ جسکا ثانی بکسی عاقل کے نزدیک کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شعر

بود نقش دل ہر ہوشمندے
کہ باشد نقش ہارا نقشبندے

ز ہر ذرہ بدو روئے وراہیست
بر اثبات وجود او گواہیست

بلوحے گر ہزاراں نقش پیدا است
نیاید بے قلم زن یک الف راست

دریں ویرانہ نتواں یافت خشتے
بروں از قالب نیکو سرشتے

بخشت از کلک گلستاں نوشتہ است
کہ آنرا دوست دانائے سرشتہ است

ز لوح خشت چوں ایں حرف خوانی
زحال خشت زن غافل نمانی

بعالم ایں ہمہ مصنوع ظاہر
بصانع چوں نہ مشغول خاطر

چو دیدی کار رو در کار گر آر
قیاس کار گر از کار بردار

دم آخر کزاں کس راگذر نیست
سروکار تو جز با کار گر نیست

اس گھاٹی کا نام علم و معرفت کی اول گھاٹی ہے اس گھاٹی کے طے کرنیکے بعد انسان کو خیال عبادت اور اطاعت خالق اکبر جب پیدا ہوتا ہے تو اسکو قواعد عبادت اور طریقہ اطاعت سیکھنے کیطرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور اپنے گنہگار اور ناشائستہ دربار کردگار ہونیکا خیال پیدا ہوکر توبہ اور استغفار کی جو دوسری گھاٹی ہے اُسے طے کرنا پڑتا ہے اور بعد طے کرنے گھاٹی توبہ کے توبہ پر قائم رہنے کے سوانحات کی تیسری گھاٹی کا طے کرنا ضرور ہوتا ہے۔ اور سوانحات چار ہیں۔ اول طلب دنیا۔ دوئم مخلوقات کے ساتھ اختلاط۔ سوئم شیطان۔ چہارم نفس۔ لہٰذا اول محبت دنیا سے تعلق توڑنے کیطرف محتاج ہوتا ہے اور دوئم عامہ مخلوقات سے جدا رہنے کیطرف اور چونکہ ان دونوں کی طرف نفس اور شیطان رغبت دلانے پر کوشش کرتے ہیں لہٰذا اول ان دونوں کا اتباع شریعت اور امداد پیر طریقت کے ساتھ مقہور اور ذلیل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ پھر انکے پھندے میں پھنسکر طالب دُنیا نہ بنجاوے اور مخلوقات کے ساتھ بغرض حصول دنیا میل جول پیدا کر کر مکاروں اور ریاکاروں کے زمرہ میں نہ داخل ہو۔ **شعر**

ہے بد لگام یہ نفس لعین اور شیطان
نہیں ہے عقل میں طاقت کہ روکے انکی عنان
کہاں پتنگ سے لڑنیکی مور میں طاقت
بغیر فضل خدا ان سے کون پاوے امان

لہٰذا اس گھاٹی پر قدم رکھتے ہی سالک کو چند عوارضات لابدی کی چوتھی گھاٹی پیش آتی ہے عارض اول اکل و شرب ضروری کا فکر مسکینی و ناداری کی مصیبت مختلف بیماری اور حوادثات روزگار کی گرفتاری اہل دنیا کا نظر حقارت سے دیکھنا اور مسکین و ذلیل سمجھکر لوگوں کا ستانا لہٰذا ان عوارض کی منزل اول طے کرنے کیلئے صفت توکل حاصل کرنے کی رزاق مطلق پر ضرورت پڑتی ہے۔ اور دوسری منزل طے کرنیکے لئے اپنے تمام کاروبار کو دل سے سپرد خدا کرنے کی حاجت اور تیسری چوتھی منزل کے لئے راضی برضا رہنے کی عادت پھر بعد طے کرنے منزلوں اس چوتھی گھاٹی کے پانچویں گھاٹی کو طے کرنا پڑتا ہے جسکو عقبۃ البواعث کہتے ہیں اس مقام پر اگرچہ

فکر اور تردد رزق اور اسباب معیشت اور عیش و آرام نہیں رہتا اور بلا اور مصیبتوں سے نہیں گھبراتا اور راضی برضاء مولیٰ رہتا ہے مگر اپنی کسلمندی اور سستی کو عبادات الہی اور پیروی رسالت پناہی میں محمول رضاء مولیٰ پر کرکے عبادات میں سست اور کاہل ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اصحاب مراتب عالیہ رضا اور تسلیم سے سمجھنے لگتا ہے لہذا اس گھاٹی سے پار اُترنے کیلئے رجا اور خوف کی چابک کی ضرورت ہے کہ بلا اور مصائب اور فقر و فاقہ میں راضی برضاء الہی رہکر اُسکے انعامات بے پایان کا ہر وقت امیدوار رہے اور اسکی ناراضگی اور اُسکے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور سستی اور غفلت سے دور اور شراب شوق قرب و حضور میں پابندی سنت کے ساتھ چور اور مخمور۔ جب بندہ اس گھاٹی کو بھی طے کرلیتا ہے تو اب چھٹی گھاٹی عجب یعنی خود پسندی اور ریا کی پیش آتی ہے کہ اپنے آپ کو سب کا پیشوا اور مقتدا سمجھنے لگتا ہے اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرتے کرتے وقت عبادت کے مبتلاء ریا اور سمعہ کا ہو جاتا ہے لہذا اس گھاٹی کے طے کرنیکے لئے سالک کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنے کی کوشش کرے اور خیال و سمعہ سے توبہ اور استغفار کرے۔

مثل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تاکہ عبادت ظاہری اور باطنی کے ثواب سے مشرف ہو۔ حدیث صحیح میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن اخلاص کے ساتھ میں چھپکر اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے مجھکو دیکھ لیا اُسکا دیکھنا مجھکو اچھا معلوم ہوا فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میںنے اس امر کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کیا اس وسوسہ سے تم خوش ہوئے میںنے عرض کیا اگرچہ اول مجھکو اچھا معلوم ہوا تھا مگر پھر تو مجھپر اتنا خوف غالب ہوا کہ اگر میں جلجاتا مضائقہ نہ تھا مگر یہ وسوسہ نہ آتا۔ آپنے فرمایا ابوہریرہ تمکو اللہ نے دو ثواب دئے ایک پوشیدہ عبادت کا اور ایک ظاہر عبادت کا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا وسوسہ فاسدہ سے متأثر ہونا اور ایذا پانا صریح ایمان ہے۔ جب بندہ اس گھاٹی کو بھی طے کرلیتا ہے تو ساتویں گھاٹی حمد و شکر کی پیش آتی ہے کہ اس نعمت عظمیٰ پر اللہ کا ہر وقت

اور ہر لحظہ شکر کرتا رہے۔ تاکہ بموجب آیہ کریمہ ولَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم ہر دم ترقی مراتب اخروی ہوتی رہے اور بے گنتی و بے شمار مقامات معرفت و عرفان حمد وثنا اور قرب الٰہی کے طے کرتا رہے اور عالم عقبیٰ کا مشتاق اور اس عالم سے انتقال کرنے کو اپنے لیے عید سمجھنے لگے۔ اسی مقام پر پہونچکر بعض اہل سلوک اس نغمہ کے ساتھ مترنم ہوتے ہیں حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں شعر

حجاب چہرہ جاں میشود غبار تنم
خوشا دمیکہ ازیں چہرہ پردہ بر فگنم

چنیں قفس نہ سزائے چو من خوش الحانست
روم بگلشن رضواں کہ مرغ آں چمنم

دیگر

سیر کرتی ہے میری جان اگرچہ ناخوش
پردہ چہرہ عشاق غبار تن ہے

مرغ جنت ہوں میں اور پنجرہ خاکی کی قید
اس سے میں چھوٹوں تو پھر باغ جناں مسکن ہے

اور ایسے ہی خاص بندوں کے متعلق سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

عروسی بود نوبت ماتمت
گرت نیک روزی بود خاتمت

دیگر

روتے ہیں بے سمجھ اور ہنستے ہیں دلدادہ لوگ
مئے وحدت کے جو متوالے ہیں کب مرتے ہیں

لہذا ان ساتوں گھاٹیوں پر ہر مقام کے لائق جو جو الہامات ایزدی ہوتے ہیں انکا شکر حمد وثنا اور عبادات اور خیر وخیرات کے ساتھ وقت طے کرچکنے اس گھاٹی کے ہر بندے پر واجب ہوتا ہے لہذا ہر بندہ مامور ہوتا ہے اپنی معہود فی الذہن حمد کے ساتھ لہذا ادنیٰ سے اعلیٰ تک ہر بندہ الف لام عہد ذہنی کے اعتبار سے اپنے مقام کے لائق جو حمد اسکے ذہن میں القا ہوتی ہے بموجب اسکے کہتا ہے اَلحَمدُ لِلّٰہِ یعنی وہ حمد جو میرے مقام کے لائق مجھپر القا ہوئی ہے وہ اور اس حمد وشکر کی توفیق جو منجانب اللہ عطا ہوئی ہے اسپر حمد وشکر پھر اس سمجھ کی توفیق پر الیٰ غیر النہایہ وہ تمام قسم کی حمد ثابت ہے اللہ کے واسطے جو ذات جامع کمالات اور پاک تمام عیوب اور نقصانات سے ہے جن کمالات کا بیان طاقت انسان سے خارج اور اسیطرح ان عیوب اور نقصانات کی تفصیل بھی جو مخلوقات

ہیں پائے جاتے ہیں اور وہ ذات ان سب سے پاک ہے بے حد اور بیشمار ہیں اسی معنے کر کہا جا
ہے کہ اسم ذات مثل اسم اللہ کی کسی زبان ہیں اُس واجب الوجود کے ناموں سے کوئی نام ایسا
نہیں پایا جاتا کہ جسکے معنے کے بیان کے لئے بہت سے دفتروں کی ضرورت ہو چنانچہ اکثر حصہ کتب
عقائد کا تفسیر معانی اللہ سے ہے حقیقۃً مملو و مشحون ہوتا ہے اور امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
یہی وجہ ہے کہ جبتک کوئی کافر و مشرک اللہ کے لفظ کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰن
یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا الرَّحِیْم یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا الْمَلِکُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا الْقُدُّوْسُ کے کہنے سے داخل دائرہ اسلام نہیں
ہو سکتا اسواسطے کہ شرط اسلام ایمان لانا ہے اُس ذات مقدس پر جو جامع جمیع کمالات اور
بری جمیع عیوب اور نقصانات سے ہے اور ایسی ذات پر دلالت کرنیوالا بجز اسم ذات اللہ
کے نہ عربی میں کوئی نام ہے نہ اور کسی زبان میں اسواسطے علماء راسخین کا اس امر پر اعتقاد
ہے کہ اسم اعظم یہی ہے چنانچہ احادیث صحیحہ میں جس بھی آیت کے متعلق وارد ہوا ہے کہ
آیۃ اسم اعظم ہے اُنہیں سے کوئی آیۃ ایسی نہیں جس میں اسم ذات اللہ نہ ہو علیٰ ہذا القیاس
یہی ایک اسم اسماء حسنہ ذات باریتعالیٰ سے ہے جسکا ہر حرف اور ہر جز ذات بحت واجب
الوجود تعالیٰ شانہ پر دال ہے اور اسکی ہر جز کے ساتھ قرآن مجید میں اللہ جلشانہ نے
اپنی ذات مطلق کیطرف اشارہ کیا ہے دیکھو الف کہ باعتبار اپنی صورت اور لیے
عدد کے ذات واحد پر دال اور حرف اول سورۃ الحمد للّٰہ کا ہے۔ اور پھر سورۃ بقر اور بہت
سی سورتیں الف ہی کے ساتھ شروع کیجاتی ہیں وہاں الف سے بعض مفسرین کے
نزدیک ذات واحد مراد ہوتی ہے پھر جب الف کو لفظ اللّٰہ سے دور کیا تو بصورت
للّٰہ باقی رہگیا جسکے ساتھ کئی مقام پر اللّٰہ جلشانہٗ نے قرآن مجید میں اپنی ذات مقدس
کیطرف اشارہ فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ لِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور دوسری
جگہ ارشاد ہوتا ہے وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وھکذا۔ اور اگر لِلّٰہ
سے لام اول کو حذف کر دیا جائے تو لہ باقی رہجاتا ہے اور اس طریق پر بھی اللہ جلشانہ

اپنی ہی ذات کیطرف بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
دوسری جگہ لَہُ الْمُلْکُ تیسری جگہ فرمایا وَلَہُ الْحَمْدُ یعنی اللہ ہی کے واسطے ہیں کنجیں آسمانوں
اور زمین کی اور واسطے اُسی کے ہے ملک اور واسطے اُسی کے ہے حمد اور اگر لام ثانی کو بھی
حذف کر دیا جاوے تو فقط ہُو باقی رہگیا اور ہُو کے ہی ساتھ کئی مقام پر اللہ جلشانہٗ نے اپنی ذات
پاک کو یاد فرمایا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فرما دیجئے اے محبوب وہ اللہ ہے
ایک ۔ دوسری جگہ فرمایا ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وہ زندہ ہے نہیں کوئی معبود سوا اُسکے اور
یہ تو ظاہر ہے کہ ہُو میں واؤ زائد ہے چنانچہ ہُما اور ہُم میں وقت تثنیہ بنانے اور جمع کے واو
باقی نہیں رہتا لامحالہ دال ذات جامع الکمالات فقط اللّٰہ کی ہا ہی ہوئی پھر لفظ اللہ ایسی
خاصیت کے ساتھ مخصوص ہے باعتبار معنے کے بھی اسی نام مبارک میں یہ خاصیت ہے کہ
اگر یا رحمٰن یا رحیم کہا جاوے اُس ذات پاک کی یاد فقط شان رحمت کے ساتھ ہوگی نہ شان
قہر کے ساتھ علیٰ ہذا القیاس اگر اسکو نو دو نہ نام میں سے کسی بھی نام کے ساتھ یاد کیا جاوے
فقط اسکی یاد ایک صفت خاص کی ہوگی بخلاف لفظ اللہ کہ جب اسکو اس نام پاک کے ساتھ
یاد کیا جاوے اُس ذات مقدس کو فقط نو دو ہشت اسماء صفاتی کے ساتھ یاد کرنیکے ہی
برابر نہیں بلکہ تمام اوصاف کمال کے ساتھ کہ جو بے گنتی کمالات ہیں یاد کرنیکے
برابر ہوتا ہے اور نیز تمام نقصانات جہل کذب خلف وعدہ وعید مکر و فریب بے گنتی نقصانات سے
اُسکی پاکی بیان کرنیکے برابر اسواسطے کہ اللہ نام ہی ذات جامع الکمالات بری عن جمیع العیوب
والنقصانات کا اسیواسطے بسم اللہ میں اوّل اسی اسم مقدس کو مقدم رکھا گیا۔
اور الحمد للہ میں بھی اور اسیواسطے صوفیائے کرام بطریق مختلف ذکر لسانی ہو یا قلبی اسی نام
پاک اسم ذات کی مشق و مزاولت کراتے ہیں بعد مزاولت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اور بعض اسم ذات کے
بعد مزاولت نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اور چونکہ منجملہ بن گنتی اور بے شمار صفات قدیمہ کاملہ
ذات مقدس جناب باری کے جنکا اسم ذات اللہ جامع ہے صفت ربوبیت کو جملہ ممکنات عالم

کے ساتھ عالم کے قائم رکھنے میں زیادہ تر تعلق تھا بعد تعلیم کرنے طریق حمد کے الحمدللہ کے
ساتھ صفت رب العالمین کے ساتھ اللہ کو موصوف فرماکر ہر مومن پر واجب کردیا کہ وہ یقیناً جان
لے کہ دارین میں میرے وجود اور میری تمام آسائش اور زندگی کی اشیا کا وجود وابستہ صفت
ربوبیت جناب باری کے ساتھ ایسا ہے کہ اگر ایک آن کو بھی وہ تعلق جدا ہو جاوے تو
میں اور تمام عالم درہم برہم ہو جاوے اور لفظ عالم اگرچہ ماسوی اللہ تمام ہی مخلوق کو شامل ہے
مگر چونکہ باعتبار انواع اور اصناف کے لفظ عالم بہت سے نوعوں پر مشتمل تھا جمع کے صیغہ کے ساتھ
رب العلمین فرماکر بتادیا کہ ہماری مخلوق بے گنتی نوعوں پر مشتمل ہے جنکی صورتیں جداگانہ طبیعتیں
مختلف غذائیں متفرق بلکہ ہر نوع کی مختلف صنفوں میں زمین و آسمان کا فرق ہندیوں کا
مزاج اور ہے تو سندھیوں کا اور علی ہذا حبشیوں کا اور ترکیوں کا اور علی ہذا القیاس اسیطرح
بعض درخت ہوا سے اتنے متنفر کہ ہوا بند شیشوں میں پرورش پاتے ہیں اور بعض کو ہوا نہ
ملے تو فوراً مرجھا جاتے ہیں اور پھر وثرات انکی پرورش انکی ہی مزاج کے موافق کیجاتی
ہے وہی ایک رب العالمین ہے جو ہر شئے کو اسکے موافق اپنی مخلوقات سے ہر مقام پر
روزی پہونچاتا ہے اور پانی اور آگ اور ہوا اور زمین میں مختلف طور سے اپنی مخلوقات بیشمار
کی پرورش فرماتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شعر

چناں پہن خوان کرم گستر د	کہ سیمرغ در قاف روزی خورد
مہیا کن روزیٔ مار و مور	وگرچند بے دست و پایند و زور

حالانکہ بعض مخلوق اتنی بڑی ہے کہ اس میں سے ایک ہی فرد کا انتظام حضرت سلیمان جیسے
بادشاہ سے کہ جو پیغمبر بھی تھے ایسے بادشاہ کہ جن انکے مطیع ہوا انکی خدمتگار تمام حیوانات و
بہائم پرندو چرند انکے فرمانبردار مگر وہ بھی اسکی مخلوق کی ایک وقت کی دعوت سے عاجز آگئے
تعالی اللہ علواً کبیرا۔ غالباً علامہ صفوری نزہۃ المجالس میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی عزت و اقتدار عطا کردہ خالق و پروردگار پر اعتبار کرکے

حضرت کردگار میں عرض کی کہ خداوندا تیری تمام مخلوق کی ایک وقت کی دعوت کو میرا جی
چاہتا ہے کہ میری طرف سے منظور فرمائی جاوے۔ ارشاد ہوا بہت اچھا۔ حضرت سلیمان
علیہ السلام نے جب جنوں اور ہوا کے ذریعہ سے بے شمار ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان
قابل اطمینان جمع کر لیا تو عرض کیا کہ خداوندا اپنی تمام مخلوق کو میری طرف بھیج دے تاکہ کل جمع کا کھانا
سب میرے یہاں کھائیں۔ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تھی کہ ایک مچھلی نے دریا سے منہ نکالا
اور عرض کیا کہ اے سلیمان جناب باری سے مجھکو روزانہ اسوقت تک تین لقمے ملتے تھے مگر
آج ابتک ایک لقمہ بھی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا کوسوں تک یہ جو سامان ہے جس قدر تیرا جی
چاہے اس میں سے کھالے۔ یہ حکم نافذ ہوتے ہی اُس تمام سامان کو جو مہینوں میں جمع کرایا گیا
تھا وہ ایک ہی مچھلی ایک لقمہ کر گئی۔ یہ دیکھکر فوراً سجدہ میں گر پڑے اور عرض کیا کہ بلا شبہ
رزاقی تیرا ہی کام ہے اور بلا شبہ تو ہی رب العالمین ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کے اندر چھ سو قسم کی مخلوقات ہے نہیں معلوم جنمیں ایسی
مچھلی کتنی ہونگی اور مثل اس مچھلی کی اور مخلوقات کتنی۔ شعب الایمان بیہقی سے باب
اشراط الساعۃ مشکوٰۃ میں ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ فُقِدَ الْجَرَادُ فِیْ سَنَةٍ مِنْ سِنِیْ
عُمَرَ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا فَاهْتَمَّ بِذٰلِكَ
هَمًّا شَدِیْدًا فَبَعَثَ اِلَی الْیَمَنِ رَاكِبًا
وَرَاكِبًا اِلَی الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا اِلَی الشَّامِ
یَسْاَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ اُرِیَ مِنْهُ
شَیْئًا فَاَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِیْ مِنْ
قِبَلِ الْیَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ قرب وفات
کے سالوں سے ایک سال ٹڈیں (مکڑی)
بالکل مفقود ہو گئیں آپ اس امر سے
سخت غمگین ہوئے لہٰذا اس امر کی تحقیق کو
کہ فی الواقع ٹڈیں معدوم ہی ہو گئیں یا ہیں
آپنے ایک سوار یمن کیطرف ایک عراق کیطرف
ایک شام کیطرف بھیجا یمنی سوار ایک مٹھی (ٹڈی) کی

فَلَمَّا رَآهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّةٍ سِتُّمِائَةٍ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ وَاَرْبَعُمِائَةٍ مِنْهَا فِي الْبَرِّ فَاِنَّ اَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجَرَادُ فَاِذَا هَلَكَ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ۔

لے آئے اور انکو حضرت عمرؓ کے سامنے چھوڑ دیا آپ نے ٹڈیوں کو دیکھکر فرمایا اللہ اکبر پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک اللہ جلشانہ نے ایکہزار جنس کی مخلوق پیدا کی۔ چھ سو دریائی اور چار سو جنگلی اور سب سے اول جو مخلوق ہلاک ہوگی وہ ٹڈی کی جنس ہے جب ٹڈی (مکڑی) ہلاک ہوجاویں تمام مخلوق بحری اور بری ایسے ہلاک ہونے لگیں گی جیسے دانوں کی لڑی ٹوٹ کر دانے ایک کے اوپر ایک گرنے لگتے ہیں۔"

اور یہ روایت تو بہت ہی مشہور ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم یعنی اٹھارہ ہزار جنس کی مخلوقات ہے اور ہر جنس کے تحت میں بہت سی نوع ہیں اور ہر نوع کے نیچے بہت سے صنف جن سب کو بلا مکان پالنے والا ہے اور سب کی حاجتیں پوری کرنیوالا اور اسکے خزائن رحمت سے ذرہ بھر کم نہیں ہوتا۔ باب الایمان بالقدر مشکوٰۃ میں ہے بروایت متفق علیہ بخاری و مسلم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ متفق علیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اللہ کا بھرا ہوا ہے نہیں کم کرتا اس سے کچھ برابر دن رات خرچ کرنا بتاؤ تو جس دن سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کسقدر خرچ کیا ہوگا جب اسکا عرش پانی پر تھا اگر اسقدر خرچ نے جو کچھ اسکے ہاتھ میں ہے اس سے کچھ بھی کم نہیں کیا اسکے ہاتھ میں ہے ترازو رزق کی ہر جسکو کسیکے واسطے نیچے کر دیتا ہے اور کسیکے واسطے اونچی۔" اھ

اور چونکہ خالق اکبر سے دنیا اور آخرت میں تمام انعامات بے غایات کا برتاؤ ہر مومن

وکافر بلکہ ہر فرد بشر کے ساتھ مطلقاً بلا استحقاق محض بتقضاء شان رحمانیت تھا جو مبالغہ کا صیغہ ہے اور ہر مومن اور کافر کی پرورش اور تربیت محض بتقاضاء شان رحمانیت اور شان رحیمی کا تعلق مومنوں کے ساتھ باعتبار استحقاق ظاہری کے اول بعد بیان صفت ربوبیت صفت رحمانیت کو مقدم فرمایا اور پھر شان رحیمی کا جلوہ دکھلا کر مومنوں کو والرحیم کے ساتھ امیدوار نعمہائے آخرت بنایا اور فرمایا الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ دوسری وجہ اسم معظم رحمان کو اسم مکرم رحیم پر مقدم کرنیکی یہ بھی ہے کہ جیسے رب العالمین میں صفت ربوبیت جناب باری عز اسمہٗ عام ہے اُن پرورش کے طریقوں کو جنہیں بجز اللہ جلشانہٗ کے کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے رحم کے اندر بچے کا پرورش کرنا اور بعد ولادت چلنے پھرنے کی قوت اور عطاء فہم و فراست کے ساتھ پرورش فرمانا اور اُن پرورش کے طریقوں پر جو بظاہر ہر فرد بشر سے دوسرے بشر کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ امام رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ رحمان بھی عام ہے بندوں پر بلکہ تمام مخلوق پر اُن نعمتوں کے ساتھ انعام کرنے کو جن انعامات پر کوئی بندہ قادر نہیں اور نیز اُن انعامات پر جو بظاہر انسان باہم آپس میں کرتے رہتے ہیں اور رحیم خاص ہے فقط اُن نعمتوں کے ساتھ جن انعامات پر بظاہر بندے ہی قادر ہیں اسیواسطے رحیم انسان کو بھی کہہ سکتے ہیں نہ کہ رحمان اسواسطے اسم رحمان کو رحیم پر مقدم فرمایا اور عالم میں شان رحیمی بذریعہ مادر و پدر اور مختلف حیوانات و بشر اگرچہ اسدرجہ عام ہیں کہ جسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا اُسی شان رحیمی کا ایک ذرہ ہے جو ماؤں کے دلوں میں جلوہ فگن ہے اُسی ایک ذرہ شان ربوبیت و رحمت کا تقاضا ہے کہ ماں اپنے بچے کو کیسی کیسی رحمتوں سے پرورش کرتی ہے۔ مرغی اکیس دن تک دانہ پانی چھوڑ کر انڈے سے بچوں پر چھپائی دیئے بیٹھی رہتی ہے۔ باب الاستغفار والتوبہ کے متصل دوسرے باب کی دوسری فصل میں ہے بروایت ابوداؤد۔

عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ اَقْبَلَ	عامر رامی فرماتے ہیں درمیان اسکے کہ ہم دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے

رجل عليه كساء وفي يده شيء قد التف
عليه فقال يا رسول الله مررت بغيضة
شجر فسمعت اصوات فراخ طائر فاخذ فوضعهن في [illegible]
فاستدارت على راسي فكشفت لها
عنهن فوقعت عليهن فلففتهن
بكسائي فهن اولاء معي قال ضعهن
فوضعتهن وابت الا لزومهن فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اتعجبون لرحم
ام الافراخ بفراخها فوالذي بعثني
بالحق لله ارحم بعباده من ام الافراخ
بفراخها ارجع بهن حتى تضعهن من حيث
اخذتهن وامهن فرجع بهن وعن
عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال كنا
مع النبي صلى الله عليه وسلم في بعض
غزواته فمر بقوم فقال من القوم قالوا
نحن المسلمون وامراة تحضب بقدرها
ومعها ابن لها فاذا ارتفع وهج تنحت به
فاتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت
انت رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال نعم قالت بابي انت وامي اليس
الله ارحم الراحمين قال بلى قالت

ناگاہ ایک شخص کملی اوڑھے ہوئے آئے
اس حال میں کہ انکے پاس کوئی چیز لپٹی ہوئی
تھی، اور عرض کیا کہ حضور میں ایک گھن کے
درختوں کیطرف جا رہا تھا کہ مینے پرند جانور
کے بچوں کی آواز سنی مینے اُن بچوں کو پکڑ کے
اپنی کملی میں رکھ لیا اسی حالت میں انکی ماں
آگئی اور اُس نے میرے سر کے گرد اڑنا شروع
کیا مینے بچوں پر سے کملی کو کھول دیا وہ اپنے
بچوں پر میری کملی میں آ بیٹھی میں اُن سب کو
کملی میں لپیٹ کر لے آیا چنانچہ وہ یہ موجود ہیں
آپ نے فرمایا انکو رکھدو مینے رکھدیا اور وہ
اسی طرح اپنے بچوں پر بیٹھی رہی آپ نے
فرمایا کیا تم اِن بچوں کی ماں کی محبت سے جو وہ
بچوں سے رکھتی ہے تعجب میں ہو مجھے قسم
ہے اُس ذات پاک کی جس نے مجھکو کلام
حق کے ساتھ بھیجا ہے بلاشبہ اللہ اپنے بندوں
کے ساتھ اس سے بہت زیادہ مہربان ہے
جاؤ انکو جہاں سے لائے ہو وہاں ہی رکھ آؤ
اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرماتے ہیں ایک جہاد میں ہم حضور کے ساتھ
تھے ناگاہ چلتے ہوئے ایک قوم پر آ نکلے آپنے فرمایا

اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ
بِوَلَدِھَا قَالَ بَلٰی قَالَتْ اِنَّ الْاُمَّ
لَا تُلْقِیْ وَلَدَھَا فِی النَّارِ فَاَکَبَّ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ ثُمَّ رَفَعَ
رَاْسَہٗ اِلَیْھَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ
مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ
یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰہِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ
رَحْمَۃٍ اَنْزَلَ مِنْھَا رَحْمَۃً وَّاحِدَۃً
بَیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَھَائِمِ وَالْھَوَامِّ
فَبِھَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَبِھَا یَتَرَاحَمُوْنَ وَ
بِھَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِھَا وَاَخَّرَ
اللّٰہُ تِسْعًا وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَۃً یَّرْحَمُ بِھَا عِبَادَہٗ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

تم لوگ کون ہو عرض کیا ہم مسلمان ہیں ان میں ایک
عورت ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اسکی
گود میں اسکا بچہ تھا جب چولہے سے لپٹ
نکلتی وہ اس بچہ کو ایک طرف کر لیتی حضور
کو دیکھکر آپ کی خدمت میں آ حاضر ہوئی
اور کہنے لگی آپ رسول اللہ ہیں آپ نے
فرمایا ہاں۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ
پر قربان ہوویں کیا اللہ ماں جتنی محبت
اپنے بچوں سے رکھتی ہے اس سے بہت زیادہ
اپنے بندوں پر مہربان نہیں ہے آپ نے
فرمایا کیوں نہیں۔ اس نے عرض کیا۔
ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی یہ سنکر
حضور نیچی گردن کر کے رونے لگے پھر اسکی
طرف سر اٹھا کر فرمایا بیشک اللہ اپنے
بندوں سے کسیکو عذاب نہیں کرتا مگر اللہ
پر سرکشی سے پیش آنیوالے سرکش بندے
کو لا الٰہ الا اللہ سے انکار کرنے والے کو

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ نے اپنی رحمتوں سے جو سو ہیں
ایک رحمت دنیا میں نازل فرمائی ہے جس کو جن اور انسان اور چار پائے
اور حشرات الارض سب میں تقسیم فرما دیا بوجہ اسی رحمت کے آپس میں ایک
دوسرے پر سب مہربانی کرتے ہیں اور رحمت کے ساتھ پیش آتے ہیں اسی ایک رحمت کے کسی ایک ذرے

کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور ننانوے رحمت جنکے ساتھ اللہ
اپنے بندوں پر قیامت کے دن رحم فرمائیگا اپنے پاس رکھ لی ہیں ۔

وَفِی رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهُ وَفِی آخِرِہٖ
قَالَ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَکْمَلَهَا
بِهٰذِہِ الرَّحْمَةِ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ
الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ
بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ
مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
سَبْیٌ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْیِ قَدْ تَحْلُبُ
ثَدْیُهَا تَسْعٰی اِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ
اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ
فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِی النَّارِ
فَقُلْنَا لَا وَهِیَ تَقْدِرُ اَنْ لَا تَطْرَحَهُ
فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِہٖ
بِوَلَدِهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

اور مسلم شریف کی ایک
روایت میں جو حضرت سلمان سے ہے۔
اتنا اور زیادہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ
اس ایک رحمت کے ساتھ ننانوے رحمتوں کو
پوری سو کر لیگا اور بخاری اور مسلم میں حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اگر اس عذاب کو جو اللہ کے پاس ہے مومن
جان لیں تو کوئی مومن جنت کی طمع نہ کرے
اور اگر کافر اس رحمت کو جو اللہ کے پاس ہے
جان لیں تو کوئی کافر دخول جنت سے نا امید نہ ہو
اور نیز بخاری اور مسلم میں عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں کچھ قیدی قید ہو کر آئے تھے ناگاہ ایک
عورت ان قیدیوں میں سے دیکھی گئی کہ اسکی
چھاتیاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں اور وہ
اسی حالت میں دوڑتی پھرتی تھی اچانک

اسکو قیدیوں میں سے ایک بچہ ملگیا فوراً اسکو اٹھا کر اس نے اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اسکو دودھ
پلانے لگی آپ نے فرمایا کیا تم یقین کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالدے ہم نے عرض کیا کہ

قدرت رکھتے ہوئے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں کبھی نہیں ڈال سکتی۔ آپ نے فرمایا جسقدر یہ عورت اپنے بچے پر رحم رکھتی ہے اللہ اپنے بندوں پر اس سے بہت زیادہ رحم کرنیوالا اور مہربان ہے۔"

مگر اسیطرح شان رحمانیت کے جلوے اگرچہ علی وجہ الکمال قیامت کے دن گنہگاروں پر ظہور پذیر ہوں گے مگر دنیا میں بھی عقل و قیاس سے باہر بسا اوقات مخلوقات کے ساتھ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۲۸۶ھ میں جو کاتب الحروف نے بچشم خود ایک جلوہ رحمانیہ بمقام ریاست الور چیل کے بچوں پر دیکھا وہ قابل بیان ہے۔

ہندو ریاستوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب نیا راجہ جنیو پہنے برہمن یہ کہدیتے ہیں کہ جسقدر شہر میں زیادہ آگ لگائی جائیگی راجہ کا رعب و داب رعیت پر زیادہ رہیگا۔ چنانچہ منگل سنگھ راجہ ریاست الور نے جب جنیو پہنی اور کثرت سے آتشزدگی ہوئی دہلی دروازے باہر چار روپیے محلے میں اس کثرت سے آگ لگی کہ سڑک سے دوسری جانب ایک قصائی کی منوں خشک لکڑی ایک سبز درخت نیب کے گرداگرد درخت کی ٹہنیوں تک لگی ہوئی تھیں اتفاقاً ان میں بھی اڑ کر ایسی سخت آگ لگی کہ مع درخت سب لکڑیاں جل گئیں اور نیب کے درخت سے بجز جلی ہوئی ٹہنیوں کے ایک پتے کا بھی نشان باقی نہ رہا۔ تیسرے روز خاکسار جو ادھر سے نکلا لکڑیوں کے مالک قصائی نے مجھکو بلا کر کہا کہ لکڑیاں تو میری جل گئیں مگر اللہ نے یہ عجیب دینی رحمت کا جلوہ دکھلایا ہے کہ اس درخت کی اوپر کی ٹہنیوں پر چیل کا گھونسلا جو باڑ کا ہے اور باڑ بارود سے زیادہ آگ لیتی ہے مع بچوں کے صحیح سلامت موجود ہے۔ مینے خود دیکھا کہ گھونسلے کا ایک تنکا بھی نہ جلا اور بچے اس میں بول رہے تھے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں اسی آیۃ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے روی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک قوم کا مہمان تھا جب انہوں نے میرے سامنے دسترخوان روٹیوں کا پیش کیا یکایک ایک کوا آیا ایک روٹی لیکر اڑ گیا میں نے

پیچھے دوڑتا چلا گیا۔ ناگاہ دیکھتا ہوں کہ ٹیلوں کے اندر ایک شخص ہاتھ پاؤں باندھا ہوا پڑا ہے اُس کو اُس کتے نے وہ روٹی اُسکے منہ پر جا ڈالی اور اس نے بیفکری سے اسکو کھا لیا۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ ایک دن گھر میں بیٹھے بیٹھے میرے دل میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ بے اختیار میں گھر سے نکلا اور دریائے نیل کے کنارے تک پہونچا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک بچھو بھاگا جا رہا ہے میں اسکے پیچھے لگ گیا اور میں نے دیکھا کہ کنارے دریا پر ایک مینڈک بیٹھا ہوا ہے بچھو اسکی پیٹھ کے اوپر سوار ہو گیا اور وہ دریا میں چلا۔ یہ دیکھکر میں بھی ایک کشتی پر سوار ہو کے اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ میں بھی اور وہ مینڈک بھی دوسرے کنارے دریا تک پہونچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بچھو اسکی پیٹھ سے اُتر کر ایک طرف دوڑا جاتا ہے میں اسکے پیچھے لگ لیا میں نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ایک جوان سویا ہوا ہے اور ایک سانپ اسکے کاٹنے کے ارادہ سے اسکی طرف جا رہا ہے ابھی وہ اس جوان تک نہیں پہونچا تھا کہ اس بچھو نے اس سانپ کے ڈنک مارا اور سانپ نے بچھو کو کاٹا یہ دونوں مر گئے اور اس محسن حقیقی نے اس سوئے ہوئے جوان کو دونوں کے شر سے بچا لیا۔ اس قسم کے نئے پرانے اسقدر واقعات ہیں کہ اگر لکھے جائیں تو ایک مستقل کتاب ہو جائے۔ اب جب بیان تفسیر رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور بیان وجہ تقدم و تاخر ان اسماء گرامی سے یہ معلوم ہو گیا کہ اول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں اسم اللہ کو اسواسطے مقدم کیا کہ وہ ہی اُس ذات جامع الکمالات اور منزہ عن جمیع العیوب والنقصانات کا ایسا نام ہے کہ اُس نام پاک کے ساتھ اُس ذات مقدس کو یاد کرنا اسکو اسکے تمام ہی ذاتی صفاتی ناموں کے ساتھ یاد کرنیکے برابر ہے اور صفاتی ناموں سے رب العالمین اور رحمان بھی ایسے ہی عام نام ہیں بعد بیان صفات عام صفت خاص رحیمی کا بیان فرمایا جسکا تعلق مومنوں کے ساتھ بحسب استحقاق ظاہری یا خاص اُن نعمتوں کے ساتھ جنپر بایم بظاہر جملہ انسان ہی ایک دوسرے پر انعام کرتے ہیں۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ساتھ یہ بتا دیا کہ اگرچہ دنیا اور عقبیٰ میں ہر آن اور ہر وقت ہم ہی

مالک ہیں مگر دنیا میں جیسی ہماری شان رحیمی اکثر افراد مخلوقات کے پردے میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ ظہور پذیر رہتی ہے ایسے ہی ہماری شان مالکیت بھی ہر فرد بشر پر کم وبیش ظاہر ہے کوئی کہتا ہے میں اس گھر کا مالک ہوں کوئی کہتا ہے میں اس شہر وملک وسلطنت کا علی ہذا القیاس باوجودیکہ سب جانتے ہیں کہ مالک کسی شے کا ہمارے سوا کوئی نہیں مگر قیامت کے دن تو بجز ہماری ذات مقدس کے کوئی باقی ہی نہ رہے۔ یہانتک کہ جب ہمارا یہ اعلان عالیشان نافذ ہو لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنے آج کے دن ملک اور مالکیت کسکے واسطے ثابت ہے کوئی باقی ہی نہیں جو جواب دے آخر ہمیں فرماویں لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اسی اللہ کے واسطے ملک اور مالکیت ثابت ہے جو واحد یکتا سب پر غالب ہے۔ البتہ جزا سزا کے دن جسکو یوم الدین کہتے ہیں ابتداء آفرینش سے قیامت تک کی مخلوقات اگرچہ ازسر نو پیدا ہو کر سب موجود ہو لیکن بغیر اذن خداوند کریم کوئی کلام نہ کرسکے۔ پھر یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی مالکیت کا کسی شے کی نسبت دعویٰ کرے اور مالک ہونیکا دم بھرے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی جس دن بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ روحیں قائم ہوں اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں نہیں کلام کرسکینگے مگر جو رحمان سے اذن یافتہ ہو۔ اور کہے وہ قول صواب (موافق رضائے خالق کل رب الارباب کے) لہذا فرمایا باتخصیص جزا سزا کے دن کے جیسے دنیا میں ہم رحیم ہیں آخرت میں بھی مالک ہیں لیکن عادۃً جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جزا سزا کا دن کب ہوگا انسان پر خوف غالب نہیں ہوتا اور اگر زمانہ جزاء سزا کی مدت طویل بتادیجاوے تو بالکل بیخوف ہوجاوے اور مدت بہت قریب بتادیجاوے تو شدت خوف سے آدمی کا کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے اور نیند تک نہ جاتی ہے لہذا حدیث جبریل میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام نے بشکل بشری آکر امت مرحومہ کی تعلیم کے واسطے بعد سوال وجواب اسلام اور ایمان اور احسان کے جواب

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی نسبت عرض کیا کہ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ حضور قیامت کب ہوگی۔ آپنے فرمایا مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وہ شخص کہ جس سے وقت وقوع قیامت کا سوال کیا گیا ہے (یعنی میں) پوچھنے والے (یعنے اے جبریل تم) سے زیادہ نہیں جانتا۔ وقت وقوع قیامت کا علم تو ان پانچ چیزوں سے ہے جنکو بالذات بلاواسطہ بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا قال اللہ تبارک وتعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (سورۃ لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۱۳) "بیشک اللہ نزدیک اسکے ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہہ کو اور وہی جانتا ہے اُس چیز کو جو ماؤں کے رحم میں ہے (لڑکا یا لڑکی یا اور کچھ) اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کل کیا کرے گی اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کس زمین پر مرے گی"۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ خیر پھر قیامت کی نشانیوں سے ہی خبر دیجئے آپ نے فرمایا کہ ایک نشانی قیامت کی یہ ہے کہ لونڈیوں سے اولاد زیادہ ہو اسواسطے کہ مولیٰ کے نطفہ سے جو لونڈی کے بچہ پیدا ہو وہ آزاد ہوتا ہے اور آزاد بچہ اپنے باپ کے غلام لونڈی وغیرہ کا مالک۔ لہٰذا یہ لفظ فرمائے اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا یعنے لونڈیں سردار کو جنینگی۔ اور دوسری روایت میں ہے وَاَنْ تَلِدَ الْاُمُّ رَبَّتَهَا یعنے مائیں ایسی بیٹیٔں جنیں جو ماؤں پر حکومت کریں۔ جیسے سردار اپنے ماتحتوں پر حکم کیا کرتے ہیں۔ اور دوسری نشانی یہ فرمائی کہ وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ یعنے دنیا میں رہنے کو ایسا قائم دائم سمجھ لیں کہ امراء اور دولتمند درکنار ایسے لوگ کہ جنکے پاؤں میں جوتی اور بدن پر کپڑا نہو فاقے کھینچیں اور مکان بڑے بڑے اونچے بنوادیں۔ اور تفسیر درمنثور میں تحت آیہ کریمہ فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا لکھا ہے کہ

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ وَلَا الْمُتَفَحِّشَ	حاکم اپنی صحیح میں تصحیح سند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ فرمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ
حَتّٰی یَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ وَسُوْءُ الْجِوَارِ
وَقَطِیْعَۃُ الْاَرْحَامِ وَیُخَوَّنَ الْاَمِیْنُ وَیُؤْتَمَنَ
الْخَائِنُ. الحدیث. وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ
وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُمْطَرَ النَّاسُ مَطَرًا
عَامًّا وَّلَاتُنْبِتُ الْاَرْضُ شَیْئًا وَاَخْرَجَ
ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَحْمَدُ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابُوْنَ
مِنْهُمْ صَاحِبُ الْیَمَامَۃِ وَصَاحِبُ صَنْعَاءَ
الْعَنْسِیُّ وَمِنْهُمْ صَاحِبُ حِمْیَرَ وَمِنْهُمُ
الدَّجَّالُ وَهُوَ اَعْظَمُهُمْ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ
دَجَّالِیْنَ کُلُّهُمْ یَقُوْلُ اَنَا نَبِیٌّ اَنَا نَبِیٌّ
وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ دَجَّالُوْنَ

فحش بکنے والے اور فحش باتوں کے قصد کرنیوالے
کو قسم ہے اسی ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں
جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے
نہیں قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ ظاہر ہو
فحش اور فحش باتوں کی محبت برائی پڑوسی
کی اور قطع کرنا رحموں کا (یعنی قطع تعلق رشتہ
داری کا) اور خائن سمجھا جاوے امانتدار
اور امین سمجھا جاوے خائن۔ اور مسند احمد
اور صحیح حاکم میں ہے مع بیان تصحیح سند انس
رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت نہیں قائم
ہوگی یہانتک کہ عام طور پر مینہ کثرت سے
برسیں اور روئیدگی کچھ نہ اُگے اور مصنف ابی بکر
ابن ابی شیبہ اور مسند امام احمد رحمہ اللہ میں ہے
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے
سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے فرماتے
تھے قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے ہونگے
جن میں سے ایک مسیلمہ کذاب یمامہ والا
اور دوسرا اسود عنسی صنعا والا اور تیسرا حمیر
والا ہے اور انہیں سے ہی دجال ہے وہ
جو ان سب کا بڑا ہے اور نیز مسند احمد میں ہے

كذابون يأتونكم ببدع من الحديث
بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فإياكم
وإياهم لا يفتنونكم رواه أحمد و
الطبراني عن ابن عمر قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ليكونن قبل يوم القيامة
كذابون ثلاثون او اكثر واخرج
ابو يعلى عن ابن عمر رضي الله عنه
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ان في امتي لنيفا وسبعين داعيا
كلهم داع الى النار لو شئت لانبأتكم
باسمائهم وقبائلهم وفي جزء الخامس
من منتخب كنز العمال من باب الفتن عن
حذيفة بن اليمان قال ما من صاحب
فتنة يبلغون ثلاث مائة الا ولو شئت
ان اسميه باسمه واسم ابيه و
نسبته الى يوم القيامة

كل ذلك مما علمنيه رسول الله صلى الله
عليه وسلم انهم كانوا يسئلون رسول
الله صلى الله عليه وسلم عن الخير و
اسئله عن الشر وتسئلونه عما كان

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ راوی ہیں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے قیامت
سے پہلے تقریباً تیس دجال ہوں گے
سب یہی کہیں گے کہ میں نبی ہوں میں نبی
ہوں۔ اور امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند
میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی
ہیں کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے قریب ہے کہ ہوں گے
میری امت میں بہت سارے
دجال اور کذاب وہ ایسی ایسی
نئی باتیں تمہارے پاس لائیں گے
جو نہ کبھی تم نے سنیں نہ تمہارے
باپوں نے اُن سے اپنے آپ کو بچائیو کبھی وہ
تمکو فتنے میں نہ ڈالیں اور طبرانی اور حاکم
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیشک قیامت سے پہلے دجال اور تیس
کے قریب جھوٹے یا اس سے زیادہ ہوں گے
اور ابو یعلی تخریج فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ سنا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے کہ بیشک میری امت میں ستر اور کچھ زیادہ

[illegible]

داعی (یعنی لیڈر) ہوں گے سب کے سب جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے میں چاہوں تو ان کے نام اور ان کے قبیلوں تک کی خبر دے دوں اور باب الفتن منتخب کنز العمال میں ہے حضرت حذیفہ بن الیمان سے فرمایا انہوں نے فتنہ انگیزوں سے جو قریب تین سو کے قیامت تک ہوں گے اگر میں چاہوں اُن سب کے نام مع انکے باپوں کے نام مع سکونت کے بیان کر سکتا ہوں یا مراد باتوں سے ہے جو مجھکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھیں۔ بیشک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنیوالی بھلائی کا سوال کیا کرتے تھے اور میں آنیوالی برائی سے اور گذری ہوئی باتوں کو پوچھا کرتے تھے اور میں آئندہ ہونیوالی باتوں سے سوال کیا کرتا تھا (ابو نعیم)

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت سنن ابوداؤد و جامع ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنہا الی یوم القیامۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین حتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ۔

روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب رکھی جائیگی تلوار بیچ امت میری کے نہ اٹھائی جائیگی اُنسے قیامت تک (چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے جو جنگ وجدال باہمی شروع ہوا آجتک سلاطین اسلام میں باہم جاری ہی نظر آرہا ہے) اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ملجاویں بہت سے قبیلے میری امت سے ساتھ مشرکین کے (جیسا کہ ابوالکلام زمیندار مولوی حبیب الرحمن مولوی عطاء اللہ مولوی احمد علی وغیرہم کانگریسوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور یہانتک کہ پوجیں چند قبیلے میری امت کے بتوں کو (چنانچہ یہ امر گاندھی کی سبجے

بونے والوں اور تلک جیسے کافر کے لئے دعاء مغفرت کے اشتہار دینے والوں بعض ملایان
جمعیۃ العلماء خلافت سے زمانہ فتنہ خلافت میں ظاہر ہو چکا کیا انکے بہت سے ملاؤں نے
گاندھی کے پاؤں پر سر نہیں رکھا اور پیشانی پر مندروں میں قشقے نہیں کھچوائے اور بہت سے
گماؤں میں جاہل مسلمان ہندوؤں کی صحبت سے علی الاعلان سیڈھ بیتلا وغیرہ بتوں کی
عموماً اسلام کا دعوے کرتے ہوئے پرستش نہیں کر رہے ہیں ۔ اعاذنا اللہ وجمیع المومنین
من تلک الفتن) اور فرمایا تحقیق قریب ہے کہ میری امت میں تیس ایسے جھوٹے ہونگے گروہ
سب اپنے آپ کو نبی اللہ گمان کرینگے اور حال یہ ہے کہ میں آخیر مُہر ہوں دفتر پیغمبروں کی
یا میں ختم کرنیوالا ہوں تمام نبیوں کا اسطرح کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (چنانچہ پنجاب
میں مرزا قادیانی اور ایران میں محمد علی باب اور بہاء اللہ اور عبد البہاء منجملہ ان تیسوں کے
ہمارے ہی زمانہ میں گذرے ہیں اور نہیں معلوم کہاں کہاں ہو چکے اور ہونگے) اور
فرمایا ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت سے حق پر غالب رہنے والی نہ نقصان پہونچا
سکیگا انکو تیا مت تک انکا مخالف (چنانچہ بفضلہ تعالیٰ علماء اہل حق مثل اعلحضرت مولنا
احمد رضا خانصاحب قدس سرہ اور انکے ہم جنس اور پیروؤں سے یہ امر بھی ظاہر اور طشت
از بام افتادہ ہے)

وَاَيْضًا فِيهِ فِي بَابِ تَغَيُّرِ النَّاسِ عَنْ
ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ
الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى
الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ
قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ
كَثِيرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ

اور باب تغیر الناس مشکوۃ میں ہے ثوبان
رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے بہت
سی جماعتیں تمہارے مٹانے پر تم پر بلائی
جاویں جیسے کھانیوالوں کو کھانیکے پیالے
کیطرف بلایا جاتا ہے ایک شخص نے عرض کیا
کہ اسدن ہم اتنے کم ہو جائیں گے ۔ فرمایا

ولينزعن الله من صدور عدوكم
المهابة منكم وليقذفن في قلوبكم
الوهن قال قائل يا رسول الله وما
الوهن قال حب المال وكراهية
الموت رواه ابوداؤد والبيهقي في
دلائل النبوة - وفيه عن عبد الله
بن عمر قال كنا قعوداً عند النبي
صلى الله عليه وسلم فذكر الفتن فاكثر
في ذكرها حتى ذكر فتنة الاحلاس
قال قائل وما فتنة الاحلاس قال
هي هرب وحرب ثم فتنة السراء
دخنها تحت قدمي رجل من اهل بيتي
يزعم انه مني وليس مني انما اوليائي
المتقون ثم يصطلح الناس على رجل
كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء
لا تدع احداً من هذه الامة الا لطمته
لطمة فاذا قيل انقضت تمادت يصبح
الرجل فيها مؤمناً ويمسي كافراً حتى
يصير الناس الى فسطاطين فسطاط
الايمان لا نفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان
فيه فاذا كان ذالك فانتظروا الدجال من
يومه او من غده رواه ابوداؤد

بلکہ تم اسدن بہت ہوگے مگر مثل پرنالے کے
کوڑے کی (پھکار) اور البتہ نکال لیگا اللہ
تمہارے دشمنوں کے سینہ سے تمہاری
ہیبت اور تمہارا خوف اور البتہ پھینکا
جائیگا بیچ دلوں تمہارے کے وہن۔
(بوداپن) عرض کیا ایک عرض کرنیوالے
نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وہ وہن کیا
ہوگا۔ فرمایا محبت مال کی اور کراہت موت
کی روایت کیا ہے اس حدیث کو ابوداؤد نے
اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔ اور مشکوٰۃ
ہی میں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا انہوں نے ایک دن ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں
بیٹھے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر شروع کیا اور
بہت کثرت سے ذکر کیا۔ یہانتک کہ آپ نے
فتنے احلاس کا ذکر فرمایا ایک عرض کرنیوالے نے
عرض کیا فتنے احلاس سے کیا غرض ہے
آپ نے فرمایا اسمیں بھاگنا بھی پڑیگا اور پریشان
ہونا اور لوگوں کا مال لوٹنا پھر فتنہ سرا ہوگا۔
فتنہ پرداز مسلمان اور دشمنوں کا خوشحال
کرنیوالا جسکا دھواں میرے قدم کے نیچے سے پیدا ہوگا

یعنی ایک ایسے شخص سے پیدا ہوگا جو میرے اہلبیت سے ہوگا وہ یہ گمان کریگا کہ وہ مجھ سے ہے اور حقیقت میں وہ مجھ سے نہیں سوا اسکے نہیں کہ میرے متقرب اور نزدیکی پرہیزگار ہیں پھر صلح کرینگے سب آدمی ایک ایسے آدمی پر جو مثل سرین کی پسلی پر ہوگا یعنی جیسے سرین پسلی پر قیام پذیر نہیں ہو سکتا وہ بھی مستقیم الرای نہ ہوگا یا جیسے سرین پسلی پر رکھا جائے تو بدنما معلوم ہوتا ہے وضع غیر مستقیم الصورت ہوگا پھر فتنہ کالا سیاہ ہوگا اس امت سے کسیکو نہ چھوڑیگا مگر اسکے طمانچہ ضرور ماریگا جب کہا جاویگا کہ یہ فتنہ گذر چکا یکایک پھر طول پکڑ جائیگا۔ صبح کریگا اس میں آدمی بحالت ایمان اور شام کریگا بحالت کفر یہانتک کہ دو خیموں کیطرف رجوع کرینگے یا دو گروہ ہو جاوینگے ایک گروہ خالص مسلمانوں کا جنمیں قطعاً شائبہ نفاق کا نہ ہوگا اور دوسرا گروہ خالص منافقوں کا جنکو قطعاً ایمان سے لگاؤ نہ ہوگا جب ایسا ہو اسوقت سمجھ لینا کہ دجال آج کل ہی میں نکلنے والا ہے یعنے اس کے خروج کا زمانہ بہت قریب ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

وفی صحیح مسلم حدثنی ابو خیثمۃ زھیر بن حرب نا الولید بن مسلم حدثنی عبد الرحمن بن یزید بن جابر حدثنی یحیی بن جابر الطائی قاضی حمص حدثنی عبد الرحمن بن جبیر عن ابیہ جبیر بن نفیر الحضرمی انہ سمع النواس بن سمعان الکلابی ح وحدثنی محمد بن مھران الرازی واللفظ لہ نا الولید بن مسلم ثنا عبد الرحمن بن یزید بن

اور مسلم شریف میں ہے کہ حدیث کی مجھ سے ابو خیثمہ زہیر بن حرب نے کہا حدیث کی مجھ سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی مجھ سے عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے کہا حدیث کی مجھ سے یحیی بن جابر طائی قاضی حمص نے کہا حدیث کی مجھ سے عبد الرحمن بن جبیر نے اپنے باپ جبیر بن نفیر حضرمی سے کہ انہوں نے سنا حضرت نواس بن سمعان سے اور

جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ
جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ
قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَ
رَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ
فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذَالِكَ فِيْنَا
فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ
فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ
النَّخْلِ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ
اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ
وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ
نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ
اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِئَةٌ
كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ
فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ
سُوْرَةِ الْكَهْفِ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً
بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا
وَّعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ

مسلم فرماتے ہیں اسی سند سے حدیث کی مجھے
بھی محمد بن مہران رازی نے اور میں انہی
لفظوں سے نقل کرتا ہوں جو لفظ مہران
کے ہیں۔

ان دونوں سندوں مذکورہ کے ساتھ
اس حدیث کو جو صحیح مرفوع متصل ہے
اور فرقۂ مرزائیہ بھی بظاہر حدیث صحیح مرفوع
متصل کے تسلیم کرنیکے مقر ہیں۔ امام مسلم
رحمہ اللہ حضرت نواس بن سمعان صحابی سے
راوی ہیں کہ حضرت نواس فرماتے تھے
کہ ایک دن صبح کے وقت جناب رسالتمآب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دجال کا ذکر اس جوش و خروش سے فرمایا
کہ ہمکو یہ گمان ہوگیا کہ غالباً وہ مدینہ طیبہ
کی کھجوروں میں ہی آ پہونچا۔ اس بیان
میں کبھی آپ کی آواز بلند ہوتی تھی اور
کبھی پست۔ پھر جب سہ پہر کو ہم حضور کی
خدمت میں حاضر ہوئے آپنے ہم سے
اس ذکر کے خوف کا اثر معلوم فرماکر فرمایا کہ
تمہاری کیا حالت ہے ہمنے عرض کیا کہ
یارسول اللہ آپنے بلند اور پست آواز کے ساتھ

ے مرزا کے مسیح موعود ماننے والے ابھی تک جواب دینے سے [illegible] نہ دیکھیں اسواسطے کہ قتل الدجال وہ نہیں آسکتے اور دجال کا [illegible]
[illegible]

ذکر دجال کا ایسا فرمایا کہ ہمکو تو یہ گمان ہوگیا کہ دجال مدینہ طیبہ کی کھجوروں میں ہی ہے ہمکو بیجا فرمایا
آپ نے علاوہ دجال کے میں دوسری باتوں سے تمپر زیادہ خوف کرتا ہوں وہ تو اگر میرے سامنے
آگیا تو میں تم سے پہلے اُسکیطرف قصد کرنیوالا ہوں اور اگر وہ میرے بعد آیا تو ہر شخص اپنی جان کے ساتھ
اُسپر غلبہ کرنیوالا ہے اور اللہ میریطرف سے ہر مسلمان پر خلیفہ ہے یعنی ہر مسلمان کا مددگار۔ بیشک
وہ جوان ہے حبشیوں کے سے سخت گھونگریالے بال رکھنے والا آنکھ اُسکی ادبھری ہوئی ہے
مثل ٹینٹ کی عبدالعزیٰ بن قطن یہودی کے ساتھ میں اُسکو صورت شباہت میں تشبیہ دیسکتا
ہوں جو شخص تم میں سے اُسکو پاوے اُسکو چاہیے کہ سورہ کہف کی شروع کی آیتوں کو اسپر پڑھے
(انشاء اللہ اُسکے شر سے محفوظ رہیگا) بیشک وہ شام اور عراق کے درمیان ایک زمین سخت اور
غم آلودہ سے خروج کریگا پس دائیں طرف اپنے فساد پھیلائیگا اور بائیں طرف فتنہ انگیزی کرے گا۔
اے بندگان خدا تم اپنے (دین پر) ثابت قدم رہنا ہمنے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیک وہ
زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا۔

قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ
كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ
كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ
لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ
اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ
فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ
لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ
فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ

فرمایا چالیس دن جنمیں سے ایک دن مثل برس
دن کے ہوگا اور ایک دن مثل مہینے کی اور ایک
دن مثل ہفتہ کی باقی سب دن مثل تمہارے
معمولی دنوں کے ہوں گے ہمنے عرض کیا یارسول اللہ
صلی اللہ علیک پھر وہ دن جو برس کا ہوگا اسمیں
ہمکو ایک ہی دن کی نماز پانچ وقت کی کافی
ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ برس دن کی نماز کا اندازہ
کرکے پڑھنا ہمنے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ
علیک وہ کسقدر جلدی زمین پر سیر کریگا فرمایا
اس مینھ کیطرح جس کے پیچھے تیز ہوا لگی ہوئی ہو

وہ ایک قوم پر آکر انکو اپنی خدائی کی دعوت دیگا جب وہ اسپر ایمان لے آئینگے اور اسکی دعوت
قبول کرلیں گے (وہ انکے لئے) آسمان کو حکم کریگا پس خوب مینہ برسیگا اور زمین کو حکم کریگا
پس روئیدگی خوب اُگے گی لہذا شام کو انکے مویشی جب چر کر واپس آئینگے تو کوہان انکے اونٹوں کے دراز

ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ
ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ
عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ
مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ
وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ
فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ
يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ
بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ
الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ
وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ
اللَّهُ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَنْزِلُ
عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ
مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ
مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا
رَفَعَهُ انْحَدَرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ
فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ
وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ
حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ

ہوں گے اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے
اور مویشیوں کی کوکھیں خوب شکم سیر چرنے
سے تنی ہوئی۔ پھر وہ دوسری قوم پر آئیگا
اور انکو اپنی خدائی کی دعوت دیگا وہ اسکے
قول کو رد کر دینگے لہذا وہ اُن سے اس حالت
میں واپس پھریگا کہ وہ ایسی حالت میں
صبح کرینگے کہ انکے پاس انکے مال سے کچھ
باقی نہ رہیگا۔ پھر وہ ویرانے جنگلوں کیطرف
جاکر کہیگا کہ اے جنگلو اپنے خزانے باہر
نکال دو پھر تو تمام زمین کے خزانے اسکے
پیچھے ایسے لگ لیں گے کہ جیسے شہد کی مکھیاں
اپنے بادشاہ یعسوب کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔
پھر وہ ایک جوان کو جو جوانی میں بھرا ہوگا بلاکر
تلوار سے اسکے دو ٹکڑے کردیگا اور ان دونوں
ٹکڑوں کو باہم اتنی دور پھینک دیگا
جتنی دور تیر کا نشانہ ہوتا ہے پھر وہ اس
شخص کو بلادیگا وہ قتل شدہ آدمی (اسکے
بلانے سے زندہ ہوکر) اسکیطرف ہنستا ہوا

اس حالت میں آئیگا کہ چہرہ اسکا چمکتا ہوگا وہ اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ جلشانہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو بھیجیگا وہ دو عصاؤں پر تکیہ لگائے ہوئے اور دونوں ہتھیلی دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے شرقی جانب دمشق میں سفید منارہ کے پاس اُترینگے ایسی حالت میں کہ جب وہ سر جھکائینگے بال ٹپکنے لگیں گے اور جب سر اُٹھائینگے انکے بالوں سے مثل موتیوں کی قطرے گرینگے۔ پھر کوئی کافر ممکن نہیں کہ انکے سانس کی ہوا پاوے اور مر نہ جائے اور سانس آپکا وہاں تک پہونچیگا جہانتک آپکی نظر کی رسائی ہو پھر عیسےٰ علیہ السلام دجال کی طلب میں روانہ ہوں گے اور باب لُد پر اُسکو پا کے قتل کر دینگے"۔

ثُمَّ یَاْتِیْ عِیْسٰی قَوْمٌ قَدْ عَصَمَھُمُ اللّٰہُ مِنْہُ فَیَمْسَحُ عَنْ وُجُوْھِھِمْ وَیُحَدِّثُھُمْ بِدَرَجَاتِھِمْ فِی الْجَنَّۃِ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَیَبْعَثُ اللّٰہُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ فَیَمُرُّ اَوَائِلُھُمْ عَلٰی بُحَیْرَۃِ طَبَرِیَّۃَ فَیَشْرَبُوْنَ مَا فِیْھَا وَیَمُرُّ اٰخِرُھُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ کَانَ بِھٰذِہٖ مَرَّۃً مَّاءٌ وَیُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِھِمْ خَیْرًا مِّنْ مِائَۃِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِکُمُ الْیَوْمَ فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ فَیُرْسِلُ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ النَّغَفَ

پھر عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں وہ قوم حاضر ہوگی جسکو اللہ نے اُسکے فتنے سے بچالیا تھا حضرت عیسےٰ علیہ السلام انکے چہروں سے گرد و غبار مصائب کا صاف کر کے انکو اعلیٰ مراتب جنت کی بشارت سنائینگے پھر عیسےٰ علیہ السلام اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ جلشانہ انپر اس مضمون کی وحی کریگا کہ ہمنے اپنے بندوں سے ایسی مخلوق کو نکالا ہے جنکے قتل پر کوئی قادر نہیں لہذا تمکو چاہئے کہ کوہ طور پر ہمارے بندوں کو لیجا کر انکی حفاظت کرو بعدہ اللہ قوم یاجوج اور ماجوج کو اس حالت میں بھیجیگا کہ وہ ہر کنارے زمین سے بجلد نکلتے معلوم ہونگے اور انکا اول جرگہ جب بحیرہ طبریہ پر پہونچیگا اسکے سارے پانی کو پی لیگا پھر دوسرا جرگہ جب وہاں

پہونچیگا تو یہ کہیگا کہ یہاں کبھی پانی تھا اور عیسے علیہ السلام جماعت اہل اسلام کے ساتھ کوہ
طور پر اس حالت میں ہوں گے کہ سو دینار سے زیادہ انکو پیاری گائے کی سری ہوگی پھر عیسے
علیہ السلام اور انکے ساتھی انکے حق میں عذاب طلب کرینگے پھر اللہ ایسے کیڑے
انکی گردنوں میں پیدا کر دیگا کہ صبح کو
سب مر کر مثل ایک آدمی کی موت کے پچھڑے ہوئے
نظر آئینگے پھر عیسے علیہ السلام کوہ طور سے زمین
کیطرف تشریف لائینگے۔ مگر زمین پر ایک
بالشت زمین انکی لاشوں کی چکناہٹ اور
بدبو سے خالی نہ پائینگے پھر حضرت عیسے
علیہ السلام مع اپنے یاروں کے دعا مانگیں گے
انکی دعا سے اللہ ایسے پرند جانور جو مثل بختی
اونٹ کی گردنوں کے قوی الجثہ ہوں گے
انپر بھیجیگا وہ جانور انکی لاشوں کو اٹھا اٹھا
کر جہاں اللہ چاہیگا پھینک دیں گے پھر اللہ
ایک ایسا مینہ برسائیگا کہ کوئی گھر جس سے
خالی نہ رہے وہ مینہ زمین کو دھوکر صاف
کر دیگا پھر زمین کو منجانب اللہ حکم ہوگا کہ اپنے
پھلوں کے درخت اگا اور اپنی برکت باہر لا دے
پس اس دن ایک انار سے ایک جماعت سیر
ہو کر کھائیگی اور اتنا بڑا ہوگا کہ اسکے چھلکے کے
سائے میں ایک جماعت بیٹھ سکے اور اللہ

فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ
وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَاَصْحَابُهُ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي
الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ
وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَاَصْحَابُهُ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ
حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَّا يَكُنُّ
مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ
حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ
اَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ
تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ
بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ
مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ
مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ
مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا
هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً
فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ

اونٹوں کے دودھ میں اتنی برکت کریگا کہ ایک اونٹنی کا دودھ بہت سی جماعتوں کو کافی ہو۔ اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کو اور ایک بکری کا دودھ ایک قبیلے کی ایک شاخ کو۔ پھر سب مسلمان اس حالت میں ہونگے کہ اللہ ایک پاکیزہ ہوا بھیجیگا جو انکی بغلوں کو پکڑے گی اور اس ہوا سے تمام مومنوں اور مسلمانوں کی جان قبض کرلیجائیگی

كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ ۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ

اور باقی برے آدمی باقی رہجاینگے جو گدہوں کیطرح آپسمیں دو لتیوں سے لڑینگے اُنپر اللہ قیامت قائم کریگا۔ اور مشکوٰۃ ہی میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے بیان فرمائی ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو حدیث ایک کو ہم دیکھ چکے اور دوسری بات کے منتظر ہیں آپ نے فرمایا لوگوں کے دلوں کی جڑمیں امانت داری اُتری پھر انہوں نے قرآن اور حدیث کو خوب جان لیا دوسری بات یہ بیان کی پھر امانت دلوں سے اوٹھ جائیگی اسطرح کہ آدمی سوویگا اور بحالت خواب اُسکے دل سے امانت قبض کرلیجاوے گی اور اُسکا اثر مثل گٹھی کی رہجاویگا پھر سوویگا اور امانت قبض کرلی جاوے گی اور اُسکا اثر مثل آبلہ کی رہجاویگا جیسے چنگاری تیرے پاؤں پر لڑھکائی جاوے پس پھوٹ سے چھالا ابھرا ہوا معلوم

وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اور اس میں کچھ نہ ہو پس صبح کریں گے آدمی بیچ اس حالت کے کہ آپس میں خرید و فروخت کریں مگر کوئی امانت ادا کرنیوالا نہ ہو اور کہا جاوے کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار ہے اور جسکے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہ ہو اسکو کہا جاوے وہ بڑا عقلمند ہے کسقدر ہوشیار ہے کسقدر چیت و چالاک ہے۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَیْئًا یَّكُوْنُ فِیْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِیْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَیَكُوْنُ مِنْهُ الشَّیْءُ قَدْ نَسِیْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا یَذْكُرُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوئے ایک دن ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسی مقام پر کھڑے کھڑے جو جو کچھ قیامت تک وقوع میں آویگا اس میں سے کسی بات کو نہ چھوڑا مگر سب کچھ بیان فرمادیا جسکے جو یاد رہگیا رہگیا اور جو بھولنا تھا بھول گیا یہ میرے تمام یاران صحبت اس امر کو جانتے ہیں پھر جب اُس ہونیوالی بات کو میں واقع ہوتے دیکھتا ہوں تو آپ کا فرمان یاد آجاتا ہے جیسے جب کوئی مدت تک غائب رہکر آتا ہے تو صورت دیکھکر یاد آجاتا ہے کہ فلاں شخص ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم ہے۔

وَاَیْضًا فِی الْمِشْكٰوةِ مِنْ سُنَنِ اَبِیْ دَاؤُدَ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ

اور مشکوۃ ہی میں ہے بروایت ابوداؤد حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں میں نہیں جانتا میرے یاران صحبت بھول گئے یا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ
فِتْنَۃٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ
مَعَہٗ ثَلٰثَمِائَۃٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاہُ
لَنَا بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ وَاسْمِ
قَبِیْلَتِہٖ

آپ سے نسیان ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اختتام
دنیا تک کسی فتنہ کے بیان کو نہیں چھوڑا
جنکے بانی تین سو سے کچھ زائد ہوتے ہیں
مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے نام
معہ نام اُنکے باپوں کے اور اُنکے قبیلوں کے بتا دیئے تھے

وَاَیْضًا فِیْہِ فِیْ بَابِ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا
اتُّخِذَ الْفَیْئُ دُوَلًا وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا
وَالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ
وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَہٗ وَعَقَّ
اُمَّہٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَاَقْصٰی
اَبَاہُ وَظَھَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ
وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ وَکَانَ
زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ
مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَ
الْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ
اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ
ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً وَخَسْفًا
وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ

رواہ الترمذی

اور باب اشراط ساعت مشکوٰۃ ہی میں
ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب مال غنیمت کہ
جس میں تمام غازی حقدار ہوتے ہیں
امراء دست تصرف دراز کریں امانت کو
مال غنیمت سمجھ لیں زکاۃ کو تاوان اور
جرمانہ جانیں علم دین دنیا کے واسطے
سیکھیں آدمی جورو کی اطاعت کرے
اور ماں کی نافرمانی دوستوں سے
نزدیکی ڈھونڈے اور باپ سے دوری
مسجدوں میں شور و شغب ظاہر ہو سردار
قبیلہ کا فاسق ہو چودھری قوم کا بڑھکا
رذیل ہو خوف شر سے ناقابل تعظیم کی
تعظیم و تکریم کیجاوے ڈومنی بکثرت ہوں

علیٰ ہذا باجا گا جا ہر قسم کی شراب پی جائے پچھلے پہلوں پر لعنت کریں اس موقعہ پر منتظر رہنا سرخ ہوا کی یا سرخ بادہ کی اور عذاب زمین میں دھنس جانے یا صورت بدل جانے یا پتھر برسنے کے اور بہت سے آثار قیامت کے جو یکے بعد دیگرے مثل دانوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی کے پے در پے واقع ہوں گے پھر بعد دکھلائے شان الوہیت و ربوبیت اور بیان فرمائے اوصاف رحمانیت اور رحیمیت کے اور متنبہ فرمانے کے اس امر پر کہ جزا و سزا دن کوئی مالک مجازی نہ ہے اُس دن کے ہمیں مالک ہیں جو دن بہت نزدیک آنیوالا ہے۔ فرمایا ان تمام امور کو پیش نظر رکھکر اے بندہ کہہ تو کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ تجھی کو ہم سب ملکر جماعت کے ساتھ پوجیں گے اور تیری ہی عبادت کرینگے اور تیرے حضور میں کم سے کم دن رات کے سترہ فرضوں میں سترہ بار بلکہ معہ بارہ سنت موکدہ اُنتیس بار بلکہ معہ نوافل اس سے بھی زیادہ بموجب تیرے حکم کے غایت ذلت و انکسار کے ساتھ حاضر ہو کر تیری حمد و ثنا اتنی بیان کرینگے کہ رفتہ رفتہ تیرے ظلال جمال و جلال کے سامنے ہمکو اپنے وجود بے بود کی بھی خبر نہ رہے۔

اسواسطے کہ عبادت کہتے ہیں انتہا تذلل اور ذلت حاصل کرنے کو اپنے خالق کے سامنے مفردات امام راغب علیہ الرحمۃ میں ہے اَلْعُبُوْدِيَّةُ وَالسَّجْدَةُ اِظْهَارُ التَّذَلُّلِ وَالْعِبَادَةُ اَبْلَغُ مِنْهَا لِاَنَّهَا غَايَةُ التَّذَلُّلِ وَلَا يَسْتَحِقُّهَا اِلَّا مَنْ لَهٗ غَايَةُ الْاِفْضَالِ وَهُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰی اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ علیٰ ہذا صراح میں ہے وَالْعُبُوْدِيَّةُ اَصْلُهَا الْخُضُوْعُ وَالذُّلُّ پھر عبادت دو قسم پر منقسم ہے ایک عبادت بالتسخیر جس سے کوئی خالی نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ	اور واسطے اللہ کے انتہا ذلت کے ساتھ سر جھکائے ہوئے ہے خوش اور ناخوش جو بھی

سلہ عبودیت: و سجدہ ظاہر کرنے ذلت کو کہتے ہیں اور عبادت انتہا درجے کی ذلت ظاہر کرنے کو جسکا مستحق وہی ہے جو بحد فضل و کرم کرنیوالا ہو اور ایسا اللہ ہی ہے۔ اسواسطے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ نہ عبادت کرو تم کسیکی سوائے اللہ کے۔ عبودیت۔ اصل اسکی عجز و نیاز اور ذلت ظاہر کرنا ہے۔ فقط منہ رحمہ اللہ ولکاتبہ۔

وقوله تعالیٰ يَتَفَيَّؤُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ۔ فهذا سجود تسخير وهو الدلالة الصامتة الناطقة المنبهة على كونها مخلوقة وانها خلق فاعل حكيم۔

مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اور سائے تمام چیزوں کے صبح کو اور پچھلے پہر۔ دوسری جگہ فرمایا۔ جھکتے ہیں سائے مخلوقات کے دائیں اور بائیں نہایت عجز اور ذلت کے ساتھ اسکو عبادت اور سجدہ تسخیری کہتے ہیں اور اس سجدے اور عبادت سے مراد دلالت اور تنبیہ کرنا ہے ہر شے کا زبان حال سے اس امر پر کہ میرا پیدا کرنیوالا فاعل مختار ہے اور میں اور میرا وجود سب اُسیکا ہے اور جو بھی کوئی خوبی مالی یا بدنی مجھ میں پائی جاتی ہے وہ سب اُسیکا عطیہ ہے۔

اور قسم دوم عبادت اختیاری ہے۔ لہذا عبادت تسخیری تو بلا اختیار ہر منفرد مخلوق سے ظہور پذیر ہو رہی ہے مگر عبادت اختیاری میں لوگ مختلف تھے لہذا خالق اکبر نے اپنی شان الوہیت اور ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت یوم الدین ظاہر فرماکر ارشاد فرمایا کہ کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تجھی کو تیرے حکم کے موافق پوجینگے اور تجھی کو پوجتے ہیں۔ پھر اظہار تذلل اور اظہار انتہا ذلت کی چونکہ مختلف طریقے تھے اور مومنوں کے بھی مرتبے بحسب قوت وضعف یقین مختلف لہذا عامہ مومنین کے اعتبار سے یہ معنے ہوئے کہ بموجب تیرے حکم کے قیام رکوع سجود وقومہ جلسہ قعدے کے ساتھ ہم تیرے حضور میں اظہار ذلت کرتے ہیں اور کرینگے جسطرح تونے فرمایا ہے وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ اور بڑائی بیان کر تو رب اپنے کی اللہ اکبر کہکے۔ اور کھڑے ہو تم واسطے رب اپنے کے عجز و نیاز کرنیوالے دعا مانگنے والے پھر فرمایا وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ۔ وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۔ اور رکوع کرو تم ساتھ رکوع کرنیوالوں کے۔ رکوع کرو تم اور سجدہ کرو تم۔ پس پڑھو تم قرآن سے جسقدر آسان ہو۔ تسبیح بیان کرو تم ساتھ نام رب اپنے برتر کے۔ یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہکر پاکی بیان کرو تو

ساتھ نام رب اپنے بڑے کے یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم کہکر اسکے بعد ساری نماز اسطرح پڑھ کر تمام نماز میں تسبیح تہلیل قرأت جو کچھ پڑھا جاوے اسکے معنے سمجھکر پڑھ لہذا اسوقت ایاك نعبد کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم تیرے حضور میں سجدہ اپنے لئے اظہار ذلت کرتے ہیں اور تیرے ہر حکم کے معنے سمجھکر حضور قلب کے ساتھ تیرے حضور میں گردن جھکاتے ہیں اور گردن جھکا دینگے ۔ چنانچہ تاریخ خطیب بغدادی میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن النجار حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَمُ الْاِسْلَامِ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ فَرَغَ لَہٗ قَلْبُہٗ وَحَافَظَ عَلَیْہَا بِحَدِّہَا وَوَقْتِہَا وَسُنَنِہَا فَہُوَ مُؤْمِنٌ ۔

حضرت جابر اور ابو سعیدؓ یہ دونوں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ نشانی اسلام کی نماز ہے جو فارغ البالی اور حضور قلب سے اسکو ادا کرے اور جو اسپر اور اسکے وقت اور اسکی سنتوں پر محافظت کو حد تک پہونچاوے وہ مومن ہے ۔

پھر نماز کو مرتبہ کمال حضوری تک پہونچانیکا طریقہ اسطرح تعلیم فرمایا جو حدیث مشہور معروف بحدیث جبریل میں ہے کہ بعد سوال وجواب اسلام بعد ایمان جب جبریل علیہ السلام نے عرض کیا مَا الْاِحْسَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یعنی یا رسول اللہ صلے اللہ علیک احسان یعنی اخلاص اور کمال حضوری حاصل کرنیکا کیا طریقہ ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّكَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاكَ ۔ یعنی احسان یہ ہے کہ عبادت کر تو اللہ کی اس مراقبہ کے ساتھ کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے ۔ یعنی بتکلف ایسی حالت حاصل کرنے کی کوشش کر جو وقت مشاہدہ تجلیات جلال و جمال جناب باری ہونا چاہیئے اور ظاہر ہے کہ وقت حاصل ہونے اس مقام کے جسکو مشاہدہ کہتے ہیں انسان پر وہ ہیبت اور تعظیم و اجلال اور خشوع و خضوع اور عجز و نیاز اور شوق و ذوق اور محبت اور گریہ و بکا کی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ اسکو اپنے وجود کی

خبرنہیں رہتی لہذا ارشاد فرمایا کہ چند روز ایسے لوگوں کی وقت عبادت کے صورت بنا تنہا بیٹھکر
یا اس مرتبے والے پیر کے تصور اوضاع اور اسکی حالات میں کثرت تصور کے ساتھ غرق ہو کر
جسکو اصطلاح اہل تصوف میں شغل رابطہ کہتے ہیں تاکہ صورت بناتے بناتے ایک دن
اصلی حالت تیری نقد وقت ہو جاوے۔ کیسا ہندی مقولہ ہے :. دیکھتے دیکھتے
اتنا دیکھ ؛ مٹجاوے وہو کار ہجاوے ایک ؛ چنانچہ دوسری حدیث مرویہ ابن ماجہ میں
ارشاد ہوتا ہے بَاکُوْا وَاِلَّا فَتَبَاکُوْا یعنی رو وو اور اگر خود بخود ذوق وشوق الٰہی سے رونا نہ
آوے ذوق وشوق سے رونے والوں خصوصاً اپنے پیر کامل کے تصور کے ساتھ انکی شکل بناؤ تاکہ
ایک دن جیسا اصلی حالت اولیاء اللہ یا اپنے پیر کی تمکو بھی حاصل ہو جاوے۔ اور اگر پیر
فنا فی الرسول یا فنا فی اللہ واصل باللہ ہے تو تجھکو بھی مرتبہ فنا فی الرسول اور بواسطہ مرتبہ
فنا فی الرسول مرتبہ فنا فی اللہ بقا باللہ کا حاصل ہو جاوے اور اسوقت معنی اِیَّاکَ نَعْبُدُ تیرے
اوپر اسطرح سایہ فگن ہوں کہ خاص تیرے ظلال وجود کے آگے ہم اپنے خیال وجود کو ہمیشہ
مناتے ہیں اور مناتے رہینگے۔ پھر فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ یعنی اگر مراقبہ مذکور
باوصف تکلف کے حاصل نہو سکے تو اگر کامل پیر ملے اسکے اوضاع واطوار خشوع وخضوع
اور غلبہ ہیبت وتعظیم الٰہی اور کیفیات ذوق وشوق کو دیکھکر اسکے تصور کے ساتھ اسکی
سی صورت بناؤ تاکہ اسکے تصور میں محو ہو کر مرتبہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ حاصل کر سکو۔ پھر
فرمایا اگر اس مشاہدہ حضوری کو اتنی بناوٹ سے بھی خلوص کے ساتھ بھی حاصل نکر سکو تو اتنا خیال تو
وقت عبادت ضرور جمالیا کرو کہ بلاشبہ وہ خالق اکبر تمکو دیکھ رہا ہے تاکہ بعد حصول الیقین
کے اس امر پر کہ وہ ہمکو دیکھ رہا ہے اس امر کی قوت تمکو حاصل ہو جاوے کہ مراقبہ
اول ہم عبادت میں کر سکو کہ گویا میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور یہ مراقبہ کرتے کرتے اللہ رجہ
تمکو حضوری حاصل ہو کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہنے کے وقت تم یہ سمجھکو کہو کہ خاص تیرے
آفتاب وجود کے مقابلہ میں ہم اسدرجہ ذلت حاصل کر چکے اور کرتے ہیں اور کرتے رہینگے کہ

ہمکو اپنے وجود اور تمام عالم کے وجود کا وہم بھی باقی نہ رہے اور مثل مولانا روم علیہ الرحمۃ بے اختیار ہم بھی یہ کہنے لگیں۔ شعر

من تیم واللہ یاران من نیم	جان جانم سر سرم من نیم
دو مبین و دو مدان و دو مخوان	خواجہ را با بندہ خود محو داں
گر جدا بینی از و آں خواجہ را	گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

بنا ئد علیہ بعض اہل تصوف نے اس حدیث میں اِن لَمْ تَکُن کو تامہ قرار دے کر حدیث مذکور کے یہ معنے کئے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے تو فرمایا کہ عبادت کر تو اللہ کی گویا کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس مراقبہ کی کثرت سے اِن لَمْ تَکُن اگر تو نہ رہا اسکو (یعنی اللہ کو) دیکھ لیگا اسواسطیکہ بلاشک وہ (اللہ) تو تجھکو دیکھتا ہی رہتا ہے اور تجھسے دور ہی کب ہے۔ مگر اس تقدیر پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اِن لَمْ تَکُن تَرَاہُ شرط و جزا دونوں فعل مضارع واقع ہوئے ہیں لہذا دونوں مضارع پر علامت جزم ہونا چاہیئے مگر حدیث مذکور میں لفظ تَرَاہُ ہے بلا حذف حرف علت کے جو الف ہے جواب اسکا یہ ہے کہ تَرَاہُ جزا نہیں ہے بلکہ جواب قسم کا ہے جو محذوف ہے اور لَمْ تَکُن حکم میں فعل ماضی کے ہے جیسے سورہ حشر کے دوسرے رکوع میں ہے لَئِن اُخرِجُوا لَا یَخرُجُونَ جسکی تقدیر یہ ہے وَاللہِ لَئِن اُخرِجُوا لَا یَخرُجُونَ اسی طرح تقدیر حدیث مذکور بھی یہ ہے وَاللہِ فَاِن لَم تَکُن تَرَاہُ اور مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بعد بیان معانی حدیث مذکور کے مفصلاً جو اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جو حدیث صحیح میں آیا ہے

عَن اَبِی ہُرَیرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَجُعِلَت قُرَّۃُ عَینِی فِی الصَّلٰوۃِ۔ اخرجہ [illegible]	ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈک آنکھوں میری کی نماز میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب قرب ہے

مُنتَخَب کَنزُ العُمَّالِ عَن مُسنَدِ اَحمَد
وَالسُّنَنِ لِلنَّسَائِی وَالمُستَدرَک
لِلحَاکِمِ وَالسُّنَنِ لِلبَیہَقِی

اول مقام ہے اور تمام عابدوں اور عارفو کا اعلیٰ مقام لعد آپ کی ترقی مراتب کی تو باعتبار قرب وحضور جناب باری کوئی انتہا ہی نہیں لہذا فرماتے ہیں یہ اشارہ ہے اس امر کیطرف اس مقام سے جسکے حاصل کرنیکا ذکر حدیث مذکور میں ہے جسکو اصطلاح تصوف میں مقام عروج کہتے ہیں بالاتر مقام مقام رضا و تسلیم ہے جو بعد نزول تام حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ مقام عروج پر عارف مست نشۂ توحید اسدرجہ ہوتا ہے کہ اسکو بجز اللہ کے نہ اپنا وجود نظر آتا ہے نہ اور کسی چیز کا مخلوقات سے یہی مقام ہے کہ جس مقام پر کوئی اَنَا الحَق کہتا ہے اور کوئی سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی یہی مقام ہے جسکا بیان حدیث صحیح بخاری شریف مَن عَادٰی لِی وَلِیًّا سے بیان بار بسم اللہ میں مفصل گذر چکا۔ لہذا اس مقام پر ہو کر عارف کا اِیَّاکَ نَعبُدُ کہنا بدیں معنی ہوتا ہے کہ ہم اپنے خیال ہستی موہوم سے گذر کر اگرچہ اپنی خودی سے گم ہو جانیکی تیرے حضور میں پوری ذلت حاصل کر چکے مگر اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعبُدُ تیرے ہی حضور میں اسی ذلت پر جو سرتاپا عزت آخرت ہے قائم ہیں اور قائم رہیں گے اور نشۂ فنا کے متحمل ہو کر تیری رضا پر راضی رہتے ہیں اور رہیں گے اور چونکہ مقام رضا و تسلیم بیحد ترقی پذیر ہے۔ بعد سکھانے راستوں عبادات اور طریقوں حصول قرب الٰہی کے چونکہ قرب الٰہی اور حصول مرتبہ عرفان موقوف تھا بالتخصیص فضل خدا پر اور بغیر فضل ایزدی کتنی ہی کوشش کیجاوے سب بیکار۔ فرمادیا کہ بعد اِیَّاکَ نَعبُدُ کہنے کے اے بندو اپنے اپنے مرتبے کے اندازپر باُمید حصول ترقی مراتب قرب اور حضوری کے فوراً اسطرح عرض کیا کرو اِیَّاکَ نَستَعِینُ اے میرے اللہ اس مرتبہ عبادت پر قائم رہنے اور اس مرتبہ سے اعلیٰ مراتب عرفان اور قرب اور حضوری اور رضا و تسلیم تک پہونچنے اور خاتمہ بخیر ہونے میں ہم تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ

ہم اس مرتبہ سے گر جاویں اور ہمارا انجام بخیر نہ ہو اسواسطے کہ کمال ایمان یہی ہے کہ جسقدر بھی قرب اور حضوری حاصل ہو حالت خوف ورجا ترقی پذیر رہے اسی غرض سے بار بار حضور نے متنبہ فرمایا کہ کبھی کوئی عمر بھر مومن رہتا ہے اور کافر ہو کر مرتا ہے اور بعض اوقات عمر بھر کافر رہتا ہے اور مومن ہو کر مرتا ہے اور روز ازل جو جنتی ہو چکا وہ جنتی ہے اور جو دوزخی ہو چکا وہ دوزخی۔ لہذا کتنی ہی عبادت کرو اور کتنی ہی حضوری حاصل ہو جاوے کبھی بھی اپنے کسی مرتبہ کمال پر نازاں نہ ہو بلکہ ہر وقت خوف ورجا دامنگیر حال رہے اور ایاک نستعین نقد وقت۔ دیکھو بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ سچے ہیں سچ بولے گئے یعنے سچے جبریل سے سنکر بیان کرنیوالے کہ بیشک سامان پیدائش ہر انسان کا جمع کیا جاتا ہے بیچ پیٹ ماں اسکی کے چالیس دن بصورت نطفہ پھر چالیس دن بصورت خون بستہ پھر مثل اسی کے چالیس دن بصورت پارہ گوشت پھر اللہ جلشانہ ایک فرشتے کو چار باتوں کے ساتھ بھیجتا ہے وہ لکھتا ہے اسکے وہ عمل جو اس سے سرزد ہوں گے اور اسکی موت کا وقت اور اسکے رزق کی حالت اگر تنگی سے گذران کریگا یا فراخی سے، بدکردار ہوگا یا سعادت مند پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے،

إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ
بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَعَنْ سَهْلِ
ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ
عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ
عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ
مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا
رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ
الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ
فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ
لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ
الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ
ثُمَّ قَرَأَ أَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا
مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پس قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے سوا
کوئی معبود نہیں بیشک ایک تمہارا اسقدر
جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے کہ نہیں رہتا
اُسکے اور جنت کے درمیان مگر فاصلہ ایک
گز کا پھر پیشدستی کرتی ہے اسپر وہ لکھت
جو ماں کے پیٹ میں لکھی گئی تھی، اور دوزخیوں
کے سے عمل آخر میں کر کے جہنمی ہو جاتا ہے۔
اور بیشک ایک تم میں سے جہنمیوں کے سے
عمل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اس میں اور دوزخ
میں نہیں رہتا مگر فاصلہ ایک گز کا۔ پس
پیشدستی کرتی ہے اسپر وہی کتاب جو شکم مادر
میں لکھی گئی تھی اور جنتیوں کے سے آخر میں
عمل کرنے لگتا ہے اور مستحق دخول جنت کا
ہو جاتا ہے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک
بندہ (بظاہر) دوزخیوں کے سے عمل کرتا
رہتا ہے اور اللہ کے علم میں وہ جنتی ہوتا
ہے۔ اسیطرح (بظاہر) جنتیوں کے سے
عمل کرتا رہتا ہے اور اللہ کے علم میں دوزخی ہوتا ہے۔ اور علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
کہ فرمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے ایسا نہیں کہ اسکی جگہ

جنت یا دوزخ میں نہ لکھدی گئی ہو۔ اصحاب کرام نے عرض کیا پھر کیا اپنی لکھی تقدیر پر بھروسہ کرکے ہم عمل سے نہ بیٹھ رہیں فرمایا (جب تمکو اپنے انجام کی خبر نہیں تو آپ سے کیوں جہنمی بننا چاہتے ہو جبتک تمکو اپنے مطلب کے امور میں دعویٰ اختیار کا باقی ہے) عمل کئے جاؤ جو جیسا پیدا کیا گیا ہے (جہنمی یا جنتی) اُسکے واسطے وہی کام آسان کردئے جاتے ہیں جو اہل سعادت سے ہے اُسکے لئے اعمال سعادت ہی آسان کردئے جاتے ہیں اور جو اہل شقاوت و بدبختی ہے اسکے واسطے اعمال شقاوت ہی آسان کردئے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے سورۂ واللیل کی یہ آیتیں پڑھیں۔ مگر جس نے اللہ واسطے دیا اور پرہیز گاری کی اور تصدیق کی نیک بات کی پس بہت جلد آسان کردینگے ہم اسکے واسطے وہ امور جو موجب آسانی اور راحت آخرت ہیں اور جس نے بخل کیا اور اچھے کاموں سے بے پرواہی ظاہر کی اور جھٹلایا نیک باتوں کو پس قریب ہے کہ آسان کردینگے ہم اُسپر وہ کام جو موجب سختی اور وبال و نکال آخرت ہیں یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ بخاری و مسلم میں ہیں۔

احادیث مذکورہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہر شخص کو جیسا پیدا کیا ہے اور جیسا ہونیوالا ہے اللہ جلشانہ اُسکے مآل کار اور اُن افعال سے جو اُس سے سرزد ہونگے کسی وقت جاہل نہیں بلکہ قبل پیدا کرنے تمام مخلوقات کے اُنکی حرکات سکنات اُنکے مآل کار کا جاننے والا تھا اور ہے اور پہلے سے جو جنت کے لائق ہے اُسکو بھی جانتا ہے اور جو دوزخ کے لائق ہے اسکو بھی جانتا ہے ظالم نہیں عادل ہے اسواسطے کہ وضع کل شیٔ فی محلہٖ ہی کا نام عدل ہے یعنی جو شے جس لائق ہو اُسکو اُسی جگہ رکھنا چھکڑے کو چھکڑے کی جگہ اور خاصہ بگھی اور موٹر کو موٹر اور خاصہ بگھی کی جگہ۔ پیشاب کو پیشاب کی جگہ اور گلاب اور کیوڑہ کو انکی جگہ اور علامت جنتیوں کی بھی بتادیگی کہ تاوقت انتقال اُنپر افعال حسنہ آسان کردئے جاتے ہیں اور بد بختو اور کافروں اور جہنمیوں پر اعمال قبیحہ۔ اور بانیہمہ جنتی کی یہ بھی پہچان بتادیگی کہ علامت ایمان یہی ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ تن مولیٰ کی مخلوق سمجھکر کبھی اپنی عبادت پر ناز نہ کرے اور خالق اکبر کو

اپنا مالک اور مختار سمجھکر کبھی اُسکے حکم پر اعتراض نکرے اور یہ سمجھ لے کہ اگر وہ تمام جنتیوں کو دوزخ میں ڈالدے اور دوزخیوں کو جنت میں لیجاوے تو ظالم نہیں ہو سکتا جیسے بکریوں کا مالک اپنی بکریوں میں سے جسکو چاہے ذبح کرے اور جسکو چاہے عزت سے اپنے پاس رکھے علیٰ ہذا کسی زمین کا مالک جس حصہ زمین میں چاہے چونہ کے بھٹے لگادے اور جس حصہ زمین کو چاہے گل و گلزار اور سبزہ و بہار سے مزین رکھے مالک ظالم نہیں کہا جاتا چہ جائیکہ خالق عزوجل مختار و مالک کل مگر چونکہ وہ حکیم ہے بوجہ مخالفت شان حکمت محال ہے کہ وہ ایسا کرے چنانچہ متعدد جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے سورہ حشر میں ہے لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ۔ جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے جنتی منازل مقصود کو پہونچنے والے ہیں۔ سورہ ص میں ارشاد ہوتا ہے أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ کیا کر دینگے ہم ایمان والوں اور نیکو کاروں کو زمین میں فساد ڈالنے والوں کی مانند یا کر دینگے ہم متقیوں کو مثل فاسق فاجروں کے پھر سورہ ن والقلم میں فرمایا أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی مانند کر دینگے تمکو کیا ہو گیا ہے کیسے بیہودہ حکم کرتے ہو۔

خلاصہ ماحصل ان تمام آیتوں اور حدیثوں کا یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے بلا شبہ ہم اگرچہ بمقتضاء خالقیت و مالکیت اپنی کسی تصرف سے ظالم نہیں ہو سکتے نہ کسیکا کوئی کتنی ہی عبادت کرے ہم پر حق لازم نہ مگر بمقتضاء کرم ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہمپر تمہارا حق ہے کہ بصورت اطاعت ہم تمکو جنت میں داخل کریں اور تمپر ہمارا حق ہے کہ تم ہماری اطاعت کرو اور اُس اطاعت کو خاص ہمارا فضل سمجھکر کہتے رہو إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ چنانچہ کتاب الایمان مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت بخاری و مسلم شریف

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ
بَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ
هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا
حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ
يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ
عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا
فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ
قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا واليعز فِيْهِ بِرِوَايَةِ
التِّرْمِذِيِّ وَاَحْمَدَ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ مُعَاذٍ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ
مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ
وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا
وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ
رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ
عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ
تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
گدھے پر سوار تھا اسطرح کہ میرے اور آپ کے
درمیان سوا آنکیہ کجاوہ کے کچھ نہ تھا آپ نے
فرمایا اے معاذ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا
حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق
اللہ پر کیا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول
خوب جانتا ہے۔ فرمایا حق اللہ کا بندوں پر
یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں اسکا کسی امر
میں کسیکو ساجھی نہ بناویں۔ اور حق بندوں کا
(بمقتضائے کرم بلا لزوم) اللہ پر یہ ہے کہ سوا
مشرک کے اللہ کسی بندے کو کچھ عذاب
نہ کرے۔ میں نے عرض کیا حضور کیا یہ خوشخبری
لوگوں کو نہ پہونچا دوں فرمایا نہیں وہ اس
بشارت پر بھروسہ کرکے عمل سے بیٹھ رہینگے
اور بروایت ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ مشکوٰۃ
ہی میں ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے
فرمایا عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھکو ایسا عمل بتادیجئے جو مجھکو جنت میں
داخل کر دے اور دوزخ سے دور۔ فرمایا
تو نے بہت بڑی بات سے سوال کیا اور جسپر اللہ

وصلوۃ الرجل فی جوف اللیل ثم تلی
تتجافی جنوبھم عن المضاجع حتی یعملون۔
ثم قال الا ادلک برأس الامر وعمودہ
وذروۃ سنامہ قلت بلی یا رسول اللہ
قال رأس الامر الاسلام وعمودہ الصلوۃ
وذروۃ سنامہ الجہاد ثم قال الا اخبرک
بملاک ذالک کلہ قلت بلی یا نبی اللہ
فاخذ بلسانہ فقال کف علیک ھذا
قلت یا نبی اللہ وانا لمؤاخذون
بما نتکلم بہ قال ثکلتک امک
یا معاذ ھل یکب الناس فی النار
علی وجوھھم او علی مناخرھم الا
حصائد السنتھم۔ وعن ابی ذر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من عبد قال لا الہ الا اللہ
ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ

آسان کرنا چاہے اُسکے لئے بہت ہی
آسان ہے عبادت کر تو اللہ کی اور مت
ساجھی بنا تو اسکا کسیکو اُسکی کسی بات میں
کچھ اور قائم کر تو نماز کو اور دے تو زکوٰۃ اور
روزے رکھا کر رمضان کے اور حج کر تو بیت
اللہ کی۔ پھر فرمایا کیا نہ بتلا دوں میں تجکو بھلائی
کے دروازے۔ روزہ ڈھال ہے (آتش جہنم کی)
اور صدقہ بجھا دیتا ہے خطا اور معصیت کی (آگ کو)
جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز آدمی
کی رات میں (یعنی تہجد) انکی شان میں اللہ
فرماتا ہے۔ جدا رہتے ہیں پہلوان کے
خوابگاہوں سے یاد کرتے رہتے ہیں رب
اپنے کو ڈر کر اور بامید ثواب۔ پھر فرمایا
کیا نہ بتلا دوں میں تمکو سر اس امر کا جو موجب
نجات ہے اور ستون اسکا اور چوٹی کوہان
اسکے کی عرض کیا میں نے کیوں نہیں فرمایئے
فرمایا سر اسلام ہے اور ستون اسکا نماز ہے اور چوٹی اُسکے کوہان کی جہاد فی سبیل اللہ ہے
پھر فرمایا ایک جامع بات تمکو نہ بتا دوں میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی کیوں نہیں فرمایئے
آپ نے زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اسکو اپنے حق میں مضر باتوں سے روکے رکھ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا زبان کی باتوں پر بھی ہم پکڑے جاوینگے۔ فرمایا تیری ماں تجھکو روے اے معاذ
کیا زبان کی کھیتی سوا کوئی اور بھی شے ہے جو آدمیونکو منہ یا ناک کے بل جہنم میں ڈالے گی اور روایت ہے

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی بندہ جس نے
کہا لاالٰہ الا اللہ پھر اسی پر مرا ہو مگر داخل ہوگا جنت میں۔ یعنے مجھسے سنکر اور مجھکو رسول
برحق مانکر جس نے کہا لاالٰہ الا اللہ پھر اسی اسلام اور تصدیق پر مرگیا وہ ضرور جنت
میں داخل ہوگا یعنی بصورت اعمال بد بہی سزا ر اعمال پاکر خواہ بشفاعت و کرم ایزدی
معافی حاصل کر کے۔ یہ خلاصہ ترجمہ اس پوری حدیث کا ہے۔

بہرنہج بموجب آیات اور احادیث مذکورہ امید قوی ہے کہ بصورت صحت ایمان اور اعمال
صالحہ ہم سب ضرور بخشے جاوینگے اور داخل خلد ہوں گے مگر بندہ وہی بندہ ہے کہ ہر وقت مولا کے
سامنے عجز و نیاز سے پیش آئے صفت اور شان بندگیت یہی ہے کہ کیٹے بن کئے ہر وقت ہر بندہ
اپنے آپ کو مولا کے حضور میں قصور وار سمجھتا رہے تاکہ ہر وقت مستحق افضال ایزدی
رہے اور کبہی اپنی عبادت اور طاعت پر نازاں نہ ہو آدم علیہ السلام سے اگرچہ سہواً
لغزش ہوگئی تہی اور فی الواقعہ خطا نہ تھی مگر فوراً اپنے آپ کو خطاوار سمجھکر رونا شروع
کیا اور تین سو سال روتے رہے اور کبہی سر اٹھا کر آسمان کیطرف نہ دیکھا آخر کار مرتبہ خلافت
اور رسالت کے ساتھ مشرف فرمائے گئے شیطان لعین نے اپنی ڈیڑھ لاکھ برس کی
ایسی عبادت پر کہ زمین آسمان کا ہر ہر ٹکڑا اسکے سجدہ ہا ء نیاز کا گواہ تھا ناز کیا اور
حکم جناب باری سے جو بہ نسبت تعظیم آدم علیہ السلام کے سجدہ تعظیمی کے ساتھ نافذ
ہوا تھا انکار کیا مردود بارگاہ ہوگیا اسواسطے کہ جب ہر شخص جانتا ہے کہ ہم اُسیکی
پیدا کئے ہوئے ہیں ہمارا جسم و جان ہماری قوت و طاقت ہمارے ارادے سب اُسی کے
پیدا کئے ہوئے ہیں پھر جب اُسکی پیدا کی ہوئی چیزوں کے ساتھ اُسکی توفیق سے عبادت کی
اور کتنی ہی کی اس عبادت پر ناز کرنا بجز حماقت اور سرکشی اور احسان فراموشی کے
اور کیا ہے اور بجز شقاوت اور ذلت اور عذاب اسکا بدلہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ سعدی
علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔ شعر۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی   منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت مشہور ہے کہ آپ کی نظر شفقت و مرحمت حضرت ایاز سے زیادہ کسی پر نہ تھی حالانکہ ایاز علیہ الرحمۃ کے مقابلہ میں بڑے بڑے اہل علم و فضل و کمال تھے جو مدام صحبت بادشاہ میں رہتے تھے۔ ایک دن بڑے بڑے اہل فضل و کمال مصاحبوں نے عرض کیا کہ ایاز میں وہ کونسا جوہر کمال ہے کہ جسکی وجہ سے ایاز کے مقابلے میں حضور کی نگاہوں میں کوئی نہیں سماتا۔ فرمایا ایاز ہمکو اپنا بادشاہ اور ولی نعمت سمجھتا ہے سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جو حضور کو اپنا ولی نعمت اور بادشاہ نہیں جانتا فرمایا تصدیق اس امر کی امتحان پر موقوف ہے لہذا عندالامتحان دیکھ لینا پھر جب یہ بات رفت و گذشت ہو گئی چند روز کے بعد بادشاہ ممدوح نے دربار عام منعقد کر کے ایک یاقوتی پیالہ بہت بیش بہا جو نایاب تھا اپنے سامنے رکھ لیا اور علی حسب المراتب ایک ایک کو جملہ اہل فضل و کمال امرا اور وزرا سے بلا کر ہر ایک کو یہ حکم دینا شروع کیا کہ اس پیالہ کو زمین پر زور سے دے مارو سب نے عرض کیا کہ حضور یہ پیالہ ایسا بیش بہا اور نایاب ہے کہ جسکی مثل آج کسی جگہ نہیں سنا جاتا اگر زمین سے ہمنے کھینچ مارا اور ٹوٹ گیا یا اس میں کہیں بال آگیا بلا سود کروڑوں کا نقصان ہو جاویگا۔ محمود علیہ الرحمۃ ہر ایک کی معروضات سنکر فرماتے رہے اچھا رکھ دو۔ جب ایاز علیہ الرحمۃ کی باری آئی اور شاہ موصوف نے پیالے کو زمین سے کھینچ مارنیکا حکم نافذ فرمایا فوراً ایاز علیہ الرحمۃ نے پیالہ کو اٹھا کر زمین سے کھینچ مارا اور پیالہ میں کہیں بال آگیا محمود علیہ الرحمۃ نے ایاز مرحوم کو بہت سخت و سست کہا اور فرمایا کہ بیوقوف یہ بڑے بڑے اہل فضل و کمال موجود ہیں انمیں سے کسی نے ہمارے حکم کو بے محل پا کر اس پر عمل نہیں کیا تو نے بے سوچے سمجھے پیالہ کو کیوں زمین پر کھینچ مارا۔ ایاز نے عرض کیا کہ حضور مجھ بیوقوف سے قصور ہوا لہذا سزا سخت کا مستحق ہوں اور عفو کرم کا امیدوار۔ جب محمود علیہ الرحمۃ نے بار بار پوچھنے پر ایاز کو قصور کا

اقرار ہی اور معافی کا خواستگار پایا ہنسکر فرمایا کہ ایاز آخر پیالے کو زمین سے مار دینے کا ہمنے ہی تو حکم دیا تھا اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔ عرض کیا حضور غلام تو ہر وقت قصوروار ہی ہے اور آپکا حکم بہر صورت سراسر حکمت اور واجب الاتباع۔ محمود علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب تو نے ان بڑے بڑے اہل فضل وکمال کو دیکھ لیا تھا کہ یہ سب کھینچ مارنے کے حکم کو بیجا سمجھے ہیں اور کوئی پیالہ کو زمین سے کھینچکر نہیں مارتا تم نے کیا سمجھکر کھینچ مارا۔ عرض کیا میں حضور کو اپنا مربی ولی نعمت اپنا بادشاہ جانتا ہوں اور اپنے آپ کو غلام ہار گا۔ پھر کیا وہ غلام بھی غلام ہے جو اپنے مربی کے حکم کو بیجا اور حکمت سے خالی سمجھے اور اپنے ولی نعمت کے حکم کے مقابلہ میں کسی شے کو نظرِ وقعت سے دیکھے یا اپنی رائے کو دخل دے۔ اشعار

۱۔ اے پیش حکم شاہ نیرزد بیک جوے	نز دم گہر و جام زیاقوت بے بہا
۲۔ اینہا شکستہ حکم تو دیدہ بسوے سنگ	سنگے شکستہ ام نہ کہ فرمانِ تو شہا
۳۔ آں بندہ نیست ہاکہ زند رائے خویشتن	در پیش شہ سخن زند از کبر واز ریا
۴۔ آں بندہ بہ کہ عذر ز تقصیر آورد	ناکردہ جرم عفو طلب دارد و عطا
ہے وہ وقعت تمہارے حکم کی دلمیں میرے شاہا	کہ حکم شہ سے ایسے جام توڑوں سیکڑوں یکجا
اُنہوں نے قدر کی پتھر کی میں نے حکم داور کی	مگر مجرم ہوں گر مجرم کہے مجھکو میرا مولا
یہی ہے شان بندے کی کہ بن تقصیر بھی ہر دم	طلبگارِ معافی رہ کے رکھے چشمِ لطف و عطا
چہ خوش گفتہ است حافظ بشنوید آ بندگانِ خدا	بگوش دل و پرہیزید از کبر و غرور و ریا
گنہ اگرچہ نبُد ز اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست

محمود علیہ الرحمۃ نے جملہ ارباب فضل وکمال کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اب تو تمکو یقین ہو گیا کہ ایاز ہمکو صدق دل سے اپنا بادشاہ اور مربی اور ولی نعمت جانتا ہے باقی سب زبانی ہی زبانی بادشاہ جانتے ہیں نہ کہ صدق دل سے۔ جب بادشاہان مجازی کے حضور میں بغیر اخلاص اور بغیر تسلیم احکام شاہی کے بلا چون وچرا اور بن کئے اقرار جرم کے

اور معافی طلب کرنے بغیر ترقی مراتب اور مقبولیت بارگاہ سلطانی غیر متوقع پھر بارگاہ بادشاہ حقیقی احکم الحاکمین رب العالمین کے حضور میں بغیر امور مذکور کیسے مقبولیت اور ترقی مراتب قرب وحضور کی توقع ہوسکتی ہے حالانکہ غلام تو فقط زرخرید ہی ہوتا ہے ہم تو سرتاپا پیدا کئے ہوئے ہی ہوسکے ہیں لہذا فرمایا اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہکر تمکو چاہئے کہ ہمسے ہی ترقی مراتب ہدایت اور پیروی انبیاء وصالحین پانچوں وقت ہر رکعت میں فرائض اور واجبات اور سنتوں اور نفلوں سے ضرور طلب کرتے ہو اور مغضوب علیہم اور ضالین یعنی گمراہوں کی پیروی سے پناہ مانگتے رہا کرو اور کہا کرو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔ تفسیر آیہ مذکورہ میں اول اس امر کا جاننا ضرور ہے کہ ہدایت کے لغتہ وشرعا کتنے معنے ہیں اور صراط مستقیم کسکو کہتے ہیں اور ان لوگوں سے جنپر اللہ جلشانہ نے انعام کیا کون مراد ہیں اور انعام سے آیہ کریمہ میں کیا مراد اور مغضوب علیہم اور ضالین سے کن کیطرف اشارہ ہے ۔ صراح میں ہے ھدیٰ ھُدیٰ راہ راست ونمودن راہ ہدایت بار راست نمودن وپیدا وآشکارا کردن وآگاہیدن ۔ امام راغب علیہ الرحمۃ اپنی مفردات میں تحریر فرماتے ہیں کہ باعتبار اس معنی اول لغوی کے ہدایت مخلوقات کی بجانب اللہ ایسی عام ہے جو تمام مخلوقات کو شامل ہے چنانچہ آیہ کریمہ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی سے یہ امر ظاہر ہے جسکے یہ معنے ہوتے ہیں پروردگار ہمارا وہ ہے کہ دیا اس نے ہر شے کو پورا حصہ پیدائش کا جو اس شے کے لائق تھا پھر اسکو ہدایت کی یعنی عقل اور سمجھ اور پہچان تمام ضروری چیزوں کی عطا کی اور ہر شخص کو ہر چیز کی برائی بھلائی سے اسکی سمجھ کے موافق بالطبع آگاہ کردیا ۔ یہ ہدایت تو وہ ہدایت ہے کہ بلا کسب وسوال ہر شخص کو بجانب اللہ حاصل ہے اور بغیر اس ہدایت کے کوئی شخص ان ہدایتوں کو نہیں حاصل کرسکتا جنکا ذکر کیا جاتا ہے ۔ اور شرعی معنے ہدایت کے امام راغب علیہ الرحمۃ بعد بیان معنی اول مذکورہ کے

جو باعتبار لغت کے تھے۔ دوسرے معنے ہدایت کے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ اللہ جلشانہ کی رضا کیطرف رہنمائی ہے اور بری اور بھلی باتوں کی آگاہی جو پیغمبروں کو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے، اور عام مخلوقات کو بذریعہ پیغمبروں اور نزولِ قرآن وغیرہ کتب آسمانی کے۔ چنانچہ آیۃ کریمہ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا میں (اور کیا ہمنے انکو یعنی اسحاق اور یعقوب علیہما السلام کو امام کہ رہنمائی کرتے تھے وہ بموجب حکم ہمارے کے) یہی معنے مراد ہیں۔ تیسرے معنے ہدایت کے یہ ہیں کہ نیک عمل اور پیغمبروں کے طریقہ پر عمل کرنے کی منجانب اللہ توفیق عطا ہو چنانچہ آیۃ کریمہ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى اور آیۃ کریمہ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ اور آیۃ کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ اور آیۃ کریمہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى۔ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ میں یہی معنے مراد ہیں۔ اور چوتھے معنے ہدایت کے یہ ہیں کہ آخرت میں مومنوں کو جنت کیطرف رہنمائی کیجاوے چنانچہ آیۃ کریمہ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ اور آیۃ کریمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ میں یہی معنی مراد ہیں اور عام طور سے کتب معتبرہ میں دو معنے لکھے ہیں۔ ایک مطلقاً رہنمائی کے اور دوسرے معنے ایصال الی المطلوب یعنی مدعا اور مطلوب تک پہونچا دینا۔ اور صراط مستقیم اس متوسط راستہ کو کہتے ہیں جو افراط و تفریط سے محفوظ ہو۔ لہذا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے معنے عامہ مومنین فاسق اور فاجروں کے اعتبار سے یہ ہوئے اے ہمارے پروردگار اپنی رضامندی کی باتیں اور برے کاموں سے بچنے کا ہمکو وہ راستہ دکھادے جو افراط اور تفریط سے بچا ہوا ہو۔ اور متقی پرہیزگار مومنوں کے اعتبار سے یہ معنے ہوں گے کہ اے پروردگار اپنے اور اپنے پیغمبروں کے اس راستہ پر چلنے کی ہمکو توفیق عطا فرما جو راستہ افراط اور تفریط سے بچا ہوا ہے اور صالحین مومنین اور اولیاء ربانیین کے

اعتبار سے چوتھے معنے یہ ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمکو جنت تک پہونچنے کا وہ راستہ آسان اور سہل دکھلادے جو افراط تفریط سے بچا ہوا ہو اور انبیاء اللہ اور صدیقوں کے اعتبار سے یہ معنے ہوں گے کہ اے رب ہمارے دکھلادے تو ہمکو اپنی معرفت اور اپنے قرب اور حضوری کا وہ سیدھا اور سہل راستہ جسپر دن رات چل چل کر تیرے مدارج عرفان جو بے نہایت اور بے پایان ہیں انکو ہمیشہ ہم طے کرتے ہی رہیں اور دوسروں کو اُس راستے تک پہونچاتے اور چونکہ مدارج اور مقامات عرفان جناب باری عز اسمہ بے نہایت اور بے پایاں ہیں تمام پیغمبر خصوصا ہمارے آقا ہمارے رہبر سرور عالم محبوب داور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین تو ہمیشہ طی فرماتے ہی رہتے ہیں اور باینہمہ ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز میں یہ عرض کرتے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنے اے میرے رب اس دریار ناپیدا کنار عرفاں کی انتہا تک مجھکو پہونچادے مگر بے انتہا کی چونکہ انتہا محال لہذا اعرف العرفا سید المرسلین بار بار فرماتے ہیں مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ یعنی اس دریا کے طے کرنے کی نشانی یہی ہے کہ عارف بے اختیار کہدے کہ یہ دریار معرفت بے ابتداؤ بے انتہا ہے اسکی انتہا کو پہونچنے کا خیال بے انتہا کو انتہا بنانیکا خیال محال ہے جو مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو جو بالاتفاق بالبداہۃ امر محال ہے۔ شعر

سیر دریار حقیقت کے عجائب دیکھی ۔۔۔ جس جگہ پہونچے آغاز ہے انجام نہیں

اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تک جمع کے صیغہ کے ساتھ اقرار عبادت اور طلب مدد اور دعا کا طریقہ سکہانا اشارہ ہے اس امر کیطرف کہ جب نماز پڑہو جماعت کے ساتھ پڑہو اور دعا مانگو تو سب کو اس دعا میں شریک کر کے تمہیں کیا معلوم ہے کہ ہم کونسے مقبول بندے کی طفیل میں تمہاری دعا قبول کرلیں۔ اور امام کو چاہئے کہ وقت شروع کرنیکے ایاک نعبد سے آخر سورۃ تک یہی خیال رکھے کہ ہم سب امام اور مقتدی تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجہی سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہم سب کو سیدہا راستہ اپنی

حضوری یا اپنے قرب یا اپنے مدارج معرفت اور عرفان کا دکھاوے تاکہ اگر ساری جماعت
میں ایک بھی ولی ہو تو اسکے صدقہ میں ساری جماعت کی عبادت مقبول اور سب کی دعا قبول
ہو جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس امر پر مجبور کیا گیا کہ سب بوقت نماز
کعبہ شریف کیطرف اپنی طاقت اور اپنے یقین کے اندازہ پر منہ کر کے کھڑے ہوں اور
رکوع و سجود بجالاویں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔ اور جہاں سے نکلے تو او نمازی پس پھیر لے تو منہ
اپنا طرف مسجد حرام یعنی بیت اللہ کی پھر جہاں کہیں ہو تم پھیر لو تم منہ اپنے طرف اسی
مسجد کی۔ اسواسطے کہ ہر روشنی اپنے مطلع سے نکلکر اسوقت تک میدان کو روشن
نہیں کرتی جبتک اسکی شعاعیں کسی روکنے والی شے سے رک کر واپس اپنے مطلع کی
طرف نہ لوٹیں یہی وجہ ہے کہ اگر ہنڈی کو روشن کر کے میدان میں رکھدیں اسکے قریب
ہی روشنی بہت کم رہیگی اور اگر میدان کی گرد دیواریں ہوں تو بوجہ لوٹنے شعاعوں کے
واپس ہنڈی کیطرف تمام میدان روشن ہو جاویگا اور اگر اس میدان میں پتلی بتی کے چراغ
ہوں گے تو ہنڈی کی شعاع منعکسہ سے اُنکی روشنی ملکر ان چراغوں پر بھی ہنڈی کی روشنی
کی برابر ہی روشنی لوٹے گی۔ اسواسطے ساری دنیا کے مومنوں کو حکم ہوا کہ سب کعبہ شریف
کیطرف منہ کر کے نماز پڑھیں تاکہ نبی ولی غوث و قطب۔ ابدال و اوتاد۔ افراد و عامہ مومنین
کی عبادت کے انوار کعبۃ اللہ پر پڑکر جب ہر نمازی کیطرف لوٹیں تو سب کے انوار عبادت
انوار عبادت انبیاؤ اولیا سے ملکر برابر ہو جاویں اور ادنیٰ درجے کے عابد کو بھی انبیاء
اولیا کی عبادت کی برابر ثواب ملجاوے ورنہ تجلی ذات خدا کچھ کعبۃ اللہ ہی میں تو مقید
نہیں بلکہ قرآن مجید ہی میں اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ
یعنی اے بندو جدھر بھی تم پھر جاؤ ادھر ہی ذات اللہ کی موجود ہے۔ اور دوسری جگہ
ارشاد فرمایا لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ یعنی بھلائی اس میں نہیں ہے کہ پھیرلو
تم منہ اپنے مشرق کیطرف یا مغرب کیطرف لیکن بھلا وہ شخص ہے جو ایمان لاوے اللہ پر اور
قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور تمام نبیوں اور رسولوں پر۔ اس آیۂ کریمہ
میں اُن جاہلوں کا یہی جواب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ بموجب حدیث صحیح مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا
وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَھُوَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ کسی اہل قبلہ
کو کافر کہنا درست نہیں خواہ وہ پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کی توہین کرے یا کسی پیغمبر کو پیغمبر
نہ مانے خواہ وہ ذات مقدس اللہ تعالیٰ و تقدس سے صدور عیوب اور قبائح اور جہل و کذب
کو جائز سمجھے یا وہ نزول کسی کتاب کا اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں سے منکر ہو یا کسی طرح اُنکی
توہین کرے لہذا صاف طور سے فرمادیا کہ مشرق مغرب کیطرف منہ کرنے سے اسیطرح
کعبہ یا بیت المقدس کیطرف منہ کرنا نیک بننے کے لیے کافی نہیں جبتک امور مذکورہ پر
یقین کامل نہ رکھے اور ایماندار نہ ہو یا تصدیق امور مذکورہ کو عمر بھر اگر کعبہ شریف کیطرف نماز
پڑھا کرے مومن نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی نیک عمل کام آسکے اسواسطے کہ بغیر روشنی ایمان
کی بجلی کے وقت عبادت بموجب آیۂ مذکورہ دل سے کوئی نور نکلتا ہی نہیں اور
بے نور ایمان کوئی عبادت قابل اعتبار نہیں ہوتی لہذا عبادت اور مدد طلب کرنا عبادت
پر اور دعاء ہدایت چونکہ عنداللہ اُنہی لوگوں کے معتبر تھے جو نعمت ایمان اور عرفان کے
ساتھ مشرف اور ممتاز ہیں اور مراتب علم الیقین حق الیقین عین الیقین کے طے کرنیوالے
اصحاب ایمان اور عرفان اور مومنین کاملین اولیا انبیاء فرمادیا کہ بعد اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
کہا کرو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنے دکھلادے تو ہمکو اے اللہ سیدھا راستہ اپنے ملنے کا
اُن لوگوں کا راستہ جنکو تو نے نعمت ایمان نعمت عرفان نعمت قرب و حضوری نعمت ولایت
اور نعمت نبوت اور رسالت کے ساتھ مشرف فرمایا ہے پھر چونکہ خوف و رجا امید و بیم
لازمہ ایمان کا ہیں اور جسقدر زیادہ قرب اُسیقدر خوف زیادہ۔ شعر

اہل دربار کو لازم ہے سدا بیم و امید   جنکے رستے ہیں سوا اونکے سوا مشکل ہے

ارشاد فرمایا بعد صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فوراً کہا کرو غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ یعنی دکھا تو ہمکو سیدھا راستہ انکا جنپر تو نے انعام کیا ہے نہ انکا جنپر تو نے غصہ کیا ہے اور وہ غصہ کئے گئے ہیں نہ اُنکا جو راہ پاکر بہٹک گئے اور گمراہ ہو گئے۔ یعنی یہود و نصارٰی وغیرہ گمراہ اور مرتد اور بدعتیوں کا راستہ اور گمراہ فرقے اس امت کے یہ ہیں جنکی علامتیں اور تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح مروی ہے۔ ابواب تفسیر القرآن ترمذی شریف میں ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْيَهُوْدُ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى ضُلَّالٌ۔

حضرت عدی فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود وہ ہیں جنپر من جانب اللہ غصہ کیا گیا ہے اور نصارٰی وہ ہیں جو گمراہ ہو گئے۔

وَفِي الْمُنْتَخَبِ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي تَارِيْخِهٖ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْبِدَعَ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ تَسِيْرُ اِلَى النَّارِ

اور منتخب کنز العمال میں ہے تاریخ ابن عساکر سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے بچا ئیو تم اپنے آپ کو بدعتوں سے اسواسطے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور جو گمراہی ہے وہ دوزخ میں لیجاتی ہے۔

مَا اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ

ترمذی شریف میں حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی نئی بات گمراہی کی نکالے کہ جس سے اللہ اور رسول راضی نہیں وہ ان سب کے برابر معذب ہوگا جتنے بھی لوگ اس پر

النَّاسِ سَيِّئًا۔

عمل کرینگے بغیر اسکے کہ انکے عمل میں کچھ کمی کی جاوے۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

اور بخاری شریف میں ہے جس شخص نے نئی بات پیدا کی بیچ امر ہمارے اسلام کے جو اسلام سے نہ تھی (یعنے امر مباح یا مستحب کو سنت موکدہ یا واجب سمجھ لیا حالانکہ اسکے مستحب یا سنت ہونے کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی تھی) پس وہ امر قابل رد ہے (اور اسی کو بدعۃ کہتے ہیں)

وَاَیْضًا فِی الْمُنْتَخَبِ اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشَکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ الحدیث

اور منتخب ہی میں ہے مسند امام احمد اور سنن ابو داؤد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو بیشک میں دیا گیا ہوں قرآن اور مثل اسی قرآن کی اسکے ساتھ خبردار ہو قریب ہے ایک آدمی پیٹ بھرا اپنی چارپائی پر پڑا ہوا کہیگا کہ لازم پکڑو تم اس قرآن کو جو اس میں حلال ہے اسکو حلال سمجھو اور جو حرام ہے اسکو حرام خبردار رہو پلاؤ گدھا تمپر حرام کیا گیا۔ آخر حدیث تک (حالانکہ گدھے کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں)۔

وَاَخْرَجَ بْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَفَرَّقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَالنَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ

اور ابن ابی عاصم سے تخریج فرماتے ہیں کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ یہودی اکہتر فرقہ ہوگئے تھے اور نصاریٰ بہتر اور تمہارے

فِرْقَةً وَاَنتُمْ عَلٰى ثَلٰثَةٍ وَّسَبْعِيْنَ وَاِنَّ مِنْ اَضَلِّهَا وَاَخْبَثِهَا مَنْ يَّتَشَيَّعُ اَوِ الشِّيْعَةُ۔

تہتر فرقے ہو جاوینگے اور ان سب سے زیادہ گمراہ اور خبیث وہ فرقہ ہوگا جو اپنے آپ کو شیعہ کہیگا یا یہی فرمایا تھا کہ وہ شیعہ نامی فرقہ ہے۔

وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ وَ شِيْعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ وَسَيَأْتِيْ قَوْمٌ لَّهُمْ نَبِيْزٌ يُقَالُ لَهُمُ الرَّافِضَةُ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ اَخْرَجَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ

اور حلیہ ابو نعیم سے تخریج فرماتے ہیں کہ کہ جندب بجلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اور تمہاری جماعت والے جنتی ہیں اور قریب ہے کہ آئیگی ایک قوم خاص لقب والی انکو رافضی کہا جاتا ہے جب تم ان سے ملو تو تم انکو قتل کر دینا اسواسطے کہ وہ مشرک ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ يَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ وَيَلْفِظُوْنَهُ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ اَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اور عبد بن حمید اور طبرانی سے تخریج فرماتے ہیں حضرت علی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان دونوں نے بیچ آخیر زمانہ کے ایک قوم ہوگی جن کو رافضی کہا جاویگا وہ قواعد اسلامی کو توڑینگے اور احکام اسلام کو پھینکدینگے۔ انکو تم قتل کرنا اسواسطے کہ وہ زمرۂ مشرکین سے ہوں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لوگ ہیں میری امت سے جنکو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے

اَلْمُرْجِیَّةُ وَالْقَدَرِیَّةُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

مرجیہ اور قدریہ۔

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ غنیہ میں مرجیہ کے بارہ فرقے تحریر فرماتے ہیں۔ جہمیہ صالحیہ۔ شمریہ۔ یونسیہ۔ یونانیہ۔ نجاریہ۔ غیلانیہ۔ سبیبیہ حنفیہ وغیرہ جو عقائد امام میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مخالف ہیں اور اعمال میں مثل نیچریہ اور مرزائیوں کے اپنے آپ کو حنفی باعتبار اعمال کے کہتے ہیں چنانچہ مخالف عقیدہ امام اعظم رحمہ اللہ سب مرجیہ کہتے ہیں کہ کلمہ گو کچھ بھی کرے ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا) جیسے اب مرزائیہ دیوبندیہ نجدیہ اپنے آپکو حنفی یا حنبلی مگر سست [illegible]

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَدَرِیَّةُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منکر تقدیر قدریہ اس امت کے گبر ہیں اگر وہ بیمار ہوں انکی عیادت نکرو اور اگر مرجاویں اُنکے جنازہ پر حاضر نہ ہو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ نَاسٌ یُکَذِّبُوْنَ بِالدَّجَّالِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا وَیُکَذِّبُوْنَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالشَّفَاعَةِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالْحَوْضِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِقَوْمٍ یَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا امْتُحِشُوْا اَخْرَجَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِی الْجَامِعِ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ کَالنَّیْچَرِیَّةِ وَالْمِرْزَائِیَّةِ وَالْچَکْڑَالْوِیَّةِ)

اور جامع عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ سے ناقل ہیں کہ فرمایا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قریب ہے ہونگے ایسے لوگ جو جھٹلاوینگے دجال کے نکلنے کو اور مغرب کی جانب سے آفتاب کے طلوع ہونے کو اور عذاب قبر کے منکر ہوں گے اور حوض کوثر اور شفاعت کا انکار کرینگے اور منکر ہوں گے اس امر کے کہ دوزخ میں جل بھنکر دوزخ سے گنہگار نکالے جاوینگے چنانچہ نیچری مرزائی چکڑالوی حسب پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانہ میں ان امور کے منکر [illegible]

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنِّی لَاَعْرِفُ اَھْلَ دِیْنَیْنِ ھُمَا فِی النَّارِ قَوْمٌ یَقُوْلُوْنَ الْاِیْمَانُ کَلَامٌ وَقَوْمٌ یَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ وَاِنَّمَا ھُمَا صَلٰوتَانِ اَخْرَجَہٗ ابْنُ جَرِیْرٍ کَبَعْضِ الْعَسْکَرِ الْوَیَۃِ

اور ابن جریر رحمہ اللہ سے تخریج فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں اُن دو دین والوں کو پہچانتا ہوں وہ دونوں جہنمی ہیں ایک قوم اُن میں سے کہیگی کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اور ایک قوم کہیگی کہ پانچ وقت کی نماز کی کوئی اصل نہیں نماز فقط دو وقت کی ہے جسطرح ہمارے زمانہ میں بعض چکڑالوی کہتے ہیں۔

وَعَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَیْسُوْا مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَعْدِیُّ وَالْمَنَّانِیُّ وَالْقَدَرِیُّ

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَفْحَۃِ ۱۰۲۴ مِنْ بَابِ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِیْنَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیٰتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَھَّابِ فِیْ کِتَابِ التَّوْحِیْدِ وَاِسْمٰعِیْلَ الدِّھْلَوِیِّ فِیْ تَقْوِیَۃِ الْاِیْمَانِ وَاَتْبَاعِھِمُ الدِّیُوبَنْدِیَّۃِ

اور امام زہری فرماتے ہیں کہ تین فرقے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے خارج ہیں اول جعدی دوم منانی سوم قدری بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوقات جانتے تھے اور فرمایا جو آیتیں کافروں کی شان میں نازل ہوئی ہیں یہ لوگ انکا مصداق مومنوں کو قرار دیگئے مثل محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید میں اور اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان میں اور مثل انکے تمام مریدین اور معتقدین اور مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور انکے جملہ اتباع کی۔ وَمَنْ شَاءَ التَّفْصِیْلَ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی رِسَالَتِنَا الْاِسْتِعَانَۃِ وَرِسَالَتِنَا عَلَامَاتُ الْوَھَّابِیَّۃِ۔

وَ اَیْضًا فِیْهِ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهُمَا اَتَیَا اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ فَسَاَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِیَّةِ اَسَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اَدْرِیْ مَا الْحَرُوْرِیَّةُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَمْ یَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْحَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَیَنْظُرُ الرَّامِیْ اِلٰی نَصْلِهٖ وَاِلٰی رِصَافِهٖ فَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَیْءٌ۔

اور بخاری شریف میں ہے حضرت ابوسلمہ اور عطاء بن یسار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمنے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حروریہ یعنی خارجیوں کے متعلق پوچھا تو آپنے فرمایا میں حروریہ کو نہیں جانتا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا سنا ہے آپ فرماتے تھے اس امت میں ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کو دیکھکر حقیر سمجھوگے قرآن بہت پڑھینگے مگر انکے حلقوں سے تجاوز نہ کریگا یعنی نہ دل میں اثر نہ خدا کے ہاں مقبول۔ دین سے ایسے نکلجاوینگے جیسے تیر شکار سے پار نکلجاتا ہے پھر تیر انداز اُس تیر کو اسکی بھال اسکے پر کو دیکھتا ہے تو بجز چٹکی کی جگہ کے کہیں خون کا دھبہ یا شبہ بھی نہیں پاتا۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا ثَلٰثًا حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

اور ص ۱۸ کتاب الفتن جلد ہشتم مسلم شریف مطبوعہ مصر میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں سنا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مشرق کیطرف اشارہ کرکے فرماتے تھے خبردار رہو بیشک فتنہ اسی جگہ ہے (تین بار) جہاں سے سینگ شیطان کا نکلیگا

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَھُوَ
بِالْیَمَنِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِذُھَیْبَۃٍ فِیْ تُرْبَتِھَا فَقَسَمَھَا بَیْنَ الْاَقْرَعِ
بْنِ الْحَابِسِ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ مُجَاشِعٍ
وَبَیْنَ عُیَیْنَۃَ ابْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ وَبَیْنَ
عَلْقَمَۃَ الْعُلَاثَۃِ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ
کِلَابٍ وَبَیْنَ زَیْدِ الْخَیْرِ الطَّائِیِّ ثُمَّ
اَحَدِ بَنِیْ نَبْھَانَ قَالَ فَغَضِبَ قُرَیْشٌ
وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا یُعْطِیْ صَنَادِیْدَ نَجْدٍ
وَیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُھُمْ قَالَ فَاَقْبَلَ
رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِیُ الْجَبِیْنِ
کَثُّ اللِّحْیَۃِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقٌ
قَالَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اِتَّقِ
اللّٰہَ قَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُہٗ
اَیَاْمَنُنِیْ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِیْ
قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اُرَاہُ
خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ وَقَالَ اَضْرِبُ عُنُقَہٗ
قَالَ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا قَوْمٌ یَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ
الْاِسْلَامِ کَمُرُوْقِ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَقْتُلُوْنَ
اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدَعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ

کہ فرماتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
جب یمن میں تھے کچھ کانی سونا خاک
آلودہ حضور میں بھیجا تھا حضور نے اسکو
درمیان اقرع بن حابس اور بنی مجاشع
کے ایک آدمی اور عیینہ اور علقمہ اور بنی
کلاب کے ایک آدمی اور زید خیر اور بنی
نبہاں کے ایک آدمی پر تقسیم فرمادیا اس امر
پر قریش اور انصار نے غصہ کیا اور عرض
کیا کہ آپ سرداران نجد کو دیتے ہیں اور ہمکو
کچھ نہیں دیتے آپ نے فرمایا بغرض تالیف
قلوب نجد والوں کو دیتا ہوں اتنے میں
ایک نجدی آیا جسکی آنکھیں بیٹھی ہوئی
تھیں پیشانی اٹھی ہوئی بھاری ڈاڑھی
اٹھی کنپٹی والا سر منڈا اور اس نے عرض کیا
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا سے ڈرو
آپ نے فرمایا کہ میں ہی نافرمانی کرونگا
تو پھر خدا کی اطاعت کون کریگا خدا
مجھکو زمین والوں پر امانتدار جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے ایک شخص کھڑے ہوئے
میرا گمان ہے حضرت خالد تھے اور اُسکے
قتل کی اجازت طلب کی آپنے فرمایا اسکی

لَئِنْ اَنَا اَدْرَکْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ وَيُوْجَدُ هٰذِهِ الْعَلَامَاتُ كُلُّهَا بَيْنَ غَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

نسل سے ایسی قوم ہونیوالی ہے کہ قرآن بہت پڑھینگے مگر انکے گلوں سے تجاوز

نہ کریگا اسلام سے ایسے نکلجاوینگے جیسے تیر شکار سے بت پرستوں کو چھوڑینگے اور مسلمانوں کو قتل کرینگے میں انکو پاؤں تو مثل عاد کی انکو قتل کردوں ۔ اور یہ ساری علامتیں نجدیوں اور غیر مقلدوں اور دیوبندیوں میں جو نجدی کے مداح ہیں پائی جاتی ہیں اور رسالہ علامات الوہابیہ میں ہمنے اسپر بحث بسط سے کی ہے ۔ وفی ص۲۹ من نہج البلاغۃ

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالًا اَلنَّمَطُ الْاَوْسَطُ فَالْزَمُوْهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا اَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ اَلَا مَنْ دَعَا اِلٰى هٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوْهُ

اور ص۲۹ نہج البلاغۃ میں ہے جو شیعوں کی بہت معتبر کتاب ہے ۔ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے قریب ہے کہ ہلاک ہوں گے میری محبت میں دو گروہ ایک وہ جو حد سے زیادہ محبت کا دعوے کریگا اور وہ محبت اسکو ناحق کیطرف لیجاوے گی ۔ اور ایک وہ جو حد سے زیادہ بغض رکھتا ہے اور وہ بغض اسکو ناحق کیطرف لیجاویگا اور بہتر لوگوں میں وہ شخص ہے جو مجھ سے متوسط محبت رکھتا ہے پس لازم پکڑو

تم اس متوسط طریقہ کو اور لازم پکڑو بڑی جماعت کو اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہے اور بچو تم فرقہ بندی سے اسواسطے کہ نکلنے والا بڑی جماعت سے واسطے شیطان کے ہے جیسا کہ بکری نکلنے والی گلہ سے ۔ خبردار جو بلاوے اسبات کی طرف پس تم اس کو قتل کردینا ۔

اور غنیۃ الطالبین میں بیان ہیں فرق ضالہ کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

تحریر فرماتے ہیں۔

عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَتَسْلُكُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ حَذْوَ النَّعْلِ
بِالنَّعْلِ وَلَتَأْخُذُنَّ مِثْلَ اَخْذِهِمْ
اِنْ شِبْرًا فَشِبْرًا وَاِنْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا
وَاِنْ بَاعًا فَبَاعًا حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ
لَدَخَلْتُمْ فِيْهِ اَلَا اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ افْتَرَقَتْ
عَلٰى مُوْسٰى بِاِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ
فِرْقَةً كُلُّهَا ضَالَّةٌ اِلَّا فِرْقَةً وَاحِدَةً
اَلْاِسْلَامُ وَجَمَاعَتُهُمْ ثُمَّ اِنَّهَا افْتَرَقَتْ
عَلٰى عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ بِاِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
فِرْقَةً كُلُّهَا ضَالَّةٌ اِلَّا وَاحِدَةً اَلْاِسْلَامُ
وَجَمَاعَتُهُمْ ثُمَّ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ عَلٰى
ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا
ضَالَّةٌ اِلَّا فِرْقَةً وَاحِدَةً اَلْاِسْلَامُ
وَجَمَاعَتُهُمْ

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ چلو گے تم اُن لوگوں کے طریقہ پر جو تم سے پہلے گزرے مثل برابر ہونے جوتی کے ساتھ جوتی کے اور البتہ اختیار کرو گے تم مثل انکے اختیار کرنے کی۔ اگر وہ ایک بالشت چلے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے اگر وہ ایک گز تو تم بھی ایک گز اور اگر وہ ایک باع چلے تو تم بھی ایک باع چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ داخل ہو گئے گوہ کے سوراخ میں تو داخل ہو گے تم اس میں۔ خبردار ہو تحقیق بنی اسرائیل نے طریقے موسیٰ علیہ السلام سے اکہتر فرقوں پر جدائی حاصل کی کل وہ گمراہ ہوئے مگر ایک فرقہ جو جماعت یعنی بڑی جماعت اسلام کا پیرو رہا۔ پھر تحقیق انہوں نے طریقے عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر فرقوں پر جدائی حاصل کی سب کے سب گمراہ ہوئے مگر ایک فرقہ بڑی جماعت اسلام کا پیرو۔ پھر تحقیق تم جدا جدا ہو جاؤ گے اوپر تہتر فرقوں کے سب گمراہ ہوں گے مگر ایک فرقہ بڑی جماعت اسلام کا پیرو (اسواسطے کہ دوسری

صحیح حدیثوں میں سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی پیروی کا حکم بالتصریح آیا ہے)۔

جب احادیث مذکورہ سے اُن فرقوں کی تصریح جو مصداق لفظ و معنی ضالین ہین ثابت ہو چکی۔ اب دیکھنا اس امر کا ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں فرقہ دیوبندیہ جو تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور انکی جملہ تصنیفات کے مداح ہیں اور انکو اور انکی تصنیفات کے برا کہنے والوں کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں۔ جیسے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور انکے تمام معتقدین یہ سب گمراہ اور بدعتی ہیں اور بموجب قول عبد اللہ بن عمرؓ شرار خلق اللہ یا انکے مخالفین۔ اسواسطے کہ گنگوہی صاحب اپنے فتاوٰی رشیدیہ کے صٓ جلد اول میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُنکے عقائد عمدہ تھے۔ اور صٓ اُسی فتاوٰی میں لکھتے ہیں بندے کے نزدیک سب مسائل تقویۃ الایمان کے صحیح ہیں جو اس کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ مبتدع ہے اور فاسق۔ دوسری جگہ صٓ میں لکھتے ہیں کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت اور اصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اُس میں ہے اسکا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا اور مولانا محمد اسحاق دہلوی ولی کامل محدث فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالیٰ کے سے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بدعتی جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔

اور تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع محمدی واقع کانپور کے صٓ میں مولوی اسمٰعیل لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآری کے لئے انکی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو انکی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام

عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش الخ پھر ان امور کے شرک ہونے پر آیۃ کریمہ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور آیۃ کریمہ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ اور آیۃ کریمہ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ وغیرہا کو پیش کرتے ہیں اور ان افعال مذکورہ کے مرتکبوں پر ان آیات کو چسپاں کرکے پھر آگے بڑھکر لکھتے ہیں۔ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحبؔ نے کسیکو عالم میں تصرف کرنیکی قدرت نہیں دی اور کوئی کسیکی حمایت نہیں کرسکتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اپنے بتوں کو اُسی کا مخلوق اور اُسی کا بندہ سمجھتے تھے اور انکو اُسکے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا اُنکا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ اور بعینہٖ یہی مضمون نجدی کی کتاب التوحید اور ابن سعود نا مسعود کی کتابوں میں درج ہے۔ تحفۃ الوہابیہ مشتہرہ ابن سعود نامسعود میں ہے جو کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور کسی ولی کو پکارے اور اُنسے قضاء حاجت اور دفع بلا طلب کرے وہ کافر اور مشرک ہے اُسکا خون اور مال حلال ہے اگرچہ وہ نماز پڑھے روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان جانے۔ اور ص ۹۳ میں ہے جو شخص سوی اللہ کے کسی میت کو پکارے یا غائب کو اور اُس سے امداد طلب کرے وہ مشرک ہے کافر ہے اگرچہ اُس پکارنے سے اُسکی غرض تقرب الی اللہ اور طلب شفاعت ہو اور ص ۹ تقویۃ الایمان میں ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کیئے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اُسکے نام پر مال خرچ کرنا اور اُسکے نام کا روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کیطرف دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور ایسی صورت بناکر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اُسکے گھر کی زیارت کو جارہے ہیں۔

ان تمام مذکورہ عبارات کے سات ہر امر کو امور مذکورہ سے شرک ٹھہرا کر مسلمانوں کو
مشرک قرار دینا بلکہ فقہاء کرام اور صوفیاء عظام کا مشرک بنانا انہی خدا نا ترسوں کا کام
ہے۔ سو اس صورت میں اگر عند الضرورت کوئی فرشتوں سے یا اولیاء اللہ سے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اگر مدد طلب کرے انکے نزدیک مثل ابو
جہل کے مشرک ہو جاتا ہے۔ علی ہذا ایصال ثواب کے ساتھ اولیاء اللہ کی نذر ماننے والا۔
اپنی اولاد کا عبد النبی عبد الولی غلام نبی نام رکھنے والا کسی ولی کو متصرف فی العالم اللہ
کی عطا کی ہوئی قوت کے ساتھ سمجھنے والا دست بستہ مواجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درود پڑھنے والا یا کسی مزار کے سامنے کھڑے ہو کر ثواب پہونچانیوالا بغرض ایصال ثواب
کسیکے نام کا روزہ رکھنے والا کسی بھی ولی کے گھر کیطرف سفر کر کے جانیوالا حالانکہ حصن حصین
میں ہے بحوالہ مسند بزار عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِذَا انْفَلَتَتْ
دَابَّةٌ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
جب کسیکا چارپایہ اچانک بھاگ جاوے تو چاہئے کہ پکارے مدد کرو میری اے
بندہ اللہ کے۔ اور حرز الثمین شرح حصن حصین میں ہے رَوَى ابْنُ السُّنِّيِّ عَنِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ
يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَجِيْبُوْا لِاَنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فِي الْاَرْضِ تَحْبِسُهُ یعنی ابن سنی حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے جب اچانک چھک کر
بھاگ جاوے تمہارا کسیکا جانور اجاڑ زمین میں تو اسکو چاہئے کہ پکارے
اے بندگان خدا میری پکار کا جواب دو یعنی میری پکار سنو اسواسطے کہ زمین میں
اللہ کے بندے ہیں جو اس جانور کو روک لینگے۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ مؤلف حصن حصین
فرماتے ہیں کہ میرے بعض استادوں نے جو علوم دینی میں بہت بڑے کامل تھے
فرمایا کہ ہمارا جانور غالباً خچر بھاگ گیا تھا ہمکو یہ حدیث معلوم تھی اللہ نے اسپر

عمل کرنے سے خچر کو اسیوقت رُکوا دیا۔ علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں خود ایک دفعہ ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اُنکا جانور بھاگ گیا اور اُسکے پکڑنے سے سب عاجز آگئے میں نے اس حدیث پر عمل کیا فوراً بغیر کسی سبب کے ٹھہر گیا کتاب الاذکار میں علامہ نووی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے۔ پھر بروایت طبرانی حصن حصین میں ہے وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یعنی حدیث معتبر میں ہے کہ اگر کوئی کسی کام میں بندگانِ خدا اولیاء اللہ یا فرشتوں سے مدد چاہے تو اسطرح تین بار کہے اے بندگانِ خدا میری مدد کرو۔ بعد نقل حدیث مذکور علامہ طبرانی تحریر فرماتے ہیں یہ عمل مجرب ہے۔ پھر علامہ جزری اپنی شرح حصن حصین مسمّی بہ درّ الثمین میں طبرانی ہی سے نقل فرماتے ہیں عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنْ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَاھُمْ زید بن علی رضی اللہ عنہما عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی کسی شئے کو گم کر بیٹھے اور مدد طلب کرنیکا ارادہ کرے اور وہ ایسی زمین میں ہو کہ جہاں کوئی انیس و غمخوار نہ ہو اُسکو چاہیے کہ پکارے اے بندگانِ خدا میری مدد کرو اے بندگانِ خدا میری مدد کرو۔ اسواسطے کہ بہت بندے خدا کے ایسے ہیں کہ ہم اُنکو نہیں دیکھتے۔ پھر بہ نسبت حدیث طبرانی بحوالہ علامہ میرک تحریر فرماتے ہیں کہ بعض ثقہ اور معتبر علماء سے منقول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور مسافروں کے کام کی ہے اور مشائخ کرام سے اسکا مجرب ہونا منقول ہے۔ اور جب حصن حصین اور اسکی شرح حرز ثمین کے مؤلف علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ دیباچہ حصن حصین میں فرما چکے ہیں کہ مجھکو امید ہے کہ جسقدر حدیثیں میں نے اس کتاب میں نقل کی ہیں سب صحیح ہیں تو بمقابلہ ایسے امام محقق اور محدث نادر مقبول

متقدمین اور متاخرین کے صاحب ظفر جلیل کا کسی خاص سند کے اعتبار سے اس
حدیث میں کلام کرنا قابل اعتبار نہیں ہو سکتا حالانکہ اس کلام میں خود کلام ہے چنانچہ
علامہ محقق مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہ انہار الانوار
میں تحریر فرماتے ہیں کہ نواب قطب الدین صاحب صاحب ظفر جلیل نے اس حدیث کے
راویوں میں سے حضرت عتبۃ بن غزوان کو جو صحابی جلیل القدر غازیان بدر سے ہیں
بحوالہ تقریب مجہول الحال قرار دیکر اس حدیث کی تضعیف کی ہے حالانکہ عتبۃ
ابن غزوان جنکو تقریب میں مجہول الحال لکھا ہے وہ تیسرے طبقہ کے راوی ہیں اور یہ امر کہ
اس حدیث میں حضرت عتبۃ ابن غزوان وہ نہیں ہیں جو مجہول الحال ہیں بلکہ صحابی بدری
مہاجر جلیل القدر ہیں۔ حرز ثمین کی اس عبارت سے ظاہر ہے جو بعد حدیث مذکور
تحریر فرماتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے زید بن علی سے اُنھوں نے عتبۃ ابن
غزوان رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ظاہر ہے کہ جن بندگان
خدا سے جنسے باوجود آنکھوں سے غائب ہونے کے مدد طلب کرنیکا احادیث مذکورہ
میں ارشاد ہے وہ اولیاء اللہ ہیں یا جن یا ابدال یا فرشتے یا یہ چاروں ہی اور باعتبار
غائب ہونیکے نظروں سے چونکہ چاروں ہی مساوی ہیں لہذا چاروں ہی مراد لینا انسب
معلوم ہوتا ہے اور فرشتے یا ابدال کو تو صاحب ظفر جلیل نواب قطب الدین مرحوم نے
ہی مراد لینا جائز رکھا ہے۔ اور تفسیر عزیزی میں ہمارے اور اُن سب کے بزرگ اور استاذ الاساتذہ
مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ بعد تکمیل تفسیر اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاصہ تمام بحث کا
اسطرح تحریر فرماتے ہیں۔

سمجھنا چاہئے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اس طریقہ پر کہ مدد کرنے میں اس غیر پر
اعتماد کلی ہو اور یہ نہ سمجھے کہ اس غیر کے پردہ میں اللہ جلشانہ کی مدد کا ظہور ہے تو اس
طریق سے مدد طلب کرنا حرام ہے اور اگر یوں سمجھکر مدد طلب کرے کہ مددگار حقیقی فی الواقع

اللہ ہے اور یہ ولی یا نبی اللہ کی مدد کا مظہر ہیں یعنی ان کے پردہ میں فی الحقیقت اللہ مدد کرنیوالا ہے اور یہ اللہ کی مدد کے سبب ہیں تو اسطرح مدد طلب کرنا خالی عرفان سے نہیں اسواسطے کہ اسطرح مدد طلب کرنا فی الواقع اللہ ہی سے مدد طلب کرنا ہے۔ اور اس قسم کی مدد طلب کرنا اولیاء اور انبیاء سے بھی منقول ہے۔ چنانچہ قرآنمجید میں ہے فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط یعنی جب عیسےٰ علیہ السلام نے یہودیوں سے کفر کا احساس کیا فرمایا کون ہیں مددگار میرے طرف اللہ کی وقال تعالیٰ اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اور اگر مسلمان غیر مہاجر اے مہاجرو اور انصارو تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو تمپر انکی مدد لازم ہے اور اس قسم کی بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ جسکو بالتفصیل دیکھنا ہو ہمارے رسالہ الاستعانۃ کو دیکھے جسکا دوسرا نام رسالہ یک روزہ بھی ہے۔ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مطبوعہ مطبع ہوپ پبلشنگ لاہور مع شرح شیخ کے صہ۲۲ میں اہل اللہ کو مخاطب فرما کر فرماتے ہیں کہ جب تو اپنی خواہشوں کو رضائے مولیٰ تعالیٰ میں ہلاک کردیگا تجھکو یہ مرتبہ عطا ہوگا کہ تیری برکت سے لوگوں کی تکلیفیں دور کیجاوینگی اور بہ سبب تیرے مینہہ برسایا جاویگا اور کھیت اگائی جاوینگی اور تیرے ساتھ بلائیں اور فتنے خاص و عام سے دفع کئے جاوینگے یہانتک کہ تو مثل شحنہ کی اللہ کے شہروں اور بندوں میں متصرف ہوگا تیری طرف لوگ سفر کرکے دور دور سے آوینگے تاکہ تجھسے فیض حاصل کریں اور اپنی مرادوں کو پہونچیں۔ بناءً علیہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے بالاتفاق یہ معنے ہوئے کہ ہم ہر دینی و دنیوی کام میں بالاستقلال تجھی کو مستقل بالذات سمجھکر تجھی سے مدد طلب کرینگے اور شغل عیسےٰ علیہ السلام کی اگر مجازاً کسی سے مدد طلب بھی کرینگے تو اُس غیر کو تیری ہی مدد کا مظہر سمجھکر اس سے مدد طلب کرینگے اور تیرا مقرب بندہ جانکر مگر حاضر و غائب زندہ و مردہ سے مدد طلب کرنے والے مولوی اسمٰعیل اور نجدی اور انکے اتباع مولوی رشید احمد صاحب

اور مولوی اشرف علی وغیرہ اور اُنکے تمام معتقدین اور مریدین کے نزدیک حضرت غوث الاعظم اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اور علامہ جزری علیہ الرحمۃ اور انکے تمام اساتذہ فقہاء و محدثین اور اس حدیث کے تمام راوی یہاں تک کہ حضرت عتبۃ ابن غزوان جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ منہا) اور نیز نواب قطب الدین صاحب وغیرہ علماء اس حدیث پر عمل کرنیوالے کیا بموجب عبارات مذکورہ تقویۃ الایمان اور تحفۂ وہابیہ وغیرہ مثل ابوجہل کے مشرک نہیں ہوئے اور ان کتابوں پر عمل کرنیوالے بموجب عبارات مذکورہ کتب مذکورہ وہابیہ ان اکابر علماء و صلحاء اور صحابۂ کرام کو مشرک قرار دے کر خود مشرک اور کافر نہ ہوئے اور کیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ۔ رواہ البخاری۔ بخاری شریف میں ہے جس نے کہا اپنے بھائی مسلمان کو "او کافر" تو انہیں سے ایک کافر ضرور ہوگا۔ اگر فی الواقع وہ کافر ہے جب تو وہ ورنہ کہنے والے پر وہ کفر لوٹ پڑیگا۔ اور کیا بموجب قول حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ لوگ مصداق شرار خلق اللہ نہ ہوئے۔ الصاف! الصاف!! برائے خدا الصاف!!!۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو ثواب عبادت مالی اور بدنی پہونچانیوالے بطریق نذر و نیاز کیا انکے نزدیک فقط بطریق ادب ایصال ثواب کو نذر کہدینے سے مثل ابوجہل کے مشرک نہ ٹھہرے حالانکہ ایصال ثواب مالی اور بدنی زندوں کا مُردوں کو اور اولیاء اللہ کو باجماع امت جملہ اہلسنت کے نزدیک جائز ہی نہیں بلکہ موجب ثواب مستحب اور مستحسن ہے اور جب اولیاء اللہ کو ایصال ثواب کیا جائے تو ادباً اُسکو نذر کہنا سلف و خلف اہلسنت میں شائع اور ذائع۔ دعویٰ اول کے یہ دلائل ہیں مطلب نفع دعاء الاحیاء للاموات حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں سیدنا علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:-

(فِی دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ)

وَالْاَقَارِبِ وَالْاَجَانِبِ وَصَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ) يَصِلُ اِلَيْهِمْ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ الشَّيْخُ الْوَالِدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهُ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلٰوةً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةَ قُرْاٰنٍ اَوْ ذِكْرًا اَوْ طَوَافًا اَوْ حَجًّا اَوْ عُمْرَةً اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ عِنْدَ اَصْحَابِنَا كَذَا فِی الْبَحْرِ قَالَ فِی خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی وَغَيْرِهَا وَلَوْ صَامَ اَوْ صَلّٰی اَوْ اَعْتَقَ اَوْ قَرَّبَ شَيْئًا مِنَ الْقُرُبَاتِ لِيَصِلَ ثَوَابُهُ اِلَی الْمَيِّتِ يَجُوْزُ وَيَصِلُ اِلَيْهِ وَفِی اَذْكَارِ النَّوَوِیِّ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ الدُّعَاءَ لِلْاَمْوَاتِ يَنْفَعُهُمْ وَيَصِلُهُمْ ثَوَابُهُ وَاحْتَجُّوْا بِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ بِمَعْنَاهَا۔ وَالْاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ كَقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ وَقَوْلِهِ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا هٰكَذَا فِی الشَّامِی

(بیچ دعا زندوں کے واسطے مردوں کے)

خواہ وہ اپنے ہوں یا اجنبی اور زندوں کی صدقوں ہیں مردوں کی طرف سے مردوں کو نفع ہے زندوں کی دعا اور اُنکے صدقوں کا ثواب بفضلہ تعالیٰ مردوں کو پہونچتا ہے فرمایا والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیشک ہر انسان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے عمل کا ثواب جسکو چاہے بخشدینے خواہ وہ عمل فرض ہو یا نفل نماز ہو خواہ روزہ یا صدقہ یا تلاوت قرآن مجید کوئی ذکر خیر یا طواف یا حج یا عمرہ یا انکے سوا اور کچھ یہی مذہب ہے ہمارے اصحاب۔ اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے شاگردوں کا اسیطرح بحرالرائق میں ہے اور خزانۃ الفتاوے وغیرہ کتب فقہ میں ہے اگر کسی نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا غلام آزاد کیا یا اور کوئی عبادت کی عبادتوں سے اس نیت سے کہ اسکا ثواب کسی میت کو پہونچے تو جائز ہے اور اسی کا ثواب میت کو پہونچتا ہے۔ اور اذکار نووی شافعی میں ہے تمام علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ دعا میت کو فائدہ دیتی ہے

اور اسکا ثواب اموات کو پہونچتا ہے اور انکی دلیل یہ آیت ہے۔ اور جو لوگ انکے پیچھے آئے وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو بخشدے جو ہمسے پہلے ایمان لانے میں سبقت کر چکے ہیں۔ علاوہ بریں دوسری آیتیں اور مشہور حدیثیں ہیں جیسے حضور دعا فرماتے ہیں۔ یا اللہ اہل بقیع کو بخشدے اسی طرح رد المحتار شرح در مختار مشہور بشامی میں ہے۔ اور اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا۔

وَفِی الْمِشْکٰوۃِ عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْہُ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا اَیْ اُمِّی الَّتِیْ مَاتَتْ صَوْمُ شَھْرٍ فَاَصُوْمُ عَنْھَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ فَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اور مشکوۃ شریف میں ہے بروایت مسلم شریف بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اور اسکے ذمہ ایک مہینے کے روزے تھے۔ میں اسکی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں یعنی ایک ماہ کے روزے رکھکر اسکا ثواب اسکو پہونچاسکتی ہوں فرمایا ہاں۔ پھر اس نے عرض کیا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا میں اسکی طرف سے حج کرلوں۔ فرمایا ہاں حج کرلے۔

وَاَیْضًا فِیْہِ فِیْ بَابِ فَضْلِ الصَّدَقَۃِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

اور مشکوۃ ہی میں ہے بروایت ابو داؤد اور نسائی حضرت سعد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں رحلت فرماچکی اسکے لئے کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا صدقہ لہذا حضرت سعد نے کنواں کھودکر فرمایا یہ میری ماں کے واسطے ہے یعنی اسکے پانی کا ثواب میری ماں کیلئے ہے

پھر شامی میں تو یہانتک لکھا ہے کہ نماز فرض روزے فرض وہی ادا کرے دوسرے شخص کے ادا کرنے سے کوئی بری الذمہ نہیں ہو سکتا مگر ثواب نماز فرض اور روزونکا اور حج فرض کا جسکو چاہے ہر انسان بخش سکتا ہے۔ پھر نذر اللہ جو عبادت ہے اور قربت اسکا ثواب کسی ولی کو یا عام مومنوں کو پہونچانے کے جواز میں کیا کلام۔ ہاں اسمیں شک نہیں جو نقد جنس طعام لباس بطریق نذر اللہ ہو اُسکے مستحق فقراء ہوتے ہیں۔ خواہ وہ عام فقراء ہوں یا وہ فقرا جو خدام اور مجاور مزار اولیاء اللہ ہوں نہ کہ اغنیاء اسواسطے کہ اگر فقراء کو کھلانا مراد نہ ہو نہ تحصیل ثواب ہو نہ اُسکا ثواب بزرگوں کو بخشنا بلکہ مقصود یہ ہو کہ اے اللہ کے ولی اگر تونے میرا یہ کام کر دیا یہ نقد و جنس یا طعام میں تمکو دونگا تو یہ قطعاً بالاتفاق سب کے نزدیک ناجائز ہے اسواسطے کہ میت کسی چیز کے مالک نہیں ہو سکتے نہ نقد و جنس دینے کے ساتھ اُس سے تقرب حاصل کرنا جائز اسواسطے کہ بجز ثواب کے وہ نقد و جنس و طعام کے مالک تو ہو ہی نہیں سکتے چنانچہ درمختار میں ہے

اِعلَم اَنَّ النَّذرَ الَّذِی یَقَعُ لِلاَموَاتِ مِنَ اَکثَرِ العَوَامِ وَمَا یُوخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ وَالشَّمعِ وَالزَّیتِ وَنَحوِھَا اِلٰی ضَرَائِحِ الاَولِیَاءِ الکِرَامِ تَقَرُّباً اِلَیھِم فَھُوَ بِالاِجمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ مَالَم یَقصُدُوا صَرفَھَا لِفُقَرَاءِ الاَنَامِ

یعنی جو عوام الناس اولیاء اللہ کے نقد جنس اور طعام اور شمع اور تیل کی نذر پیش کرتے ہیں اور اُنکے مزارات پر لیجاتے ہیں وہ نذر باطل ہے اور حرام جبتک یہ ارادہ نہ کریں کہ انکی نذر سے مراد فقراء کو کھلاکر اسکا ثواب اُنکو پہونچانا مقصود ہے نہ کہ اُنکو مالک بنانا۔ چنانچہ علامہ شامی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں باطل و حرام چند وجہ سے ہے اسواسطے کہ شرعاً نذر غیر واجب کو اپنے ذمہ اسطرح واجب کر لینے کو کہتے ہیں کہ اگر یہ کام میرا ہو گیا اسقدر نقد و جنس تمہاری نذر کرونگا اسطرح یا اللہ جلشانہ کے حضور میں عرض کر سکتا ہے یا زندہ بزرگوں کی خدمت میں کہ وہ مالک ہو سکتے ہیں۔

اور میت خواہ کوئی بھی ہو صلاحیت ملک نہیں رکھتے اسکو تو ثواب ہی پہونچا سکتے
ہیں پھر اگر وہ نذر شرعی اسطرح ہے کہ اے اللہ اگر یہ میرا کام تو نے فلاں ولی کے
طفیل اور برکت سے کر دیا تو اُس ولی کی مزار کے فقراء کو اتنا دیکر یا کھلا کر اسکا ثواب
انکی نذر کرونگا۔ یا اے اللہ کے ولی اللہ سے دعا کرو اگر یہ میرا کام ہو گیا تو اتنے فقراء کو
کھلا کر اسکا ثواب تمہاری نذر کرونگا یا تمکو بخشونگا تو اسکے مستحق فقط فقراء ہوں گے
اغنیاء اور سادات کو بھی اسکا کھانا کھلانا جائز نہیں اور مطلقاً خویش و اقربا اور غنی و فقرا
سادات خدام شیخ کو جو غنی ہیں دیکر کھلا کر اگر اسکا ثواب اموات کو بخشا جاوے یا نذر اللہ
کیا جاوے۔ اسطرح ہر غنی فقیر کو دیکر اسکا ثواب ہر کسیکو بخش سکتے ہیں اسواسطے کہ بہ
نسبت عام فقراء کے اپنے عزیز و اقارب کے دینے اور کھلانے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے
چنانچہ باب افضل الصدقہ مشکوۃ شریف میں ہے

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّ
هِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ
وَّصِلَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ
وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ
فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ
وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ

روایت ہے سلیمان بن عامر رضی اللہ
عنہ سے فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ مسکین
پر تو صرف صدقہ ہے اور وہ ذی رحم
(قرابتدار) پر دو وجہ سے اولیٰ ہے صدقہ
اور صلہ رحمی روایت کیا اسکو احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار تو
وہ ہے جو اللہ کے راستے میں تو خرچ کرے
اور ایک وہ ہے جو آزادی غلام میں خرچ
کرے اور ایک وہ ہے جسکو تو مسکین پر

اَلنَّفَقَۃُ عَلٰی اَھْلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ | خرچ کرے اور ایک وہ ہے جسکو تو اپنے اہل پر خرچ کرے اور سب سے زیادہ ثواب اس میں ہے جسکو تو اپنے اہل پر خرچ کرے۔

اور دلیل اس امر کی کہ ایصال ثواب الی اولیاء اللہ کو عرفاً بتقاضائے ادب نذر کہتے ہیں۔ یہ ہی ص۴۲ فتاوٰی افریقیہ میں ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم صاحب ترجمہ مشہورہ قرآن مجید برادر مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ النذور میں تحریر فرماتے ہیں۔ "نذر کہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعیست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان میبرند آنرا نذر و نیاز میگویند"۔ امام اجل عبدالغنی نابلسی قدس سرہ العزیز حدیقہ ندیہ میں زیب رقم فرماتے ہیں

وَمِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ زِیَارَۃُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّکُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِیَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَالنَّذْرُ لَھُمْ بِتَعْلِیْقِ ذٰلِکَ عَلٰی حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّہٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَۃِ عَلَی الْخَادِمِیْنَ بِقُبُوْرِھِمْ کَمَا قَالَ الْفُقَھَاءُ فِیْمَنْ دَفَعَ الزَّکٰوۃَ لِفَقِیْرٍ وَسَمَّاھَا قَرْضًا صَحَّ لِاَنَّ الْعِبْرَۃَ بِالْمَعْنٰی لَا بِاللَّفْظِ۔

اور انہی امور مستحبہ کی قسم سے ہے زیارت قبروں کی اور برکت حاصل کرنا مزارات اولیاء اللہ اور مزارات صالحین کے ساتھ اور اولیاء اللہ کی نذر ماننا ساتھ ایصال ثواب کی شرط کے ساتھ مثلاً غائب شدہ کے آجانے یا بیمار کے شفا پانے کی شرط پر اسواسطے کہ یہ نذر بمعنی صدقہ یا ہدیہ کے ہے خادمین صاحب مزار پر مجازاً اور اعتبار معانی مقصودہ کا ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا چنانچہ فقہا فرماتے ہیں اگر کسی نے کسیکو زکاۃ دی یہ کہکر کہ میں قرض دیتا ہوں اور مقصود اسکا ادائے زکاۃ تھا تو زکاۃ ادا ہو جاوے گی اسواسطے کہ اعتبار معانی کا ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا فقط۔ اور زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ اسطرح ترقیم فرماتے ہیں۔ اما سائر نذور از قسم حلویات و

اطعمہ پس دراں تفصیل است یکے آنکہ برائے اولیاء اللہ باشد کہ حقتعالیٰ احسان بایشان وایصال ثواب باینہا پسندیدہ میدارد وازاں جماعت امید مکافات بہتر ازیں متوقع است کہ عند اللہ قرب دارند ومورد عنایت اویند۔ دوم برائے عامۂ مومنین کہ استغفار برائے ایشان وتصدق برائے ایشان ولباس وطعام دادن برائے ثواب ایشان نیز در جناب الٰہی پسندیدہ است چنانچہ درباب تصدق عن الموتےٰ حدیثے چند وارد شدہ اند" ۔ اور اسی کے قریب قریب اسی کتاب میں مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ سے بھی منقول ہے ۔ من شاء الزیادۃ فلینظر الی رسالتنا رسول الکلام فی بیان المولد والقیام جو اول تصنیفات خاکسار سے ہے ۔ اور مزین بمہور علماء نامدار تیار ہے جسکو خاکسار نے تقریباً ۱۲۹۰ھ میں لکھا تھا اور اب بفضلہ تعالیٰ زیر طبع ہے ۔ اسی طرح اُن مسلمانوں کو جو مبتلاء رسوم کفار مثل چوٹی رکھنے بیڑی ڈالنے کے تھے مشرک اور کافر کہا جو کہا عبد النبی عبد العلی میراں بخش حسین بخش نام رکھنے والے مسلمانوں کو بھی مطلقاً مشرک اور کافر کہدیا حالانکہ امام بخاریؒ اور تمام فقہاء کرام کے نزدیک تبرکاً وتعظیماً للنبی والولی عبد النبی اور عبد الولی یا غلام حسین غلام محی الدین نام رکھنا بالاتفاق جائز ہے ۔ اور اپنے غلام کو میرا غلام میرا عبد میری امۃ کہنا بالاتفاق مباح دیکھو جلد اول ص۳۴۶ باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق۔ بخاری شریف میں ہے امام بخاری علیہ الرحمۃ غلام کو عبد کہکر پکارنے کے جواز پر ان دو آیتوں سے استدلال فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ ۔ وَقَالَ عَبْدًا مَمْلُوْکًا ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ	سورہ نور میں اللہ جلشانہ لفظ عباد اور اماء کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ اور نکاح کرو کنواری اور بیوہ نکاح تم میں سے وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ

وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهٗ مِنَ الْعَبْدِ وَهٰكَذَا قَدْ وَرَدَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ اِطْلَاقُ لَفْظِ الْعَبْدِ وَالْاَمَةِ عَلَى الْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ وَالْحَدِيْثُ الَّذِيْ قَدْ وَرَدَ فِيْهِ النَّهْيُ عَنْ اِطْلَاقِ الْعَبْدِ وَالْاَمَةِ حَيْثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ لَا يُسَاوِيْ تِلْكَ الْاٰيَاتِ وَالْاَحَادِيْثَ وَاِلَّا لَابُدَّ اَنْ يُّقَالَ هُوَ مَنْسُوْخٌ بِتِلْكَ الْاٰيَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ وَلَا كَلَامَ فِيْ جَوَازِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْغُلَامِ اِلٰى اَحَدٍ كَمَا يُقَالُ غُلَامُ حُسَيْنٍ وَغُلَامُ عَلِيٍّ۔

اور نیکوں کا اپنے غلام اور لونڈیوں سے اور اسی طرح سورۂ نحل میں ہے ضَرَبَ اللّٰهُ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا اور مثال بیان فرمایا ہے اللہ غلام کی جو کسیکی ملک میں ہو۔ یہاں بھی اطلاق لفظ عبد کا غلام پر کیا گیا ہے۔ پھر ان چاروں حدیثوں میں جو مرفوع متصل ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاق لفظ عبد اور امۃ کا غلام اور جاریہ پر فرمایا۔ لہذا وہ فقط ایک حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدی اور امتی نکہا کرو بلکہ غلامی اور جاریتی کہا کرو۔ اول تو مقابلہ میں آیات قرآنی اور ان احادیث صحیحہ کے نہیں سکتی اور اگر معتبر مان بھی لیا جاوے تو ان آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ کے ساتھ منسوخ ٹھہرے گی۔ اور غلام علی اور غلام حسین کے جواز میں تو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی وجہ سے مطلقاً اطلاق لفظ عبد کا غلام پر تمام کتب فقہ میں شائع اور ذائع ہے اور بڑے بڑے اکابر علما ایسے نام رکھتے رہے ہیں جیسے مولانا بحر العلوم عبد العلی جو خود

بحر العلوم ہیں اور اُنکے آباؤ اجداد علماء کرام مستند خواص و عوام اہل اسلام سے گذرے ہیں کتاب مستند نحو جامع الغموض جسکے جامع علامۂ عصر بزرگان دین سے گذرے ہیں اُنکا نام عبد النبی اور انکے والد ماجد کا نام عبد الرسول تھا۔ علی ہذا مولا عبد الرسول جنکی کتاب شرح مائۃ عبد الرسول مشہور ہے عالم باعمل گذرے ہیں اور قاری عبد الرحمن پانی پتی مرحوم اور خاکسار کی سند قرآن مجید میں بھی ایک بزرگ کا نام ہے قاری مولانا حافظ غلام مصطفےٰ (اگر دیکھنا چاہو ہمارے تمام اسانید مقدمہ میزان الادیان میں دیکھو) اور عبد المزنی تو ایک صحابی ہی کا نام نامی ہے۔ تقریب میں ہے وعبد المزنی والد یزید صحابی لہ حدیث العقیقۃ اور حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ کرام میں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کرکے علی الاعلان بر سر منبر فرمایا کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ۔ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں آپکا عبد اور خادم تھا یہ قول ازالۃ الخفا میں ہے بحوالہ امام ابو حنیفہ رح اور ریاض النضرہ میں اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو مقبول رکھا ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ فرما دیجئے اے حبیب اپنے اُمتیوں کو اے میرے بندو۔ چنانچہ مثنوی شریف میں حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اِسی تفسیر کو پسند فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں شعر

بندۂ خود خواند احمد در رشاد | جملہ عالم را بخواں قُلْ یٰعِبَادِ

لہذا مولانا روم علیہ الرحمۃ اور یہ سب علماء مفسرین اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کیا صاحب تقویۃ الایمان اور نجدیہ کے نزدیک ابو جہل جیسے مشرک نہیں ہوئے اللہ جلشانہٗ ہمکو اور تمام مسلمانوں کو ایسے بد مذہبوں کی صحبت سے بچا وے آمین۔ علی ہذا بزرگوں کو بحکم خدا متصرف فی العالم سمجھنے والے مثل مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بھی (نعوذ باللہ) مثل ابو جہل کے

مشرک ٹھہرے۔ دیکھو قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ تحت آیۃ کریمہ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ تحریر فرماتے ہیں

قَوْلُہٗ تَعَالٰی بَلْ اَحْیَاءٌ یَعْنِی اللّٰہُ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَاءُوْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَاءَھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَفِیْہِ بَعْدَ اَسْطُرٍ فَذَھَبَ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ھٰذِہِ الْحَیَاۃَ مُخْتَصٌّ بِالشُّھَدَاءِ وَالْحَقُّ عِنْدِیْ عَدَمُ اِخْتِصَاصِھَا بِھِمْ بَلِ الْاَنْبِیَاءُ اَقْوٰی مِنْھُمْ وَاَشَدُّ ظُھُوْرًا اٰثَارُھَا فِی الْخَارِجِ حَتّٰی لَا یَجُوْزُ النِّکَاحُ بِاَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ بِخِلَافِ الشُّھَدَاءِ وَالصِّدِّیْقُوْنَ اَیْضًا اَعْلٰی دَرَجَۃً مِّنَ الشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحُوْنَ یَعْنِی الْاَوْلِیَاءُ مُلْحَقُوْنَ بِھِمْ الخ

یعنی یہ جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ شہداء زندہ ہیں اسکے یہ معنے ہیں کہ اللہ انکی روحوں کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے پس زمین آسمان جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور آتے جاتے رہتے ہیں اور حسب مشیت ایزدی اپنے دوستوں کی مدد کرتے رہتے ہیں اور دشمنوں کی ہلاکت پھر بعد چند سطور کے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کی اسطرف گئی ہے کہ یہ زندگی شہداء کے ساتھ مخصوص ہے۔ مگر حق میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ حیات شہداء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ پیغمبروں کی حالت حیات شہداء سے زیادہ قوی اور ظاہر ہے باعتبار اپنے اثرات کے خارج میں یہانتک بعد وفات پیغمبر کے پیغمبر کی بیوی سے مثل زندوں کی بیویوں کے کسیکو نکاح جائز نہیں بخلاف شہیدوں کے کہ بعد انکی شہادت اور انقضاء عدت کے انکی بیویوں سے ہر شخص نکاح کرسکتا ہے۔

اور شہیدوں سے صدیق زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں اور اولیاء [illegible] رتبے میں شہداء کی برابر ہیں۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ کریمہ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں اور شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ اپنی کتاب تذکرۃ الموتٰی والقبور میں اس سے بہت زیادہ تصرف اولیاء اللہ کا اس عالم دنیا میں تحریر فرماتے ہیں پھر زمرۂ وہابیہ نجدیہ اور صاحب تقویۃ الایمان اور انکے معتقدین کے نزدیک کیا یہ سب علماء و کملاء مثل ابوجہل کے مشرک نہیں ٹھہرے علی ہذا صاحب تحفہ نجدیہ اور صاحب تقویۃ الایمان اور اسکے معتقدین دیوبندیہ اور نجدیہ کے نزدیک بموجب عبارات مذکورہ تقویۃ الایمان اور تحفہ نجدیہ ابن سعود نامسعود اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب نجدی سفر زیارت کرنیوالے اور سفر زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحب یا سنت یا واجب کہنے والے اور اس سفر میں مال خرچ کرنیوالے اور پھر وقت زیارت نہایت خضوع وخشوع سے دست بستہ روضہ مقدس کے سامنے مواجہ حضور اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم میں دست بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے اور اس ادب سے کھڑے ہونے کو مستحب بلکہ واجب کہنے والے بسبب اس قیام کے انکے نزدیک عابدون تمام فقہا اور محدثین مثل اُن پانسو علماء کے جنکے اتفاق سے فتاوی عالمگیریہ جمع کیا گیا ہے اور مثل علامہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ صاحب فتح القدیر اور علامہ تاج الدین سبکی رحمہم اللہ صاحب شفاء السقام کے مثل ابوجہل کے نعوذ باللہ مشرک نہیں ہوئے۔ نعوذ باللہ منہا۔ دیکھو فتاوی عالمگیریہ میں ہے

تقرّب نحوہ (ای مزارہ المقدس) ثلثۃ اذرع او اربعۃ اذرع ولا یدنو اکثر من ذالک ولا یضع یدہ علی التربۃ فھو اھیب واعظم للحرمۃ ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ	پھر (بعد دو رکعت پڑھنے کے منبر مبارک کے پاس) مزار مقدس سے تین گز یا چار گز شرعی نزدیک ہونا چاہیے اور بمقتضائے ادب اس سے زیادہ ہرگز نہ نزدیک ہونا چاہیے اور تربت مبارک اور شباک مبارک (یا گنبد مبارک) پہ (ادبا)

كَانَّهٗ نَائِمٌ فِي لَحْدِهٖ عَالِمٌ بِهٖ يَسْمَعُ كَلَامَهٗ
كَذَا فِي اخْتِيَارِ شَرْحِ مُخْتَارٍ. وَفِي فَتْحِ الْقَدِيْرِ
شَرْحِ الْهِدَايَةِ لِابْنِ هُمَامٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ
اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ
تَعَالٰى اَنَّهٗ مِنْ اَفْضَلِ الْمَنْدُوْبَاتِ وَ
فِي مَنَاسِكِ الْفَارِسِيِّ وَشَرْحِ الْمُخْتَارِ
اَنَّهَا قَرِيْبَةٌ مِنَ الْوُجُوْبِ لِمَنْ لَهٗ سِعَةٌ
رَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَزَّارُ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ
شَفَاعَتِيْ وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْهُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ جَاءَنِيْ
زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ
حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِيُّ اَيْضًا مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ
بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِي حَيَاتِيْ
هٰذَا فَاِذَا نَوٰى زِيَارَةَ الْقَبْرِ فَلْيَنْوِ مَعَهٗ
زِيَارَةَ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالْاَوْلٰى فِيْمَا يَقَعُ عِنْدَ الْعَبْدِ
الضَّعِيْفِ تَجْرِيْدُ النِّيَّةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ہاتھ نہ رکھے اسواسطے کہ تربت مبارک باعتبار
حرمت کے بہت تعظیم اور خوف کی جگہ ہے
اور (حضور کے مواجہ میں) ایسے دست بستہ
کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور آپکی
صورت مبارک کا اسطرح تصور کرے کہ گویا آپ
لحد مبارک میں آرام فرما رہے ہیں اور
ہماری عرض و معروض اور ہمارا سلام سن
رہے ہیں اور ہمکو جانتے ہیں۔ اختیار شرح
مختار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور فتح القدیر
شرح ہدایہ میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ مقصد
سوم زیارت قبر مبارک میں تحریر فرماتے ہیں
کہ فرمایا ہمارے مشائخ رحمہ اللہ نے کہ افضل ترین
مستحبات سے حضور کے روضہ مبارک کی
زیارت ہے اور مناسک فارسی اور شرح
مختار میں ہے کہ آپ کے روضہ مقدس کی
زیارت قریب واجب کے ہے اس شخص
پر کہ جو وسعت مالی رکھتا ہو۔ دارقطنی اور
بزار تخریج فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی واجب
ہو گئی واسطے اس شخص کے شفاعت میری
اور نیز دارقطنی میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

زیادۃ تعظیمہ واجلالہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکل ما کان افضل فی الادب والاجلال
کان حسنا ولکن متواضعا متخاشعا
معظما لحرمتہا لایفتر عن الصلوۃ علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستحضرا
انہا بلدۃ التی اختارہا اللہ تعالیٰ
دار ہجرۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثم یاتی القبر الشریف فیستقبل
جدارہ ویستدبر القبلۃ علی نحو
اربعۃ اذرع من الساریۃ التی عند
راس القبر فی زاویۃ جدارہ وما عن
ابی اللیث انہ یقف مستقبل القبلۃ
مردود بما روی ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ
فی مسندہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ
قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من قبل
القبلۃ وتجعل ظہرک الی القبلۃ
وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول
السلام علیک الخ۔

علیہ وسلم نے جو شخص آیا میرے پاس بغرض
زیارت کہ نہ نکالا اسکو اپنے مقام سے مگر
صرف میری زیارت نے میرے اوپر اسکا
حق ہوگیا کہ میں قیامت کے دن اسکی شفاعت
کروں اور دارقطنی ہی میں ہے جس شخص نے
حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری
وفات کے وہ زیارت کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے
اس نے میری زیارت اس زندگی میں کی۔
لہذا جب نیت زیارت مبارک کی کرے مناسب ہے
کہ اسکے ساتھ نیت زیارت مسجد روضہ نبوی
علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی بھی کرلے۔
علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک
اولیٰ یہی ہے کہ بجز زیارت روضہ حضور کے اور
کسی چیز کی زیارت کی نیت نہ کرے۔ اسواسطے
کہ اس صورت میں حضور کی زیادہ تعظیم و
تکریم اور محبت کا اظہار ہوگا۔ (ابن نجف
رحمہ اللہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ جلشانہٗ
ارشاد فرماتا ہے وتعزروہ وتوقروہ
اور شفاء قاضی میں ہے قال المبرد تعزروہ
ای تبالغوا فی تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علامہ مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
معنی تعزروہ کے یہ ہیں کہ آپ کی تعظیم حد سے زیادہ ہو) لہذا جسقدر آپ کی تعظیم وتوقیر

اور آپ کا ادب زیادہ کیا جاوے اتنا ہی بہتر ہے اور چاہیئے کہ نہایت خشوع اور خضوع اور تعظیم کے ساتھ دربار حضور میں حاضر رہے اور آپ کے شہر کی تعظیم کے لحاظ سے ذرا دیر درود اور سلام پڑھنے سے خالی نہ رہے اور سمجھ لے کہ یہ وہ شہر ہے کہ جسکو اللہ نے اپنے حبیب کی ہجرت کے لئے پسند فرمایا تھا پھر قبر شریف کے قریب آکر روضہ مقدس کے سامنے کی دیوار کی طرف منہ کر کے اسطرح چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو کہ پیٹھ قبلہ کیطرف ہو اور یہ اُس وقت ممکن ہے کہ سرہانے کے ستون کے پاس کھڑا ہو کر گوشہ دیوار کیطرف منہ کرے اور وہ جو فقیہہ ابو اللیث سے مروی ہے کہ قبلہ کیطرف منہ کر کے کھڑا ہو اور ایسا ہی ایک روایت ہدایہ میں بھی ہے، وہ قول مردود ہے ساتھ اُس حدیث کے جسکو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنی مسند میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے کہ سنت یہ ہے کہ قبر مبارک پر جانب قبلہ سے حاضر ہو اور پیٹھ قبلہ کیطرف کرے اور منہ اپنا قبر مبارک کیطرف پھر کہے السلام علیک یا رسول اللہ الخ

اور علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تو حافظ ابن تیمیہ کے رد میں ایسی جامع کتاب ضخیم موسوم بشن الغارہ علی من انکر سفر الزیارہ معروف بہ شفاء السقام اسی بحث میں لکھی ہے کہ جسکو حافظ ابن تیمیہ حرانی بھی مان گیا کما ھو ظاھر من طبقات الکبریٰ لابن السبکی

ماحصل اس ساری بحث کا یہ ہوا کہ جملہ ان تمام فرقوں گمراہ مذکورہ سے کسی فرقہ کو اپنی بے سمجھی یا ہٹ دھرمی سے کوئی گمراہ مانے نہ مانے وقت پڑھنے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے اتنا خیال تو ضرور کر لے کہ یا اللہ ان گمراہ اور مغضوب علیہم فرقوں سے مجھکو اپنی پناہ میں رکھ تاکہ اگر انمیں سے کسی میں پھنس بھی رہا ہو اللہ اسکو فرق ضالہ سے نکال لے اور کامل مومنوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ پر وساوس شیطان اور نفس لعین اور شیاطین سے امن میں رہنے کی آرزو کریں اور حضور کی تو اس قسم کی تمام دعائیں اپنے تمام امت کیواسطے ہی ہوتی تھیں ۔ چنانچہ باب الایمان بالقدر مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت ترمذی و ابن ماجہ شریف

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ اَنْ یَقُوْلَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اٰمَنَّا بِکَ وَبِمَا جِئْتَ بِہٖ فَھَلْ تَخَافُ عَلَیْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَآءُ۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ فرماتے رہتے تھے اے دلوں کے بدلنے والے ثابت رکھ تو دل میرے کو اوپر دین اپنے کے لہذا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ہم آپ پر اور جو چیز آپ پر نازل کی گئی اُسپر ایمان لائے ہیں (پھر یہ دعا کیسی) کیا آپ کو ہمارا خوف ہے (کہ اپنے نام سے ہمارے لیئے یہ دعا ہوئی) آپ نے فرمایا ہاں بیشک دل درمیان دو انگلیوں کے ہیں انگلیوں اللہ سے کہ بدلتا رہتا ہے اللہ اُنکو جیسے چاہے۔

پھر بعد ختم کرنے الحمد کے چاہیئے کہ کہے آمین۔ یعنی اے اللہ میری دعاؤں کو قبول فرمالے اسواسطیکہ بعد دعا کے آمین کہنا مستحب ہے۔ اور موجب قبولیت دعا۔

باب القرآۃ فی الصلوۃ مشکوۃ میں ہے

عَنْ اَبِیْ زُھَیْرِ النُّمَیْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ قَالَ بِاٰمِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

حضرت ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات نکلے اور ایک ایسے آدمی پر ہمارا گذر ہوا کہ جو بہت ہی الحاح اور عجز و نیاز سے دعا مانگ رہا تھا آپ نے فرمایا اس نے اپنی دعا کا نتیجہ پالیا اگر ختم کیا۔ قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور کس چیز کے ساتھ ختم کرے آپنے فرمایا آمین کے ساتھ

روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے۔

اور الحمد بہی دعا ہے لہذا جب الحمد ختم کرے تو ضرور آمین کے ساتھ ختم کرے چنانچہ اگلی حدیث میں بلا قید نماز بعد وَلَا الضَّالِّين آمین کہنے کی تصریح موجود ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ آمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت وائل فرماتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھکر آمین کہی اور اپنی آواز کو کھینچا۔ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد و دارمی اور ابن ماجہ نے لیکن حدیث میں اس امر کی تصریح نہیں کہ پوشیدہ آمین کہنے میں کھینچا یا جہراً کہنے میں نماز میں یا خارج نماز لیکن خارج نماز سراً کہے خواہ جہراً بالاتفاق ہر شخص مختار ہے نماز میں البتہ اختلاف ہے مگر کسی حدیث صحیح سے صراحت جہر کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب جہراً آمین کہنے کا باندھا ہے اس میں جتنی حدیثیں نقل کی ہیں سب سے اشارۃً پوشیدہ کہنا ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ جتنی حدیثیں اس باب میں نقل کی ہیں اگرچہ انکی سندیں مختلف ہیں مگر مضمون سب کا یہی ایک ہے کہ جب امام آمین کہے تم بہی آمین کہو پس جسکی آمین فرشتوں کی آمین سے مطابق ہوگئی اسکے پہلے سب گناہ بخشدئے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ امام مقتدی فرشتوں کی آمین باعتبار وقت کے تو بعد وَلَا الضَّالِّيْن کے بالضرور موافق ہوتی ہی ہے تو لا محالہ اسکے معنے بجز اس امر کے اور کچھ نہیں ہوسکتے کہ جسکی آمین کیفیت میں فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئے یعنی جیسے فرشتوں کی آمین کو کوئی نہیں سنتا ایسے ہی جسکی آمین کو کوئی نہ سنے تو اسکے پہلے سب گناہ بخشدئے جاتے ہیں پہر دوسری دلیل امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں قول عطا ہے فرماتے ہیں کہ عطا تابعی فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر مسلم مگر قرآن مجید میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً یعنی دعا مانگو تم اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ اور پوشیدہ۔ لہذا اس دلیل سے تو مطلقاً نماز و غیر نماز میں آمین کا پوشیدہ ہی کہنا ثابت ہوا نہ کہ جہراً۔ اور اسی باب کی تعلیقات میں تیسری دلیل جہر کی جو امام بخاری رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں یہ ہے وَ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ مَنْ وَّرَاءَهُ حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً مگر لجہ کے معنے گونج کے کسی لغت کی کتاب سے ثابت نہیں ہوتے جسطرح بعض جہال غیر مقلدین کہا کرتے ہیں اور زمانہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مساجد خصوصاً حضور کی مسجد میں جنپر اکثر کھجور کے پتے بجائے چھت کے پڑے ہوتے تھے گونج ممکن ہی نہ تھی البتہ بہت سے آدمیوں کی آواز بلکہ جو آواز پیدا ہو اُسکو لجہ کہسکتے ہیں۔ صراح میں ہے سَمِعْتُ لَجَّتَهُمْ وَ ضَجَّتَهُمْ اَیْ صَوَاتَهُمْ وَالْتَجَتِ الْاَصْوَاتُ اَیْ اِخْتَلَطَتْ اہل عرب بولتے ہیں یعنی سنا میں نے انکی آواز کو اور مخلوط ہو گئیں آوازیں لہذا اگر سب بلند آواز سے پکاریں تو شور و غوغا کہینگے اور اگر بہت سے پوشیدہ آواز سے باتیں کریں انکی آوازوں کی اختلاط کو کھسپاہٹ کہتے ہیں۔ لہذا اب اس امر کا دیکھنا ہے کہ آمین پوشیدہ آواز سے کہتے تھے یا بلند آواز سے مگر منتخب کنز العمال کی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آمین ایسی پوشیدہ آواز سے کہتے تھے کہ صف اول میں امام کے قریب کے ایک دو آدمی سُن لیتے تھے۔ منتخب کنز العمال میں سنن ابوداؤد سے ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ رواہ ابوداؤد

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ آمین ایسی طرح کہتے کہ پہلی صف سے جو آپ سے قریب ہوتے سُن لیتے تھے۔ روایت کیا اسحدیث کو ابوداؤد نے

اور یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آمین اسطرح پوشیدہ ہو کہ کہنے والے کے کان سن لیں اور جب کہنے والے کے کان سنیں گے تو ضرور پاس والے ایک دو آدمی بھی سن سکتے ہیں چنانچہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی سنتوں میں جنہیں بالاتفاق پوشیدہ پڑھنا واجب ہے اور نیز فرائض ظہر وعصر میں ایسے ہی پڑھا کرتے تھے کہ پاس والے ایک دو آدمی سن لیں۔ لامحالہ اسطرح آمین کہنا بھی کہ پاس کے ایک دو آدمی سنیں سرا ہی ہوا نہ کہ جہرا اور اگر کوئی اسکو جہر کہے تو کوئی حرج نہیں اسواسطے کہ بنابریں بصورت فقط نزاع لفظی ہوگا۔ دیکھو باب القراۃ مشکوۃ شریف میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا اُحْصِیْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ وَعَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الظُّھْرِ بِاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَاَخْرَجَ ابْنُ مَاجَۃَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِنَا الظُّھْرَ فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَاتِ مِنْ سُوْرَۃِ لُقْمَانَ وَالذَّارِیَاتِ بَلْ یُعْلَمُ مِنْ رِوَایَاتٍ اٰخَرَ اَنَّ الصَّحَابَۃَ کُلُّھُمْ کَانُوْا یَقْرَؤُنَ سِرًّا ھٰکَذَا فَقَدْ رَوٰی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گنتی نہیں کر سکتا اس مقدار کی جتنی دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح اور مغرب کی سنتوں میں قُل یا ایُّھا الکافرون اور قُل ھُو اللہ کو پڑھتے سنا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے۔ مگر ابن ماجہ نے مغرب کی سنتوں کا ذکر نہیں کیا اور جابر بن سمرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں واللیل پڑھا کرتے تھے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ ظہر کی نماز پڑھتے تو ہم بعد چند آیتوں کے سورہ لقمان اور ذاریات کی آیۃ سن لیا کرتے تھے۔ بلکہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اصحاب کرام اسطرح پوشیدہ پڑھا کرتے تھے کہ پاس والے ایک دو آدمی سن لیں اور بعض کو کھس کھساہٹ کی آواز پہونچے چنانچہ ابن ماجہ میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهِ صَلٰوةً نَظُنُّ اَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازِعُ الْقُرْآنَ فَلَوْ لَمْ تَقْرَأْ سِرًّا هٰكَذَا مَا سَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ میرا گمان ہے کہ نماز صبح ادا کی پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے پڑھا تھا ایک شخص نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا جب ہی تو میں کہتا تھا کہ کس وجہ سے میں قرآن میں جھگڑے میں ڈالا جاتا ہوں یعنی بوجہ کھس کھساہٹ کسی پڑھنے والے کے پس اگر وہ پڑھنے والا اسطرح پوشیدہ نہ پڑھتا ہوتا کہ جسکی آواز پاس والا سن لے تو حضور اسطرح کیوں فرماتے۔ بنائً علیہ جملہ کتب فقہ میں منقول ہے کہ ظہر و عصر سری نمازوں میں افضل اسطرح پوشیدہ پوشیدہ پڑھنا ہے کہ قاری کے کان سن لیں اور جب قاری کے کان سنیں گے تو ضرور ایک دو پاس والے بھی سنیں گے چنانچہ فصل فی القرأۃ درمختار میں ہے۔

وَاَدْنَى الْمُخَافَتَةِ اِسْمَاعُ نَفْسِهِ وَمَنْ يَقْرُبُ بِهِ فَلَوْ سَمِعَ رَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ فَلَيْسَ بِجَهْرٍ وَالْجَهْرُ اَنْ يَسْمَعَ الْكُلُّ خُلَاصَةٌ وَهٰكَذَا فِي الشَّامِيِّ بِحَوَالَةِ كُتُبٍ شَتّٰى وَقَالَ وَاخْتَارَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَقَاضِيْ خَانْ وَصَاحِبُ الْمُحِيْطِ وَالْحَلْوَانِيْ هٰذَا الْقَوْلَ الْمَنْسُوْبَ اِلَى الْهِنْدُوَانِيْ وَهٰكَذَا فِيْ مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ وَالْمُجْتَبٰى وَالْحِلْيَةِ وَالْبَحْرِ وَالْفَتْحِ۔

اور ادنی مرتبہ پوشیدہ پڑھنے کا یہ ہے کہ پڑھنے والا اور اسکے پاس کے ایک دو آدمی سن لیں اسواسطے کہ ایک دو آدمی کے سننے سے جہر نہیں ہوتا جہر تو جب ہے جب سب سنیں اور اسیطرح شامی میں ہے بہت سی کتابوں کے حوالہ سے فرمایا شامی علیہ الرحمۃ نے اور مختار شیخ الاسلام اور قاضی خان اور صاحب محیط اور حلوانی یہی قول ہے جو ہندوانی کیطرف منسوب ہے اور اسیطرح ہے معراج الدرایہ اور مجتبی اور حلیہ اور بحر الرائق اور فتح القدیر میں۔

اور بعد اس تحقیق کے حدیث ابن ماجہ سے یہ امر بھی بہت وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ جن حدیثوں میں لَجَّۃٌ کا لفظ آیا ہے وہاں معنے لجۃ کے کھس کھساہٹ کے ہیں نہ کہ شور و غوغا کے چنانچہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ سنن ابن ماجہ میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّاْمِیْنَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ آمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم و لاالضالین پڑھ چکتے اسطرح آمین کہتے کہ پہلی صف والے اُس کو سن لیتے اور مسجد میں کھس کھساہٹ پھیل جاتا۔

اور ظاہر ہے کہ پہلی صف کے سننے سے مراد پہلی صف کے ایک دو آدمی ہیں اسواسطے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ پہلی صف کے سب آدمی سن لیں اور پچھلی صف والے پہلی صف کی مقدار تک بھی نہ سنیں اور جب ایسی پوشیدہ آمین تھی تو یہ ترتج بہا المسجد کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ مسجد میں کھس کھساہٹ معلوم ہونے لگتا۔ لامحالہ یہی معنے ہوں گے حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی حدیث میں لَجَّۃٌ کے اور وائل ابن حجر کی حدیث میں جو بلند آواز سے آمین کہنے کا ذکر ہے دوسری سند میں انہی سے پوشیدہ آمین کہنا مروی ہے لہذا انکی حدیث پر عمل نہیں ہوسکتا۔ یہ تو تحقیق بموجب ان حدیثوں کے تھی جنکے ساتھ جہراً آمین کہنے والے تمسک پکڑتے ہیں اور وہ حدیثیں جنسے بالتصریح پوشیدہ آمین کا ثبوت ہوتا ہے۔ انکو ہم یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کی تفسیر میں انشاء اللہ نقل کرینگے ۔

باب تکبیر

۱۳۲۶ھ

الحمد للہ کہ تفسیر سورۃ فاتحہ بتاریخ ۶ صفر المظفر روز پنجشنبہ اختتام کو پہونچی اور تفسیر سورۃ بقر کے اختتام کی کوشش شروع کی گئی۔ اللہ اخلاص عطا فرماوے اور ہمکو اور تمام لوگوں کو جو اسکا مطالعہ کریں توفیق عمل کی عطا فرماوے اور اس خدمت کو مجھ سے قبول فرما کر اس تفسیر کو مقبول خاص و عام کرے اور میرا انجام بخیر فرماوے اور میری اور

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

مناجات صبوحی از حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جُدْ بِلُطْفِكَ يَا اِلٰهِىْ مَنْ لَّهٗ زَادٌ قَلِيْلٌ ۔ مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ يَاْتِىْ عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيْلُ

ذَنْبُهٗ ذَنْبٌ عَظِيْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ ۔ اِنَّهٗ شَخْصٌ غَرِيْبٌ مُّذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيْلٌ

مِنْهُ عِصْيَانٌ وَّنِسْيَانٌ وَّسَهْوٌ بَعْدَ سَهْوٍ ۔ مِنْكَ اِحْسَانٌ وَّفَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَاءِ الْجَزِيْلِ

طَالَ يَا رَبِّىْ ذُنُوْبِىْ مِثْلَ رَمْلٍ لَا تُعَدُّ ۔ فَاعْفُ عَنِّىْ كُلَّ ذَنْبٍ وَّاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ

قُلْ لِّنَارٍ اَبْرِدِىْ يَا رَبِّ فِىْ حَقِّىْ كَمَا ۔ قُلْتَ قُلْنَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا فِىْ حَقِّ الْخَلِيْلِ

كَيْفَ حَالِىْ يَا اِلٰهِىْ لَيْسَ لِىْ خَيْرُ الْعَمَلِ ۔ سُوْءُ اَعْمَالِىْ كَثِيْرٌ زَادُ كَا عَالِىْ قَلِيْلٌ

اَنْتَ شَافِىْ اَنْتَ كَافِىْ فِىْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ ۔ اَنْتَ حَسْبِىْ اَنْتَ رَبِّىْ اَنْتَ لِىْ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

عَافِنِىْ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَّاقْضِ عَنِّىْ حَاجَتِىْ ۔ اِنَّ لِىْ قَلْبًا سَقِيْمًا اَنْتَ مَنْ يَّشْفِى الْعَلِيْلَ

هَبْ لَنَا مُلْكًا كَبِيْرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ ۔ رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضِىْ وَالْمُنَادِىْ جِبْرَئِيْلُ

رَبِّ هَبْ لِىْ كَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَهَّابٌ كَرِيْمٌ ۔ اَعْطِنِىْ مَا فِىْ ضَمِيْرِىْ دُلَّنِىْ خَيْرَ الدَّلِيْلِ

اَيْنَ مُوْسٰى اَيْنَ عِيْسٰى اَيْنَ يَحْيٰى اَيْنَ نُوْحٌ ۔ اَنْتَ يَا صِدِّيْقُ عَاصِىْ تُبْ اِلَى الْمَوْلَى الْجَلِيْلِ

قصیدہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بحضور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنْ نِّلْتِ يَا رِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى اَرْضِ الْحَرَمِ ۔ بَلِّغْ سَلَامِىْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِىُّ الْمُحْتَرَمُ

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰى مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰى ۔ مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰى مَنْ كَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمِ

قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِّاَدْيَانٍ مَّضَتْ ۔ اِذْ جَاءَنَا اَحْكَامُهٗ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

اَكْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِّنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفٰى ۔ طُوْبٰى لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِىُّ الْمُحْتَشَمُ

يَا لَيْتَنِىْ كُنْتُ كَمَنْ يَّتْبَعْ نَبِيًّا عَالِمًا ۔ يَوْمًا وَّلَيْلًا دَائِمًا وَّارْزُقْ لَنَا اِلٰى بِالْكَرَمِ

فِىْ حَسْرَةٍ اَسْمَعْ لِذَا لِمْ لَمْ اَصِفِ الْمُصْطَفٰى ۔ فِىْ كُلِّ حِيْنٍ قَدْ مَضٰى فِى الْحَالِ مَا يَحْمِلُ بِهِمْ

لَسْتُ بِرَاحٍ سَفَرًا بَلْ فِرْيَانِىْ كَاُنْهِمْ ۔ فِى الْقَبْرِ اِشْفَعْ يَا شَفِيْعُ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمِ

يَا مُصْطَفٰى يَا مُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا ۔ مَجْبُوْرَةٌ اَعْمَالُنَا طَمَعًا وَّذَنْبًا وَّالظُّلَمْ

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ ۔ اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْكَرَمْ

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ ۔ مَحْبُوْسُ اَيْدِى الظَّالِمِيْنَ فِىْ مَوْكِبٍ وَّالْمُزْدَحَمْ

اللّٰهم اغفر لكاتبه الفقير المذنب ولوالديه ولاساتذته ولمن له حق عليه بحرمة حضرت سيد المرسلين حبيب الله محمد رحمة للعالمين و آله واصحابه اجمعين آمين

فہرست جلد دوم تفسیر سورۂ فاتحہ از تفسیر میزان الادیان علاوہ جلد اول شدہ

صفحہ	مضمون
١	سورۂ فاتحہ مع ترجمہ لفظی
٢	مفصل ترجمہ مع ترکیب
٤	بیان شان نزول اور کیفیت ہدایت وحی
٥	بیان افسانہ توجہ منیبہ میں
٩	بیان فضیلت انسان کا فرشتوں پر منیبہ میں
١١	بیان فرضیت نماز کا
١٤	بیان فرضیت تکبیر تحریمہ کا
١٦	بیان فرضیت شرائط نماز کا مثل پاکی کپڑوں کی اور پاکی جائے نماز کی
١٧	بیان اقسام نجاست کا
٢٠	احکام جنابت بحالت جنابت
٢٣	بیان عدم جواز نماز اور قرأت قرآن اور دخول مسجد کا بحالت جنابت اور عدم جواز وطی حائض و نفساء کا اور عدم جواز روزے و نماز اور دخول مسجد کا بحالت حیض
٢٥	بیان پاکی جسم جنبی اور حائض اور نفساء کا
"	بیان پاکی پسینہ اور جھوٹے حائضہ اور زچہ اور جنبی کا اور جواز انکے ساتھ کھانے اور پینے کا
٢٦	بیان اس امر کا کہ حائضہ ایام حیض میں بوجہ حیض جو فرض روزے نہ رکھے بعد زمانہ حیض انکی قضاء لازم ہے نہ نماز فوت شدہ کی
٢٨	بیان جواز دعاء درود تسبیح اور نیز آیات دعائیہ قرآن کا بہنیت دعا بحالت حیض اور نفاس اور جنابت
٣١	بیان جواز تمام ارکان حج کا سوا طواف کے حائضہ و زچہ کو
٣٢	بیان اس امر کا کہ معتکف یا غیر معتکف کو اگر مسجد میں نہانے کی حاجت ہو جائے تو تیمم کر کر باہر نکلے اور تحقیق اختلاف کی اس امر میں
٣٣	بیان غسل جنابت و حیض و نفاس کا بطریق مسنون
٣٦	بیان تیمم غسل اور وضو کا
٤٢	بیان صعید طیب کا
"	بیان اس پاک پانی کا جسپر قدرت ہوتے ہوئے نہ تیمم وضو کا جائز نہ غسل کا
٤٤	بیان بیر بضاعہ کا
٥٢	بیان ناپاک ہو جانے دہ در دہ سے کم پانی کا کسی نجاست کے گرنے سے بغیر بدلنے رنگ اور مزہ و بو کے
٥٤	تحقیق حدیث قلتین کی
٥٧	بیان پاک کرنے نجس شدہ کنوئیں کا احادیث صحیحہ سے
٦٣	بیان نجاست حکمی و حقیقی اور غلیظہ و خفیفہ کا

صفحہ	مضمون
۶۷	بیان پاکی خون اور پیشاب و پاخانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امت کے حق میں
۷۱	بیان اس امر کا کہ نضح اور رش بمعنے غسل خفیف بھی آیا ہے
۷۷	بیان نجاست جھوٹے کتے اور بلی اور درندے جانور کا
۷۹	بیان نجاست پیشاب طفل شیر خوار کا
۸۰	بیان عند الضرورت جواز نماز کا ساتھ نجس کپڑے کے نجاست غلیظہ سے جب مقدار درہم سے کم ہو اور نجاست خفیفہ سے جب چوتھائی کپڑے سے کم ہو اور بیان نجاست خفیفہ اور غلیظہ کا
۸۳	بیان معافی پیشاب اور بیٹ اُن اڑنیوالے جانوروں کا جنسے بچنا غیر ممکن ہے
۸۴	بیان اختلاف پاکی ناپاکی پیشاب اونٹ اور حلال جانوروں کا
۸۹	بیان جواز نماز کا عند الضرورت فقط تہبند سے اور بیان اس امر کا کہ مرد کو کتنے جسم کا ڈھانکنا فرض
۹۲	بیان اس امر کا کہ مسلمانوں کے عمامے ٹوپی پر ہونے چاہئیں
۹۳	بیان حرمت گودنے اور گدوانے اور مردوں کو عورتوں کی شکل بنانے اور عورتوں کو مردوں کی شکل بنانے کا
۹۶	بیان ممانعت بلا حجاب عورتوں کے مسجد میں آنیکا اور بلا حجاب مسجد میں آنیوالیونکو مسجد سے نکالے جانیکا
۹۸	بیان طریقہ وضو دکھلانے جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دو رکعت نماز پڑھکر دکھلانا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اور فرض ہونے فقط دو وقت کی نماز فجر اور عصر یا عشاء کا
۱۰۰	بیان فرض اور سنتوں وضو کا احادیث صحیحہ سے
۱۰۵	بیان فرضیت پاؤں دہونیکا شیعوں کی معتبر کتاب کافی کلینی سے اور نیز کتب معتبرہ اہلسنت سے
۱۰۶	بیان وضو توڑنیوالی چیزوں کا ساتھ حدیث صحیحہ کے
۱۱۱	جواب ثناء اللہ غیر مقلد کا جو بے وضو بھی نماز جائز رکھتا ہے
۱۱۲	بیان آغاز مرتبہ رسالت کا ساتھ نزول سورۃ مدثر کے
"	احادیث بیان میں اول اور آخر اوقات نماز پنجگانہ میں اور جواز نماز ظہر میں بعد ایک مثل سایہ ہوجانے کے علاوہ سایہ اصلی کے اور تعین وقت عصر میں بعد ہوجانے سایہ کے دو مثل
۱۲۷	باب الابراد بالظہر یعنی ظہر کو ٹھنڈا وقت کرکے پڑھنے کے بیان میں
۱۲۸	بیان استحباب اول وقت پڑھنے مغرب میں
۱۲۹	بیان کراہت سونے میں قبل عشا کے اور کراہت بات کرنے میں بعد عشا کے

صفحہ	مضمون
۱۲۹	بیان فضیلت سورۃ کہف میں اور عمل رات کو جاگ اٹھنے کا جو وقت جی چاہے
۱۳۰	بیان کراہت نفل پڑھنے کا صبح صادق سے طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر کے غروب تک اور کراہت پڑھنے سنتوں کی بعد ادا کرنے فرض فجر کے
۱۳۲	بیان پڑھنے صحابہ کرام کا وقت تاخیر ہو جانے حضور جماعت میں سنتوں فجر کو ستونوں وغیرہ کی آڑ میں
۱۳۴	بیان اس امر کا کہ اگر عشاء اور ظہر کی نماز تنہا یا بجماعت پڑھ چکا ہو اور پھر کسی مسجد میں جماعت ہوتی پاوے تو بہ نیت نفل ضرور شریک جماعت ہو جاوے
//	بیان اس امر کا کہ ہجرت سے ایک ماہ یا دس دن بعد تک ابتداء معراج سے نماز پنجگانہ دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے بعدہ تین نمازوں میں دو دو رکعت کا اضافہ کیا گیا اور مغرب میں فقط ایک رکعت کا اور سفر میں علاوہ مغرب چاروں وقت کی نماز دو رکعت رکھی گئی
۱۳۶	بیان اختلاف احکام نماز مسافر اور مقیم کا اور اختلاف احکام مسح موزے کا درمیان مقیم اور مسافر کے اور بیان مقدار مدت سفر کا
۱۴۲	بیان مستقل آیت ہونے بسم اللہ کا علاوہ الحمد کے اور پوشیدہ پڑھنے بسم اللہ اور اعوذ اور سبحانک اللہم ہر نماز میں
۱۴۳	بیان ابتداء وحی کا اور تصدیق کرنے حضرت ورقہ کا اس امر کی کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں
۱۴۶	بیان اس امر کا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ہمیشہ بسم اللہ نماز میں پوشیدہ پڑھتے تھے اور اسی طرح اعوذ اور سبحانک اللہم اس واسطے کہ جب آپ نے بسم اللہ آواز سے پڑھی مشرکین عرب نے چونکہ مسیلمہ کذاب کو رحمن کہتے تھے یہ اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمامہ کے رحمن کی طرف ہمکو بلاتے ہیں لہذا پھر آپ نے تا وقت وفات کبھی آواز سے نماز میں بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھی
۱۴۹	بیان ایک بار بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کا وقت ختم قرآن تراویح میں
۱۵۰	بیان فضائل بسم اللہ کا اور ان موقعوں کا جہاں پوری بسم اللہ پڑھنی سنت ہے یا فقط بسم اللہ
۱۵۶	بیان اس امر کا کہ خلاصہ سارے قرآن مجید کا اب بسم اللہ میں ہے اور وہ اپنی خودی کا گم کرنا ہے
۱۵۸	بیان جامعیت اسم پاک اللہ کا اور فضیلت ذکر اسم ذات اللہ کی
۱۶۰	بیان مذمت دشمنی اولیاء اللہ کا اور اس مقام کا کہ جس مقام پر بعض اولیاء اللہ سے لفظ انا اللہ اور انا الحق سرزد ہوتا ہے
۱۶۱	بیان مراقبہ حدیث احسان مذکورہ حدیث جبرئیل کا

صفحہ	مضمون
۱۶۳	بیان کثرت سے کرامات سرزد ہونیکا اولیاء اللہ سے وقت عروج تمام کے اور وجہ اس امر کی کہ صحابہ کرام سے زیادہ کرامتیں مثل دوسرے اولیاء اللہ کی کیوں نہیں سرزد ہوئیں اور فضیلت نظر فیض اثر اولیاء اللہ کی تمام ذکر و شغل پر
۱۶۴	طریقہ مرید کے سامنے نودنہ (۹۹) نام پڑھکر کسی اسم پاک اللہ کا تعلیم کرنا
״	سوال۔ وہ کونسا کلمہ ہے جسکا اول کفر ہے و آخر ایمان
۱۶۵	بیان محال ہونے صدور دروغ و کذب و جہل و سفاہت اور دیگر عیوب کا ذات جناب باری سے
۱۶۸	نکتہ بسم اللہ میں اسم رحمٰن کو اسم رحیم پر مقدم کرنیکے متعلق
۱۷۳	بیان فضیلت اور عدم فرضیت سورۃ فاتحہ کا نماز میں اور ممانعت پڑھنے سورۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے
۱۷۹	فضیلت سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر اور فضیلت شکر کی اور بیان اس امر کا کہ پہلا نام سورۃ فاتحہ کا سورۃ الصلوٰۃ ہے اور دوسرا سورۃ الحمد اور تیسرا سورۃ الشکر
۱۸۳	بیان اختلاف مقامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ادا کرنے نماز و قرأت فاتحہ کے
۱۸۶	بیان اس امر کا کہ علاوہ دو نام سبع مثانی اور قرآن عظیم کے چوتھا نام اس سورۃ مبارکہ کا سورۃ الشفا ہے
۱۸۶	طریقہ عمل جن اور نظر بد سے محفوظ رہنے کا اور دیو اور بچھو و سانپ کے کاٹے ہوئے کا طریقہ علاج ساتھ سورۃ فاتحہ کے
۱۹۱	طریقہ عمل سورۃ فاتحہ کا حل مشکلات اور دفع جملہ امراض اور بلیات کے لیئے اور پانچواں نام اس سورۃ مبارکہ کا ام القرآن اور ام الکتاب ہے
۱۹۲	بیان مسئلہ جبر و اختیار کا بیان تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین میں اور وجہ چھٹے اور ساتویں نام اس سورۃ پاک کی سبع مثانی اور قرآن عظیم
۱۹۳	بیان اس امر کا کہ آٹھواں نام اس سورۃ مبارکہ کا سورۃ الدعا ہے اور بہ نیت دعا اسکا اور تمام آیات دعا کا جنبی حائضہ اور نفساء کو پڑھنا جائز ہے
״	بیان اس امر کا کہ نواں نام اس سورۃ مبارکہ کا سورۃ السوال ہے اور اسکی وجہ
۱۹۴	بیان دسویں اور گیارھویں اور بارھویں نام اس سورۃ مبارکہ کا کہ جنمیں سے ایک سورۃ الوافیہ ہے اور دوسرا سورۃ فاتحہ اور تیسرا سورۃ الاساس
۱۹۵	بیان تیرھویں نام سورۃ فاتحہ کا جو سورۃ الکافیہ ہے
۱۹۶	بیان اس امر کا کہ الف لام الحمد میں استغراق کا ہے لہذا جس کسی کی حمد یا جس کسی کا بھی شکر ادا کیا جاوے

صفحہ	مضمون
	وہ حقیقتہً اللہ ہی کا لشکر ہوتا ہے اور اس معنے کے سمجھنے کے بعد دنیا سے تمام ہی فتنہ و فساد کی جڑھ منقطع ہو جاتی ہے
۲۰۰	احادیث متعلقہ سیاست مدن اور سیاست خانگی اور حفظ مراتب جملہ اعلیٰ وادنیٰ کے
۲۰۳	بیان علم ظاہر اور علم باطن کا احادیث سے
۲۰۵	بیان استغراق امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کا وقت تلاوت قرآن
۲۰۶	بیان اس امر کا کہ الف لام الحمد کا عہد ذہنی ہے اور اس تقدیر پر بیان عجز ہر بندے کا بیان حمد خدا سے
//	بیان حمد قولی اور حمد فعلی اور حمد حالی کا اور بیان سات گھاٹیوں حمد کا
۲۱۴	نکتہ بیان میں اس امر کے کہ اللہ اسم اعظم ہے جسکا ہر خبر اسم ذات ہے
۲۱۶	بیان رزاق مطلق ہونے خداوند کریم کا اور عاجز رہجانے سلیمان علیہ السلام کا ایک وقت کی دعوت تمام مخلوق خدا سے اور بیان نگلجانے ایک مچھلی کا برسوں کے جمع کئے ہوئے سامان دعوت سلیمان علیہ السلام کو
۲۱۷	بیان اس امر کا کہ ٹڈیوں یعنے مکڑیوں کا دنیا سے فنا ہو جانا علامت قرب فنا ہو جانے عالم کی ہے

صفحہ	مضمون
۲۱۸	بیان اقسام و انواع عالم کا
۲۱۹	نکتہ بیان میں متصل لانے اسم رحمٰن میں ساتھ اسم رب العالمین کے اور بیان شان رحمت خداوند کریم میں چند حدیثیں رحمت کی
۲۲۳	چشمدید قصہ نہ جلنے چیل کے گھونسلے کا مع بچوں کے اور جلجانے تمام زیب کے درخت کا ریاست الور میں اور اس قسم کے چند واقعات کا بیان شان رحمت رحیم مطلق میں
۲۲۵	بیان شان مالکیت مالک یوم الدین کا اور ظہور شان رحیمی کا آخرۃ میں اور بیان علامات قیامت
۲۲۶	پیشنگوئی بہ نسبت ظاہر ہونے مدعیان نبوت بہت سے دجالوں کے اور ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین
۲۳۰	بیان بدل جانے حالت اہل اسلام کا انتہائے ضعف کیطرف اور ظاہر ہونے گاندھی جیسے فتنہ انگیزوں کا مع حلیہ کے
۲۳۲	کامل حدیث بیان دجال لعین اور نزول عیسےٰ علیہ السلام میں
۲۴۰	بیان ظاہر ہونے تقریباً تین سو دجالوں کا

صفحہ	مضمون
	اور اُٹھ جانے امانت کا دلوں سے مع دوسرے آثار قیامت کے
۲۴۱	بیان معنوں عبادت کا تفسیر میں ایاک نعبد کے :
۲۴۳	شرح معنے حدیث احسان کی بموجب مسلک صوفیائے کرام اور بیان شغل رابطہ یعنی تصور شیخ کا
۲۴۵	جواب اُس اعتراض نحوی کا جو فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ پر وارد ہوتا ہے
۲۴۷	بیان اقسام استعانت اور مسئلہ تقدیر کا مع جواب جملہ اعتراضات ملحدین کے تفسیر ایاک نستعین میں
۲۵۴	حکایت ایاز علیہ الرحمۃ غلام محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے بیان تعلیم طریقہ عبودیت میں .
۲۵۶	بیان معنوں ہدایت اور استقامت کا تفسیر اِہْدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم میں
۲۵۹	نکتہ بیان میں اس امر کے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو فقط کعبہ شریف کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا
۲۶۱	بیان اُن فرقوں کا جو مصداق مغضوب علیہم اور الضالین کے ہیں مع بیان نام بعض فرقوں کے
۲۶۵	بیان پائے جانے علامات خوارج کا فرقہ غیر مقلدین اور دیوبندیہ میں
۲۶۸	بیان حق پر رہنے بڑی جماعت اہل اسلام کا کتاب معتبر عند الشیعہ نہج البلاغہ اور غنیۃ الطالبین غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے
۲۷۰	بیان اس امر کا کہ علماء دیوبند اور غیر مقلدین کے نزدیک تقویۃ الایمان اور اُسکے مصنف کو بُرا جاننے والا مبتدع اور فاسق اور شیطان وملعون ہے
″	عبارت تقویۃ الایمان اور تحفہ نجدیہ کی جس سے امام بخاری اور علامہ جزری صاحب حصن حصین اور حضرت غوث الاعظم اور بڑے بڑے اکابر دین کا جو استعانت غیر اللہ اور نذر و نیاز اولیاء اللہ یا عبد الرسول وغیرہ ناموں کے قائل ہیں اور قصداً زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کو موجب ثواب سمجھتے ہیں اور مواجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دست بستہ درود پڑھنے کو موجب ثواب جانتے ہیں ان سب کا مثل ابوجہل کے مشرک سمجھنا لازم آتا ہے
۲۷۲	ثبوت ان پانچوں امور کا احادیث صحیحہ

صفحہ	مضمون
	اور اقوال فقہا سے جنکو صاحب تقویۃ الایمان اور اُسکے معتقد اور جملہ وہابیان نجد مثل شرک ابوجہل کے سمجھتے ہیں
٢٧٢	تفصیل اثبات امور مذکورہ
״	عمل بھاگے ہوئے جانور کے پکڑنیکا ساتھ امداد ارواح اولیاء کرام یا ملائکہ عظام کے احادیث صحیحہ سے
٢٧٦	ثبوت مالی اور بدنی فرض واجب سنت کے ثواب پہونچانے کا اموات کو قرآن و حدیث اور اقوال فقہا سے اور بیان جواز کہنے اس قسم کے ایصال ثواب کو نذر و نیاز اولیاء اللہ
٢٧٩	بیان اس طریق کا جس طریق پر نذر اولیاء اللہ باطل اور حرام ہے
٢٨٠	بیان اُس طریق نذر کا جسکے مستحق فقط فقرا ہیں
״	بیان اُس نذر کا جسکا کھانا کھلانا بجز فقرا کے اغنیا اور خویش و اقربا کو جائز نہیں
٢٨١	دلیل اس امر کی کہ ایصال ثواب اولیاء اللہ کو عرفاً نذر و نیاز اولیاء اللہ کہنا جائز ہے
٢٨٢	بیان جواز عبد النبی عبد الولی اور غلام مصطفےٰ نام رکھنیکا قرآن و حدیث اور اقوال فقہا اور بخاری شریف سے
٢٨٥	بیان تصرف اولیاء اللہ کا عالم میں
٢٨٦	بیان استحباب سفر زیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور زیارت اولیاء اللہ کا اور اُنکے مواجہ میں دست بستہ درود پڑہنے یا قرآن شریف پڑھکر ثواب بخشنے کا
٢٩٠	جن احادیث سے غیر مقلدین آمین کو جہر اکہنے کا نماز میں ثبوت دیتے ہیں اُنہی سے ثبوت آمین پوشیدہ کہنے کا اور بیان نادانی غیر مقلدین کا اور تعریف پوشیدہ پڑہنے کی کتب فقہ سے
٢٩٦	مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو فی الواقع مناجات غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور قصیدہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا آخر کتاب میں تبرکاً درج ہے۔

تمت بالخیر

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم از دیوان اردو حضرت مفتقر نقیر زادہ

ملک ہیں زیر فرمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں جن و انس قربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں میکائیل اُس سلطان کے خادم صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں جبرائیل دربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے عرشِ بریں تیرا ایواں کا پایہ صلی اللہ علیہ وسلم
بہشت اعلیٰ ہے ایوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زمیں اور آسماں اور عرش و کرسی
یہ سب ہیں ظلِ تابانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ ہوتے وہ تو یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔
ہے لولاک لما شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بدر و کوکب و خورشید تاباں
ہیں ظلِ روئے رخشانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں سب شاہ و گدا محتاج اُن کے۔
سبھی عالم ہے مہمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تمامی انبیا اور جملہ مرسل۔
ہیں زلہ ربائے خوش خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مکاں سے لامکاں تک سب ہیں جاری
ہیں احکاماتِ قرآنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ختم المرسلیں شاہِ رسل ہیں
یہی رتبہ ہے شایانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہی ہیں جنت و دوزخ کے مالک
بڑا ہے ساز و سامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سبھی جن ملک اور حور و غلماں
ہیں قربان ہر اک آنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کرے کیا کوئی اُنکی مدح و توصیف
خدا خود ہے ثنا خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے بعد جو کچھ بھی ہو تم ہو
ہے کل عالم پہ احسانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نثارِ اک دیدارؔ ہی بلکہ جہاں سب
نثارِ جملہ غلمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایضاً دیگر مختصر

کرم کی گھٹاؤں کے برسانے والے
ترحم کی بجلی کے چمکانے والے

کبھی تو ادھر بھی ہو بارانِ رحمت
نہ ہو تم تو سوکھوں کو سکھلانیوالے

میرا دل بھی چمکا دو برقِ کرم سے
ہو تم برقِ رحمت کے چمکانیوالے

مدد میری کیجے کہ بے بال و پر ہوں
مجھے جلد پا لیجے پالینے والے

میں مجرم ہوں دامن میں اپنے چھپا لو
کہ ہیں چپے چپے پہ پیاں نبھانیوالے

ادھر بھی کبھی تو ہو یک نگہِ رحمت
نہ ہو تم ترستوں کو ترسانے والے

تڑپتا ہے دل اور ترستی ہیں آنکھیں
جمال اپنا دکھلا دو دکھلانے والے

ہیں دیدارؔ نجدی پہ قربانِ دنیا
ہیں دیں بیچ کر کفر کے لانیوالے

تمت

تفسیر میزان الایمان

بتفسیر القرآن

مناظرہ مقلد و محمدی

ملنے کا پتہ